حضرتِ عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط

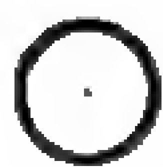
ڈاکٹر خورشید احمد فارِق
پروفیسر دہلی یونیورسٹی



ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط

ڈاکٹر خورشید احمد فارِق
پروفیسر دہلی یونیورسٹی



اِدارۂ اِسلامیات انار کلی لاہور

اشاعت اول : مئی ۱۹۷۸ء

باہتمام : اشرف برادرز۔ لاہور

مطبع : وفاق پریس۔ لاہور

قیمت : چوبیس روپے۔ /۲۴

ناشر

ادارۂ اسلامیات ○ لاہور

ملنے کے پتے :

ادارۂ اسلامیات : ۱۹۰۔ انارکلی۔ لاہور

دارالاشاعت : اردو بازار۔ کراچی ۱

ادارۃ المعارف : ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴

مکتبہ دارالعلوم : کراچی ۱۴

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

"حضرت فاروق اعظم کے سرکاری خطوط" نئی کتابت کے بعد طباعت اور جلد سازی کے مراحل سے گزر کر اب آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔ فاضل مصنف ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر دہلی یونیورسٹی کی اسی سلسلہ کی دوسری دو کتابیں "حضرت ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط" اور "حضرت عثمان غنی کے سرکاری خطوط" اس سے قبل طبع ہو چکی ہیں ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والا بآسانی اندازہ کر سکتا ہے کہ ان خطوط کو جمع کرنے، تہذیب و ترتیب دینے اور ان کا پس منظر معلوم کرنے میں کتنی کاوش کی ضرورت ہے اور کس قدر وسیع دینی و تاریخی مطالعہ درکار ہے۔

فاضل مصنف کی کوشش یقیناً پہلی اور کامیاب کوشش کہلائے جانے کی مستحق ہے۔ جس کے وہ لائق تحسین ہیں۔ مگر ان کے انداز نگارش خطوط کے پس منظر سمجھنے اور ان سے نتیجہ اخذ کرنے نیز تاریخی کڑیوں کو جوڑنے میں اہل علم و دانش حضرات مختلف علمی وجوہات کی بنا پر ان سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ خصوصاً ان کا انداز نگارش مروجہ مودبانہ انداز نگارش سے میل نہ کھانے کی بنا پر کئی جگہ بلاشبہ قابل اعتراض نظر آتا ہے۔

علاوہ ازیں ان خطوط کو پڑھتے وقت یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیئے کہ یہ خطوط اسلامی قوانین کی تدوین کے معاملہ میں بہرحال وہ استنادی حیثیت نہیں رکھتے جو قرآن و سنت اور فقہ کے مستند ترین ماخذ کی ہے کیونکہ ان خطوط میں بہرحال تحقیق کی مجال اور کلام کی گنجائش ہے، جیسا کہ فاضل مصنف نے ان کتابوں کے دیباچہ میں واضح کر دیا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ فاضل مصنف کی یہ تینوں کتابیں پڑھے لکھے حضرات کے لئے انمول تاریخی ذخیرہ اور گرانقدر تحفہ ثابت ہوں گی۔

"ناشرین"



فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت عمر فاروقؓ کے سرکاری خطوط کا پہلا ایڈیشن ایک ہزار نسخوں پر مشتمل ۱۹۵۹ء میں چھپا تھا اس کی پلیٹیں دوسری بار استعمال کے لئے محفوظ کر لی گئی تھیں، چار پانچ سال میں یہ نسخے نکل گئے تو ۱۹۶۵ء میں جزوی ترمیم و تنسیخ کے بعد پلیٹوں کی مدد سے دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، کئی سال میں یہ بھی ختم ہوگیا، اب تیسرا ایڈیشن نئی کتابت کے بعد پیش کیا جا رہا ہے، کتابت، طباعت اور کاغذ کی بڑھتی ہوئی گرانی کے پیش نظر کتابت کا حجم کم کرنا ضروری ہوگیا۔ پہلے اس کی ضخامت چار سو صفحات کی تھی اب تین سو صفحات رہ گئی ہے۔ اس میں خطوط اور ان کے مقدمات پر نظر ثانی کر لی گئی ہے اور دونوں کو ادبی، تحقیقی اور معنوی اعتبار سے پہلے کی نسبت زیادہ بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور نئے خطوط بڑھائے گئے ہیں، پہلی اشاعت میں حضرت عمر فاروقؓ کا تعارف اور ان کے خطوط کا تنقیدی جائزہ تشنگی تحقیق کے باعث نہ ہو سکا تھا، موجودہ ایڈیشن میں اس کمی کی بھی تلافی کر دی گئی ہے

✱

خورشید احمد فارق

۱۱ اگست ۷۵ء

سَیّدنا حضرت عُمر فاروق
رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنہُ

سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ کی والدہ حنتمہ ایک معزز اور خوشحال گھرانے کی خاتون تھیں اور والد خطاب بھی خاندانی آدمی تھے لیکن ناسازگار حالات کے باعث دنیوی خوشحالی سے بہرہ ور نہ ہو سکے، عمر فاروق رضؓ نے ہوش سنبھالا تو گھر میں عسرت کا ماحول تھا بچپن میں ان پر ایسا وقت بھی پڑا جب فاقہ کی نوبت آگئی۔ خلیفہ ہو کر کبھی اپنے بچپن کی روکھی پھیکی زندگی کا موجودہ پر نعمت و پر عظمت زندگی سے مقابلہ کر کے حیرت کیا کرتے تھے، ایک موقع پر انہوں نے کہا: میری زندگی میں ایسا وقت بھی آیا ہے جب گھر میں کھانے کیلئے روٹی تک نہیں تھی، میں اپنی مخزومی خالاؤں کے گھر جا کر ان کے لئے کنوؤں سے میٹھا پانی نکال لاتا اور وہ مجھے مٹھی بھر بھر کے کشمش دیدیتی تھیں[1] بچپن کے موڑ پر وہ اپنی ماں کے چچا زاد بھائی عُمارہ بن ولید کے خادم کی حیثیت سے بھی، نظر آتے ہیں، عُمارہ تجارت کے لئے شام یا یمن کے سفر پر تھے، عمر فاروق رضؓ ان کی خدمت کرتے اور کھانا

---

[1] ابن سعد ۳/۲۹۳

پلاکر کھلاتے تھے [1] اپنے عہدِ خلافت میں ایک بار مکہ کی کسی جانی پہچانی وادی سے گذرے تو ساتھیوں سے اس وادی میں اونٹ چرانے کے ادنیٰ مشاغل کا موجودہ شاندار زندگی سے مقابلہ کر کے حیرت سے کہنے لگے: میں بالوں کی بنڈی پہنے اس وادی میں خطاب (والد) کے اونٹ چراتا تھا، وہ سخت گیر آدمی تھے، میں کوئی کام کرتا تو میرا پیچھا کرتے اور اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوتی تو مارتے اور آج میرے عروج کا یہ حال ہے کہ خدا اور میرے درمیان کوئی حائل نہیں ہے [2]، عمر فاروق رضؓ کے والد خطاب بدکلام، بدمزاج اور تشدد پسند آدمی تھے۔ کان الخطاب فظاً غلیظاً، یہ صفات عمر فاروق رضؓ کی سیرت میں بھی منتقل ہو گئے تھے اور ان کی پبلک نیز پرائیویٹ زندگی میں بہت نمایاں نظر آتے ہیں، ان صفات کی وجہ سے خلافت سے پہلے ہر وقت ان کے ہاتھ میں تلوار رہا کرتی تھی اور خلافت کا عہدہ سنبھالنے کے بعد وہ مشہور دُرّہ جس کے خیال سے لوگ کانپتے تھے اور جس سے وہ صحابی اور غیر صحابی دونوں کی خبر لیتے تھے، ان کی بیویاں انہی صفات کا طعنہ دے کر اپنا دل بلکا کرتی تھیں اور انہی صفات سے خائف ہو کر ان کی شادی کے پیغام رد کر دیتی تھیں۔

قبول اسلام کے وقت عمر فاروق رضؓ کی عمر ۲۶ سال کی تھی، وہ کئی شادیاں کر چکے تھے اور اپنے قومی پیشہ تجارت میں مشغول تھے، رعب و داب، جرات اور کامیاب تجارت کے باعث معاشرہ میں انہیں وقار حاصل ہو گیا تھا، جس معاملہ سے انہیں دلچسپی ہو جاتی اس کی پورے جوش اور بیباکی سے وکالت کرتے اور کسی بات پر اڑ جاتے تو اُسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر سانس لیتے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضؓ لمبے چوڑے قد آور آدمی تھے، جوانی میں رنگ صاف تھا پھر سانولا ہو گیا تھا، سر گنجا تھا، آنکھیں خوب لال، داڑھی ہلکی لیکن مونچھیں بڑی اور خوب

---

[1] منمق (ابن حبیب، حیدر آباد ہند) ص ۱۴۰ - ابن ابی الحدید ۳/۱۴۲

[2] ابن سعد ۳/۲۶۶ - ۲۶۷ - طبری ۵/۲۹

گھنی ہوئی مونچھوں کے سرے بھورے رنگ کے تھے، قد اتنا لمبا کہ اگر گدھے یا خچر پہ سوار ہوتے تو قدم زمین پر لگتے آواز اونچی تھی، قدم بھاری، ہنستے بہت کم تھے، ظرافت و بذلہ سنجی سے طبیعت کو کوئی لگاؤ نہیں تھا، جب غصہ آتا تو مونچھوں کو امیٹھ کر منہ میں لے لیتے اور زور زور سے ان میں سانس کی ہوا پھونکتے اور طیش زیادہ بڑھتا تو دانتوں سے اپنا ہاتھ کاٹنے لگتے حتی کہ خون نکل آتا، لہ اس ظاہری مذکورہ صفات کے جوڑ سے ان کی شخصیت بڑی رعب دار ہو گئی تھی اور ان کے کوڑے نے جسے ان سے پہلے نہ رسول اللہؐ نے ہاتھ لگایا تھا نہ ابوبکر صدیقؓ نے ان کے رعب وداب کو خوف و ہراس کی حد تک بڑھا دیا تھا، لوگ ان کے سامنے آتے اور ان سے بات چیت کرتے ڈرا کرتے تھے، ایک بار حجامت بنواتے وقت انھیں کھکار آئی تو حجام کا پاخانہ خطا ہو گیا، ٢ ایک آوارہ عورت کی ان سے شکایت کی گئی، انہوں نے اسے طلب کیا تو خوف سے اس کا حمل ساقط ہو گیا، علی حیدرؓ نے کہا: حمل کی دیت ادا کیجئے، عمر فاروقؓ خفگی سے بولے: دیت اسی وقت تمہیں اپنے خاندان والوں سے وصول کر کے ادا کرنی ہوگی ٣

رسول اللہؐ جنگ سے بخیریت واپس لوٹے تو ایک کنیز ان کے پاس آئی اور بولی! میں نے عہد کیا تھا کہ جب آپ بخیریت لوٹیں گے تو آپ کے سامنے ڈھول بجا کر خوشی کا اظہار کروں گی، رسول اللہؐ بیٹھ گئے اور کنیز ڈھول بجانے لگی، ذرا دیر میں ابوبکر صدیقؓ بھی آگئے، کنیز گاتی بجاتی رہی، پھر عمر فاروقؓ آئے، انہیں دیکھ کر کنیز کے ہوش اُڑ گئے، اس نے گانا بند کر دیا اور ڈھول پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ ٤

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی غذا بھی جسم کے مطابق تھی، ہر دن کھانے کے علاوہ وہ ایک صاع (ساڑھے تین سیر) کھجور کھا لیتے تھے، گوشت اور گھی ان کے روزمرہ کے کھانے میں داخل تھا، لیکن دودھ اور رقیق چیزوں کے مقابلہ میں وہ خشک غذائیں جیسے

لہ ابن سعد ٣/٣٢٦، ابن ابی الحدید/ ٣/ ١٠٢، ابن جوزی ص٥ ۔ ٢ کنز العمال ٦/ ٣٣١

٣ بیہقی ٦/ ١٢٣ ٤ کنز العمال ٦/ ٣٣٧

کھجور اور کشمش زیادہ پسند کرتے تھے، رقیق چیزوں میں انہیں کشمش یا کھجور کی نبیذ مرغوب تھی[1]، وہ کھانا کھا کر ہاتھ نہیں دھوتے تھے بلکہ اپنے سینڈل سے پونچھ لیتے تھے اور کہتے: یہ عمر اور آلِ عمر کے رومال ہیں[2]، صحابہ کو بالعموم اور رسول اللہؐ کو بالخصوص عطر اور خوشبو دار مرکبات بہت پسند تھے لیکن عمر فاروقؓ کو ان سے دلچسپی نہ تھی، وہ بالوں میں ہمیشہ تِگی یا روغنِ زیتون ڈالا کرتے تھے، گرمیوں میں حج کے موقع پر پسینہ کی بُو سے بچنے اور دوسروں کو محفوظ رکھنے کیلئے رسول اللہؐ اپنے اور اپنی بیویوں کے سر اور کپڑوں میں عطر، مشک اور عنبر یا دوسرے خوشبودار مرکب لگاتے تھے لیکن عمر فاروقؓ کو حالتِ احرام میں خوشبو لگانا سخت ناپسند تھا، ایکبار ایام حج میں عمر فاروقؓ کو امیر معاویہؓ کے کپڑوں سے عطر کی مہک آئی تو انہوں نے پوچھا: یہ خوشبو کیسی؟ امیر معاویہؓ نے ڈانٹ ڈپٹ سے بچنے کے لئے کہا کہ (رسول اللہ کی بیوی اور ان کی بہن) اُم حبیبہؓ نے عطر لگا دیا تھا، عمر فاروقؓ گرم ہو کر بولے: فوراً جاؤ اور اُم حبیبہ سے خوشبو دھلواڈالو، بخدا مجھے یہ پسند ہے کہ محرم کے کپڑے سے کولتار کی بُو آئے بہ نسبت اس کے کہ اس کے لباس سے عطر کی مہک نکلے[3]

جہاں تک مجھے معلوم ہے عمر فاروقؓ نے آٹھ عقد کئے، چار اسلام سے پہلے اور چار اسلام کے بعد، مدینہ آکر انہوں نے تین بیویوں کو جو قبول اسلام اور ہجرت کے لئے تیار نہیں ہوئیں چھوڑ دیا تھا، ان کی پہلی بیوی زینب ان کے مشہور لڑکے عبداللہ اور لڑکی حفصہؓ زوجہ رسول اللہ کی ماں تھیں ہجرت کر کے مدینہ آگئی تھیں اور ایک خبر یہ ہے انہوں نے ہجرت نہیں کی اور مکہ ہی میں انتقال کیا، مدینہ آکر مختلف اوقات میں عمر فارقؓ نے چار عقد کئے، پہلی دو شادیاں بیویوں سے نبھاؤ نہ ہونے کے باعث طلاق پر منتہی ہوئیں، خلیفہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد عمر فاروقؓ نے تیسری شادی عاتکہؓ سے کی یہ

---

[1] ابن ابی الحدید ۱۰۸/۳، ابن سعد ۳۱۸/۳-۳۱۹

[2] ابن سعد ۳۱۸/۳- [3] بیہقی ۳۵/۵-

بیوہ تھیں لیکن حسین اور اس شرط پر انہوں نے شادی کی تھی کہ عمر فاروقؓ انہیں مارینگے نہیں نہ حج کیلئے سفر سے روکیں گے نہ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے سے باز رکھیں گے[1] ان کی چوتھی شادی علی حیدرؓ کی لڑکی اُم کلثومؓ سے ۱۷ھ میں ہوئی جب وہ پچاس سال کے قریب تھے اور ام کلثومؓ آٹھ سال کی تھیں، اس لڑکی کے مہر پر عمر فاروقؓ نے خطیر رقم صرف کی مقدار اکثر راویوں نے بیس ہزار روپے (چالیس ہزار درہم) اور ان کی ایک قلیل جماعت نے پچاس ہزار روپے (دس ہزار دینار) معیّن کی ہے[2]، ان کی دوام ولد بھی تھیں، بچوں کی تعداد چودہ تھی، نو لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھے[3]

ہجرت کے ابتدائی چند سالوں میں رسولؐ اللہ اور مہاجرین قریش کی اقتصادی زندگی میں جو خوش آئند انقلاب آیا اس کی برکتوں سے عمر فاروقؓ بھی متمتع ہوئے، رسولؐ اللہ نے مدینہ سے نکالے ہوئے یہودی قبیلہ بنو نضیر کا برزم نامی نخلستان انہیں عطا کیا تھا[4] ان کے دو نخلستان ثمغ اور صرمۃ بن الاکوع کے نام سے مشہور ہیں[5] خیبر کی غنیمت سے نخلستانوں اور اراضی کی شکل میں عمر فاروقؓ کو ایک بڑی جائداد ملی تھی جو سو حصوں پر مشتمل تھی[6] رسول اللہؐ نے خمس خیبر کے باغوں سے بھی ان کیلئے سو وسق (تقریباً پانچسو من) کھجور کا حصہ مقرر کر دیا تھا[7] یاقوت نے تصریح کی ہے کہ مدینہ سے تین میل بسمت شام سرزمین جرف میں عمر فاروقؓ کے کچھ نخلستان تھے۔ والجرف موضع علی ثلاثة امیال من المدينة نحو الشام به كانت اموال لعمر بن الخطاب[8] اس کی تائید معجم بکری میں ایک شخص کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ خرجتُ مع عمر الی ارضه بالجرف[9] ایک اور اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ سے چند میل

---

[1] ابن حجر ۴/ ۳۵۰۔ [2] نسب قریش ص ۳۴۹، ۳۵۰ - [3] ابن سعد ۲/ ۵۸، بلاذری ص ۲۴)

[4] بیہقی ۶/ ۱۶۰، زیلعی (نصب الرایہ) ۳/ ۲۰۶، یاقوت ۱/ ۵۵۹ - [5] - بکری ص ۳۴۲

[6] بیہقی ۶/ ۱۶۰، زیلعی ۳/ ۲۰۶، بلاذری ص ۳۳ شافعی ۳/ ۲۷۵، ابن حنبل ۲/ ۱۲، ۵۵، ۱۲۵ -

[8] معجم البلدان ۲/ ۶۲ - [9] ایضاً ص ۳۶۸ -

مغرب میں غابہ نامی وادی میں بھی ان کا ایک نخلستان تھا[1] معتزلی عالم ابن ابی الحدید: حجاز میں عمر فاروق رضی کے متعدد نخلستان تھے جن کی سالانہ آمدنی بیس ہزار روپے (چالیس ہزار درہم تھی)[2] بظاہر یہ وہی نخلستان ہیں جن کا مدینہ کے نواح میں راویوں نے ذکر کیا ہے اور جن میں سے دو کے نام ثمغ اور صرمۃ ابن الاکوع بتائے ہیں، تاریخ صنعاء کے مولف نے عمر فاروق رض کی میراث کے جو اعداد و شمار دیئے ہیں وہ اتنے ضخیم ہیں کہ ان کا باور کرنا مشکل ہے، لکھا ہے: ولقد لوی ان عمر مات عن مائتی الف الف درهم- راوی بتلاتے ہیں کہ عمر فاروق رض کی میراث کی قیمت دس کروڑ روپے (بیس کروڑ درہم) تھی-

بحیثیت خلیفہ عمر فاروق رض کی کوئی تنخواہ مقرر نہیں تھی، وہ اپنے پیشرو ابو بکر صدیق رض کی طرح بیت المال سے اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات پوری کرتے تھے، روپیہ پیسہ کے علاوہ بیت المال ان کے خورد و نوش، لباس و کام کاج کے لئے غلام کنیز اور سواری کے لئے اونٹ اور گھوڑے کا بھی کفیل تھا، ام المومنین عائشہ رض: لما استخلف عمر أكل هو وأهله واحترف في مال نفسه[3] خلیفہ ہو کر عمر فاروق رض اور ان کے بال بچوں نے خزانہ سے کھایا پیا اور اپنے روپے سے تجارت بھی کی، تجارت میں کھجور اور غلہ ہی داخل نہ تھا جسکی پیداوار عمر فاروق رض کے فارموں اور نخلستانوں میں ہوتی تھی بلکہ دوسرے اصناف کا سامان بھی داخل تھا، عربی روایت بتاتی ہے کہ وہ تجارتی قافلے شام اور دوسرے ملکوں کو بھیجا کرتے تھے جن میں ان کا سامان یا حصے ہوتے تھے، عن إبراهيم ان عمر كان يتجر وهو خليفة وجهز عيراً الى الشام[4] اپنی خلافت کے دوران بھی عمر فاروق رض تجارت کرتے تھے، انہوں نے ایک تجارتی قافلہ شام بھیجا، ان سب کے علاوہ عمر فاروق رض کی آمدنی کے دو مزید ذریعے تھے - مال غنیمت کے سہام جو سنہ ۲ھ سے انہیں خلافت صدیقی کے آخر تک برابر ملتے رہے تھے اور جن کی تعداد

---

[1] ابن سعد ۳/۲۷۷ - [2] شرح نہج البلاغہ ۱/۱۵۸-

[3] ابن سعد ۳/۳۰۸، بیہقی ۶/۳۵۳ - [4] ابن سعد ۳/۲۷۸

ومقدار ان کی خلافت کے ابتدائی سالوں میں شام، مصر، عراق اور فارس میں نئے نئے محاذ کھلنے سے بہت بڑھ گئی تھی، غنیمت کے سہام کا سلسلہ فاروقی خلافت کے آخر تک جاری رہا، اوائل خلافت میں ایک نیا ذریعۂ آمدنی ان کے قائم کردہ دیوان العطاء کی معرفت وجود میں آیا، اس کے ۱ تحت عمر فاروقؓ کو گریڈاول کی تنخواہ ملنے لگی جس کی مقدار ڈھائی ہزار روپیے سالانہ تھی، ان کی بیوی بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر ہوگئیں اور ان کے گھر کے ہر فرد کو لگ بھگ بینتالیس سیر ماہانہ غلہ، ساڑھے تین سیر سرکہ اور اتنا ہی روغن زیتون ملنے لگا۔

حضرت عمر فاروقؓ سادہ زندگی گذارتے تھے، انہیں نہ لباس کا شوق تھا، نہ پرتکلف کھانوں کا، نہ ظاہری ٹھاٹ باٹ سے دلچسپی تھی، بچپن میں گھر کا روکھا پھیکا اور پرمشقت ماحول ان کی اس افتادِ طبع کا کافی حد تک ذمہ دار تھا، خلیفہ ہو کر ان کی سادگی روکھے پن میں بدل گئی، اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ وہ رعیت اور افسروں کے دل میں اپنی دھاک اور رعب و داب بڑھانا چاہتے تھے اور دوسرا مقصد بحیثیت خلیفہ روکھی زندگی بسر کرکے امیدوارانِ خلافت اور ان کے حمائیتوں کی حاسدانہ نکتہ چینی سے بچنا تھا، جسکے نکھری اور اُجلی زندگی بسر کرنے کی صورت میں بڑھنے کا اندیشہ تھا، اس روکھی پھیکی زندگی کا ایک اثر یہ بھی ہوا کہ اچھے گھرانوں کی عورتیں ان کی شریکِ حیات بننے کو تیار نہیں ہوتی تھیں، عورتوں کے انحراف کی ایک دوسری وجہ عمر فاروقؓ کی سخت گیری اور ترش مزاجی تھی، انھوں نے ایک معزز قریشی عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے شادی کرنا چاہی تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: گھر کا دروازہ بند رکھتے ہیں (یعنی بیویوں کو کہیں آنے جانے نہیں دیتے، گھر والوں پر) روپیہ خرچ نہیں کرتے، گھر آتے ہیں تو تیور چڑھے ہوتے ہیں، گھر سے باہر جاتے ہیں تو تیور چڑھے ہوتے ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ کی چھوٹی اور آخری لڑکی ام کلثومؓ کو بی بی عائشہؓ کی معرفت شادی کا پیغام دیا تو انہوں نے یہ کہہ کر رد کر دیا: کھری زندگی گذارتے ہیں اور بیویوں کے ساتھ سخت

۱۔ طبری ۱۰/۵

برتاؤ کرتے ہیں۔ انه خشن العیش شدید علی النساء[۱]

ابوبکر صدیقؓ کی طرح عمر فاروقؓ بھی رسول اللہؐ کے خسر تھے۔ ان کی لڑکی حفصہؓ انہیں بیاہی تھیں، اس تعلق کے علاوہ جن صفات نے عمر فاروقؓ کو رسول اللہؐ سے قریب کر دیا تھا وہ ان کا غیر معمولی جوش اور رعب دار شخصیت تھی، عمر فاروقؓ ہر صحابی سے زیادہ رسول اللہؐ اور اسلام کے معاملات سے دلچسپی لیتے تھے اور اکثر معاملات میں اپنی رائے دینے میں پیشقدمی کیا کرتے تھے، فطری جوش اور طبعی بیباکی نے ان میں کرید اور نقد کی صفت بھی پیدا کر دی تھی، اس لئے جنگ ہوتی یا صلح۔ اقتصادی مسئلہ ہوتا یا سیاسی، اجتماعی یا شخصی وہ اس میں مداخلت ضرور کرتے اور اپنی سمجھ کے مطابق رائے دیتے جو بات انہیں ناپسند ہوتی اس پر نقد کرتے اور اپنا نقطۂ نظر رسول اللہ کے سامنے پیش کر دیتے، رسول اللہؐ ان کے اخلاص، جوش اور رعب وداب کا لحاظ کر کے اکثر انکا مشورہ مان لیتے یا نقطۂ نظر اختیار کر لیتے اور کبھی نرمی وحکمت سے اسے مسترد بھی کر دیتے تھے بہت سے معاملات میں عمر فاروقؓ کے نقطۂ نظر کی توثیق وحی کے ذریعہ بھی ہو جاتی تھی، اسی لئے مکہ کے مفسر مجاہدین جبیر (م سنہ ۱۰۰ھ) نے کہا ہے: کان عمر اذا رأی رأیا ینزل به القرآن۔ جب عمر فاروقؓ کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا تھا[۲] اس دوگانہ امتیاز یعنی رسول اللہؐ کا ان کے مشوروں پر عمل اور قرآن میں ان کے نقطۂ نظر کی توثیق نے مسلمانوں میں ان کی دھاک بہت بڑھا دی تھی حالانکہ وہ چالیس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک دس سال سے زیادہ حکومت کی لیکن ان کی کوئی مشاورتی کمیٹی نہ تھی، نہ کوئی وزیر، نہ باضابطہ مشیر، نہ نائب، انہیں اپنے اوپر بیایاں اعتماد تھا اور خلافت کے سارے معاملات وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے طے کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی معاملہ میں ان کی سمجھ کام نہ کرتی یا کسی جنگی مہم یا اجتماعی قضیہ یا متنازعہ فیہ مسئلہ

سن جبر

۱۔ طبری ۵ / ۱۷ ۲۔ کنز العمال ۶/ ۳۴۰، ۳۴۸۰۔

میں وہ مشورہ کرتا یا مختلف نقطہائے نظر معلوم کرنا ضروری سمجھتے تو بعد نماز صحابہ سے رجوع کر لیتے تھے، ان کا اجتہاد آزاد اور باجرأت تھا، وہ اگر کسی بات کو درست سمجھتے یا خلافت کے مفاد میں تو اسے بے دھڑک اختیار کر لیتے تھے چاہے ایسا کرنے میں سنّتِ رسولؐ اور عملِ صدیق رضؓ کی مخالفت ہی کیوں نہ کرنی پڑتی، اگر حالات کا تقاضہ ہوتا تو وہ قرآن کے ضابطوں کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے مثلاً انہوں نے مفتوحہ علاقوں کو غازیوں میں بانٹنے کی بجائے جیساکہ قرآن میں حکم ہے وقف علی المسلمین کر دیا، میسوپوٹامیہ کے عیسائیوں سے دُہری زکوٰۃ وصول کی جبکہ زکاۃ بموجب قرآن صرف مسلمانوں پر واجب تھی، اور بھوکے مظلوم غلاموں کا چوری کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا حالانکہ قرآن میں چور کی سزا مطلقاً قطع ید مقرر کی گئی ہے۔

رسول اللہؐ اپنا جانشین مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے لیکن ابوبکر صدیق رضؓ نے وفات سے پہلے اپنے معتمد اور مشیر خاص عمر فاروق رضؓ کو خلافت کے لئے اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا، سنتِ نبوی سے اس انحراف کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر صدیق رضؓ کے سامنے وہ پر اذیت ہنگامے تھے جو رسول اللہ کے انتقال پر انتخاب خلیفہ کے معاملہ میں صحابہ کے درمیان پیدا ہو گئے تھے اور جن کے نتیجہ میں صحابہ کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے، مسلمانوں کی وفاداریاں بٹ گئی تھیں اور مدینہ میں کئی سیاسی پارٹیاں وجود میں آگئی تھیں جو ایک دوسرے پر تنقید کرتی تھیں اور اپنے اپنے امیدواروں کو مسندِ خلافت پر متمکن دیکھنا چاہتی تھیں، ابوبکر صدیق رضؓ کو اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تو خلافت کے امیدوار اپنے حمایتوں کا سہارا لے کر آپس میں لڑنے لگیں گے اور اسلام کے تسخیری مشن کو سخت نقصان پہنچے گا۔

ان کی آخری علالت کے دوران ایک متمول اور با رسوخ قریشی مہاجر عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ ابوبکر صدیق رضؓ کی عیادت کو آئے اور انہیں دیکھ کر بولے: اب تو آپ کی طبیعت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا: نہیں میری طبیعت بہت خراب ہے اور آپ لوگوں کا طرزِ عمل میرے لئے مرض سے زیادہ تکلیف دہ ہے، میری

نظر میں جو شخص سب سے زیادہ اہل تھا میں نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا تو آپ سب کا منہ پھول گیا، آپ میں سے ہر شخص خود خلیفہ بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا امنڈ پڑی ہے۔ واللہ انی لشدید الوجع ولما القی منکم یا معشر المہاجرین اشد علیّ من وجعی إنی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ یرادة أن یکون ھذا الأمر لہ وذلك لما رأیتم الدنیا قد أقبلت[1]

ایک دوسرے قریشی رئیس اور امیدوارِ خلافت طلحہ بن عبیداللہؓ کو جب معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ نے تحریری فرمان کے ذریعہ عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے تو وہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور اندازِ برہمی سے بولے: آپ نے عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے حالانکہ آپ ان کی دست درازیوں سے جو وہ آپ کے عین حیات لوگوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں خوب واقف ہیں، آپ کے بعد ان کا کیا حال ہوگا، خدا آپ سے پوچھے گا کہ رعیت کو کس کے سپرد کیا ہے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ استخلفت علی الناس عمر وقد رایت ما یلقی الناس من وانت معہ فکیف إذا خلا بھم وأنت لاق ربك فسائلك عن رعیتك[2]

پینتالیس سالہ عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو اس طرح کے ہنگامے نہیں ہوئے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے وقت پر پا ہوئے تھے لیکن اس بات کی قوی شہادت موجود ہے کہ نئے خلیفہ کے روکھے پن، تشدد پسندی اور احتسابی نظر سے امیدوارانِ خلافت بالخصوص اور صحابہ بالعموم مضمحل اور بددل تھے اور ان کی خلافت سے ناراضگی ظاہر کرنے کیلئے کچھ عرصہ تک ترکِ موالات کرتے رہے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ کے دور میں عرب۔ عراق سرحد پر خالد بن ولیدؓ کی نگرانی میں سرحد کے عرب قبیلوں نے عراق کی سرحدی فارسی بستیوں پر بڑے پیمانہ پر ترکتاز شروع کر دی تھی، جب عربوں نے ایک طرف حیرہ، انبار اور عین التمر جیسے اہم سرحدی شہروں کو پامال کر ڈالا اور دوسری طرف خالد بن ولیدؓ کو عراق سے ہٹا کر

۱۔ الصابہ صفحہ: طبری ۲/۵۲، ابن سعد ۳/۲۷۴۔ ۲۔ طبری ۲/۵۲۔

شام کے مورچہ پر بھیج دیا گیا تو عراق کی فارسی حکومت عربوں کو اپنی سرحد سے نکالنے کیطرف سنجیدگی سے متوجہ ہو گئی، اس نے اپنی سرحد کے قریب کی فوجی چوکیاں مستحکم کرلیں اور اسکی کئی فوجیں متعدد جنرلوں کی قیادت میں عربوں کو سرحدی بستیوں اور شہروں سے نکالنے کے لئے پیشقدمی کرنے لگیں، سرحد کے چھاپہ مار مُسلم قبائل کمزور پڑ گئے اور ان کے بڑے کمانڈر مثنیٰ ابن حارثہ رض خلیفہ کو صورتِ حال سے مطلع کرنے اور کمک لینے خود مدینہ آئے اس وقت ابو بکر صدیق رض کی شمع حیات بجھنے والی تھی، عمر فاروق رض نے خلافت سنبھالتے ہی ایک جلسہ منعقد کیا اور باشندگانِ مدینہ کو عرب، عراق سرحد پر جاکر فارسیوں سے لڑنے کی دعوت دی لیکن کوئی جانے کو تیار نہیں ہوا تین دن تک عمر فاروق رض اہالی شہر کو عراق جانیکی ترغیب و تلقین کرتے رہے جس کے زیرِ اثر مدینہ کے اندر اور باہر کے کئی سو عرب جہاد کے لئے تیار ہو گئے لیکن کسی ممتاز یا بارسوخ صحابی نے جانیکی حامی نہیں بھری، چوتھے دن عمر فاروق رض نے پھر جلسہ کر کے حاضرین کو للکارا، کوئی صحابی اب بھی ان کی ماتحتی میں فوجی قیادت سنبھالنے کے لئے تیار نہیں ہوا جلسہ میں ایک ثقفی تاجر ابو عُبید موجود تھے، ہر طرف جمود دیکھ کر انہیں جوش آگیا اور انہوں نے کھڑے ہو کر اسلامی فوج کی قیادت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، عمر فاروق رض ابو عبید رض سے واقف تھے وہ نہ قریشی تھے نہ صحابی، فوج کی سپہ سالاری کے لئے ان دونوں صفات کا ہونا ضروری تھا، صحابہ کی بے اعتنائی کے پیش نظر خلیفہ نے ابو عبید رض میں ان دونوں صفات کی عدم موجودگی کے باوجود ان کی پیشکش قبول کر لی اور انہیں سالارِ اعلیٰ بنا دیا، اس انتخاب پر صحابہ اور بالخصوص امیدوارانِ خلافت کی طرف سے اعتراض ہونے لگے اور اصرار کیا گیا کہ سپہ سالاری کا عہدہ صحابی کے سپرد کیا جائے، عمر فاروق رض اتنے کبیدہ خاطر تھے کہ انہوں نے اعتراض کی پرواہ نہیں کی اور ابو عبید کی قیادت میں ایک فوج روانہ کر دی جس کی بڑی تعداد مدینہ سے باہر کے بدوؤں پر مشتمل تھی [1]

۱- طبری ۴/۶۳-

برتاؤ کرنے میں۔ انہ خشن العیش شدید علی النساء[۱]

ابوبکر صدیقؓ کی طرح عمر فاروقؓ بھی رسول اللہؐ کے خسر تھے۔ ان کی لڑکی حفصہؓ انہیں بیاہی تھیں، اس تعلق کے علاوہ جن صفات نے عمر فاروقؓ کو رسول اللہؐ سے قریب کر دیا تھا وہ ان کا غیر معمولی جوش اور رعب دار شخصیت تھی، عمر فاروقؓ ہر صحابی سے زیادہ رسول اللہؐ اور اسلام کے معاملات سے دلچسپی لیتے تھے اور اکثر معاملات میں اپنی رائے دینے میں پیشقدمی کیا کرتے تھے، فطری جوش اور طبعی بیباکی نے ان میں کرید اور نقد کی صفت بھی پیدا کر دی تھی، اس لئے جنگ ہوتی یا صلح، اقتصادی مسئلہ ہوتا یا سیاسی، اجتماعی یا شخصی وہ اس میں مداخلت ضرور کرتے اور اپنی سمجھ کے مطابق رائے دیتے جو بات انہیں ناپسند ہوتی اس پر نقد کرتے اور اپنا نقطۂ نظر رسول اللہ کے سامنے پیش کر دیتے، رسول اللہؐ ان کے اخلاص، جوش اور رعب وداب کا لحاظ کر کے اکثر انکا مشورہ مان لیتے یا نقطۂ نظر اختیار کر لیتے اور کبھی نرمی و حکمت سے اسے مسترد بھی کر دیتے تھے بہت سے معاملات میں عمر فاروقؓ کے نقطۂ نظر کی توثیق وحی کے ذریعہ بھی ہو جاتی تھی، اسی لئے مکہ کے مفسر مجاہد بن جبیر (م سنہ ھ) نے کہا ہے: کان عمر اذا رأی رأیا ینزل به القرآن۔ جب عمر فاروقؓ کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے مطابق قرآن نازل ہو جاتا تھا[۲] اس دوگانہ امتیاز یعنی رسول اللہؐ کا ان کے مشوروں پر عمل اور قرآن میں ان کے نقطۂ نظر کی توثیق نے مسلمانوں میں ان کی دھاک بہت بڑھا دی تھی حالانکہ وہ چالیس سال کے بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے سنہ ھ سے سنہ ھ تک دس سال سے زیادہ حکومت کی لیکن ان کی کوئی مشاورتی کمیٹی نہ تھی، نہ کوئی وزیر، نہ باضابطہ مشیر، نہ نائب، انہیں اپنے اوپر بیپایاں اعتماد تھا اور خلافت کے سارے معاملات وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے طے کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی معاملہ میں ان کی سمجھ کام نہ کرتی یا کسی جنگی مہم یا اجتماعی قضیہ یا متنازعہ فیہ مسئلہ

---

[۱] طبری ۵ ۱۷ [۲] کنز العمال ۶/۳۴۰، ۳۳۹۰۔

میں وہ مشورہ کرنا یا مختلف نقطہائے نظر معلوم کرنا ضروری سمجھتے تو بعد نماز صحابہ سے رجوع کر لیتے تھے، ان کا اجتہاد آزاد اور باجرأت تھا، وہ اگر کسی بات کو درست سمجھتے یا خلافت کے مفاد میں تو اسے بے دھڑک اختیار کر لیتے تھے چاہے ایسا کرنے میں سنّتِ رسولؐ اور عملِ صدیق رضؓ کی مخالفت ہی کیوں نہ کرنی پڑتی، اگر حالات کا تقاضہ ہوتا تو وہ قرآن کے ضابطوں کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے مثلاً انہوں نے مفتوحہ علاقوں کو غازیوں میں بانٹنے کی بجائے جیسا کہ قرآن میں حکم ہے وقف علی المسلمین کر دیا، میسوپوٹامیہ کے عیسائیوں سے دُہری زکوٰۃ وصول کی جبکہ زکاۃ بموجب قرآن صرف مسلمانوں پر واجب تھی، اور بھوک کے مظلوم غلاموں کا چوری کی سزا میں ہاتھ نہیں کاٹا حالانکہ قرآن میں چور کی سزا مطلقاً قطع ید مقرر کی گئی ہے۔

رسول اللہؐ اپنا جانشین مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے لیکن ابوبکر صدیق رضؓ نے وفات سے پہلے اپنے معتمد اور مشیرِ خاص عمر فاروقؓ کو خلافت کے لئے اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا، سنتِ نبوی سے اس انحراف کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکر صدیق رضؓ کے سامنے وہ پراذیت ہنگامے تھے جو رسول اللہ کے انتقال پر انتخاب خلیفہ کے معاملہ میں صحابہ کے درمیان پیدا ہو گئے تھے اور جن کے نتیجہ میں صحابہ کے تعلقات کشیدہ ہو گئے تھے، مسلمانوں کی وفاداریاں بٹ گئی تھیں اور مدینہ میں کئی سیاسی پارٹیاں وجود میں آگئی تھیں جو ایک دوسرے پر نقد کرتی تھیں اور اپنے اپنے امیدواروں کو مسندِ خلافت پر متمکن دیکھنا چاہتی تھیں، ابوبکر صدیق رضؓ کو اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تو خلافت کے امیدوار اپنے حمایتوں کا سہارا لے کر آپس میں لڑنے لگیں گے اور اسلام کے تسخیری مشن کو سخت نقصان پہنچے گا۔

ان کی آخری علالت کے دوران ایک متمول اور بارسوخ قریشی مہاجر عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ ابوبکر صدیق رضؓ کی عیادت کو آئے اور انہیں دیکھ کر بولے: اب تو آپ کی طبیعت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا: نہیں میری طبیعت بہت خراب ہے اور آپ لوگوں کا طرزِ عمل میرے لئے مرض سے زیادہ تکلیف [illegible] ہے، میری

نظر میں جو شخص سب سے زیادہ اہل تھا میں نے اسے اپنا جانشین مقرر کیا تو آپ سب کا منہ پھول گیا، آپ میں سے ہر شخص خود خلیفہ بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا امنڈ پڑی ہے۔ واللہ انی لشدید الوجع ولما القی منکم یا معشر المہاجرین آشد علیّ من وجعی إنی وَلیت امو کم خیر کم فی نفسی فکلکم ورم انفہ إرادۃ أن یکون ھذا الأمر لہ وذلك لما رأیتم الدنیا قد أقبلت[1]

ایک دوسرے قریشی رئیس اور امیدوارِ خلافت طلحہ بن عبیداللہؓ کو جب معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ نے تحریری فرمان کے ذریعہ عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کر دیا ہے تو وہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور اندازِ برہمی سے بولے: آپ نے عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے حالانکہ آپ ان کی دست درازیوں سے جو وہ آپ کے عین حیات لوگوں کے ساتھ کرتے رہے ہیں خوب واقف ہیں، آپ کے بعد ان کا کیا حال ہوگا، خدا آپ سے پوچھے گا کہ رعیت کو کس کے سپرد کیا ہے تو آپ کیا جواب دیں گے؟ استخلفت علی الناس عمر وقد رایت ما یلقی الناس من وانت معہ فکیف إذا خلا بھم وأنت لاق ربك فسائلك عن رعیتك[2]

بینتالیس سالہ عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو اس طرح کے ہنگامے نہیں ہوئے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے وقت بپا ہوئے تھے لیکن اس بات کی قوی شہادت موجود ہے کہ نئے خلیفہ کے روکھے پن، تشدد پسندی اور احتسابی نظر سے امیدوارانِ خلافت بالخصوص اور صحابہ بالعموم مضمحل اور بددل تھے اور ان کی خلافت سے ناراضگی ظاہر کرنے کیلئے کچھ عرصہ تک ترک موالات کرتے رہے تھے۔ ابوبکر صدیقؓ کے دور میں عرب۔عراق سرحد پر خالد بن ولیدؓ کی نگرانی میں سرحد کے عرب قبیلوں نے عراق کی سرحدی فارسی بستیوں پر بڑے پیمانہ پر ترکتاز شروع کر دی تھی، جب عربوں نے ایک طرف حیرہ، انبار اور عین التمر جیسے اہم سرحدی شہروں کو پامال کر ڈالا اور دوسری طرف خالد بن ولیدؓ کو عراق سے ہٹا کر

۱۔ اصابہ ص۳۱، طبری ۴/ ۵۲، ابن سعد ۳/ ۲۷۴۔ ۲۔ طبری ۴/ ۵۲۔

شام کے مورچہ پر بھیج دیا گیا تو عراق کی فارسی حکومت عربوں کو اپنی سرحد سے نکال نے کیطرف سنجیدگی سے متوجہ ہو گئی، اس نے اپنی سرحد کے قریب کی فوجی چوکیاں مستحکم کرلیں اور اسکی کئی فوجیں متعدد جرنیلوں کی قیادت میں عربوں کو سرحدی بستیوں اور شہروں سے نکالنے کے لئے پیشقدمی کرنے لگیں، سرحد کے چھاپہ مار مسلم قبائل کمزور پڑ گئے اور ان کے بڑے کمانڈر مثنیٰ ابن حارثہ رض خلیفہ کو صورتِ حال سے مطلع کرنے اور کمک لینے خود مدینہ آئے اس وقت ابو بکر صدیق رض کی شمع حیات بجھنے والی تھی، عمر فاروق رض نے خلافت سنبھالتے ہی ایک جلسہ منعقد کیا اور باشندگانِ مدینہ کو عرب، عراق سرحد پر جاکر فارسیوں سے لڑنے کی دعوت دی لیکن کوئی جانے کو تیار نہیں ہوا تین دن تک عمر فاروق رض اہالی شہر کو عراق جانیکی ترغیب وتلقین کرتے رہے جس کے زیرِ اثر مدینہ کے اندر اور باہر کے کئی سو عرب جہاد کے لئے تیار ہو گئے لیکن کسی ممتاز یا بارسوخ صحابی نے جانیکی حامی نہیں بھری، چوتھے دن عمر فاروق رض نے پھر جلسہ کر کے حاضرین کو للکارا، کوئی صحابی اب بھی ان کی ماتحتی میں فوجی قیادت سنبھالنے کے لئے تیار نہیں ہوا جلسہ میں ایک ثقفی تاجر ابو عُبید موجود تھے، ہر طرف جمود دیکھ کر انہیں جوش آگیا اور انہوں نے کھڑے ہو کر اسلامی فوج کی قیادت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں، عمر فاروق رض ابو عبید رض سے واقف تھے وہ نہ قریشی تھے نہ صحابی، فوج کی سپہ سالاری کے لئے ان دونوں صفات کا ہونا ضروری تھا، صحابہ کی بے اعتنائی کے پیشِ نظر خلیفہ نے ابو عبید رض میں ان دونوں صفات کی عدم موجودگی کے باوجود ان کی پیشکش قبول کرلی اور انہیں سالارِ اعلیٰ بنا دیا، اس انتخاب پر صحابہ اور بالخصوص امیدوارانِ خلافت کی طرف سے اعتراض ہونے لگے اور اصرار کیا گیا کہ سپہ سالاری کا عہدہ صحابی کے سپرد کیا جائے، عمر فاروق رض اتنے کبیدہ خاطر تھے کہ انہوں نے اعتراض کی پرواہ نہیں کی اور ابو عبید کی قیادت میں ایک فوج روانہ کر دی جس کی بڑی تعداد مدینہ سے باہر کے بدوؤں پر مشتمل تھی [1]

۱- طبری ۴/۶۳-

سوا دو برس پہلے جب ابو بکر صدیقؓ نے خلافت کا چارج لیا تھا تو جزیرۃ العرب میں اسلام کو نہ سیاسی استحکام حاصل تھا نہ مذہبی پابندگی، ملک کے طول و عرض میں عربوں نے مدینہ کی بالا دستی سے آزاد ہونے کا اعلان کر دیا تھا، زکاۃ بند ہو گئی تھی اور بیشتر جزیہ گذار عیسائی اور پارسی اقلیتوں نے جزیہ دینا موقوف کر دیا تھا ملک میں کئی طاقتور حریف مدینہ کا اقتدار ختم کرنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہؐ کے قائم کردہ اقتصادی وسائل سے دو برس کے قلیل عرصہ میں جزیرہ عرب کے عربوں کو دوبارہ اسلام کا تابع اور مدینہ کا وفادار بنا لیا، زکاۃ بحال ہو گئی، جزیہ کی مقررہ رقمیں حسب سابق خزانہ میں آنے لگیں، سارے ملک میں اسلامی اقتدار استوار کرنے کے بعد ابو بکر صدیقؓ نے پڑوس کے عراق اور شامی سرحدوں پر ترکتاز اور فتوحات کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں جو ردہ بغاوتوں سے فارغ ہو کر معطل ہو گئی تھیں۔ انہوں نے عرب سرحد، زیرین عراق اور دجلہ و فرات کی درمیانی اراضی کے بہت سے دیہات پامال کر ڈالے اور کئی اہم شہروں نیز فارسی چوکیوں (الیس، بانقیا، باروسما) کو جزیہ گذار بنا لیا، سرحد شام کے بھی بہت سے گاؤں اور قصبے ان کی ترکتاز کی لپیٹ میں آ گئے اور متعدد شہروں کے اکابر نے جزیہ دے کر اپنے مذہب، جان اور مال کی امان لی تھی، عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو انہیں کچھ عرصہ تک مدینہ کے بعض مہاجر و انصار اکابر کے عدم تعاون سے ضرور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا لیکن ملک کے طول و عرض میں عرب قبائل اور ان کے لیڈر پوری طرح اُن کے وفادار تھے، سرحدوں پر لڑنے والی فوج اور ان کے سالاروں نے بھی عمر فاروقؓ کے تقرر پر کسی کھلی مخالفت کا اظہار نہیں کیا، آمدنی کے وہ تمام سوتے جو رسولؐ اللہ کھول گئے تھے جاری تھے، عہدِ صدیق شام و عراق پر مسلم ترکتازیوں سے برابر غنیمت کا خمس حاصل ہوتا رہا تھا اور دونوں ملکوں کے متعدد قصبوں اور شہروں کے اسلامی تسلط میں آنے سے بہ شکل جزیہ مرکزی آمدنی کا ایک نیا دروازہ کھل گیا تھا۔

خلافت کا چارج لینے کے بعد عمر فاروق رضؓ کے اولین انتظامی و فوجی اقدامات میں دو سب سے اہم اقدام خالد بن ولیدؓ کی شامی افواج کی سپہ سالاری سے معزولی اور فارسی حکومت کے خلاف ابو عبید ثقفی کی قیادت میں فوج کشی تھے، عمر فاروق رضؓ اور خالد بن ولیدؓ کی تعلقات کشیدہ تھے، ایک دوسرے پہ نقد کرتے تھے اور اس کی خبریں مسافروں اور سفیروں کے ذریعہ طرفین کو پہنچتی رہتی تھیں، خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا ایک فوری سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے عمر فاروق رضؓ کے بارے میں کچھ غیر مبینہ باتیں کہی تھیں جو ان کی رائے میں صحیح تھیں لیکن جنہیں عمر فاروق رضؓ نے بے بنیاد قرار دیا تھا، انہیں سنکر عمر فاروق رضؓ بیحد مشتعل ہو گئے تھے اور پکا ارادہ کر لیا تھا کہ خلافت کے عہدہ پر فائز ہو کر سب سے پہلے خالدؓ کو معزول کر دیں گے، خلافت کا چارج لے کر پہلی فرصت میں انہوں نے اپنا ارادہ پورا کر دیا اور شامی افواج کی اعلیٰ کمان سے خالد بن ولیدؓ کو ہٹا کر ان کی جگہ اپنے دیرینہ دوست اور معتمد ابو عبیدہ بن جراحؓ کو سالارِ اعلیٰ مقرر کیا۔

خلافت کے وقت عمر فاروق رضؓ کی عمر تقریباً پینتالیس سال کی تھی، انہوں نے ساڑھے دس سال حکومت کی اور اس عرصہ میں ان کی فوجیں شرق اوسط کے بڑے رقبہ میں سرگرم عمل رہیں، زمام حکومت ہاتھ میں لیتے وقت اسلامی تسلط عراق و شام کے سرحدی یا وسطی قلمرو تک محدود تھا لیکن ساڑھے دس سال بعد جب ان کا انتقال ہوا تو مصر، لیبیا، شام، عراق، میسوپوٹامیہ، آذربی جان اور بیشتر فارس پر ان کی فوجوں نے سیاسی و اقتصادی استعلا حاصل کر لیا تھا، عراق و شام میں کل ملا کر ابو بکر صدیق رضؓ کی چالیس پینتالیس ہزار فوجیں مصروف جنگ تھیں لیکن عمر فاروق رضؓ نے عراق، شام، مصر اور فارس کی تسخیر کیلئے ان سے کئی گنا زیادہ فوجیں مہیا کیں، ہتھیاروں، گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد اضعافاً مضعفہ تھی مفتوحہ علاقوں پر اسلامی غلبہ برقرار رکھنے اور بغاوتوں کی روک تھام کے لئے انہوں نے اہم شہروں میں فوجی مرکز قائم کئے جہاں ہزاروں کی تعداد میں عرب غازی ہر وقت جہاد کے لئے

ڈٹے رہتے تھے، انہوں نے عراقی سرحد پر دو بڑی چھاؤنیاں بصرہ اور کوفہ قائم کیں جہاں شام، عراق اور فارس کی فاتح افواج متصلہ علاقوں میں بغاوت دباتے اور نئے علاقے فتح کرنے کے لئے تیار رہتی تھیں، رسول اللہؐ نے جہاد کے گھوڑوں کے لئے نقیع نامی ایک وسیع اور سرسبز میدان مدینہ کے قریب محفوظ کر لیا تھا، س میں رسول اللہؐ کے ہزاروں گھوڑے رہا کرتے تھے، ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں ردہ بغاوتیں کچلنے میں نقیع کے گھوڑوں نے اہم ترین خدمت انجام دی تھی، عمر فاروقؓ کے کثیر الجہات فوجی اقدامات کے مطالبے اتنے بڑھے کہ نقیع کی سپلائی ناکافی ہو گئی اور انہوں نے گھوڑے پالنے اور ان کی نسل کشی کے لئے ایک دوسری چراگاہ ریزرو کر لی جس کا نام شرف تھا، ایک تیسرا طول طویل میدان انہوں نے اونٹوں کے لئے مخصوص کر لیا، اس کا نام ربذہ تھا، یہاں زکات اور غنیمت کے اونٹ رکھے جاتے تھے اور فوجی سامان نیز سپاہیوں کو میدانِ کارزار تک پہنچانے کے کام لائے جاتے تھے، گھوڑوں اور اونٹوں کے اس مرکزی اسٹاک کے علاوہ مفتوحہ ممالک کی چھاؤنیوں میں بھی عمر فاروقؓ کے ہزاروں گھوڑے بغاوتیں فرد کرنے اور نئے علاقے مسخر کرنے کے لئے مستعد رہتے تھے، سیف بن عمرؒ: عمر فاروقؓ کے چار ہزار گھوڑے (کوفہ میں) اتفاقی ضرورت کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے، جاڑوں میں یہ گھوڑے قصرِ کوفہ کے بالمقابل اور دائیں جانب کے میدان میں چرتے اور گرمیوں میں دریائے فرات اور کوفہ کے مکانات کے درمیان واقع میدانوں میں ۔۔۔ اتنی ہی تعداد میں گھوڑے عمر فاروقؓ کے بصرہ کی چھاؤنی میں رکھے تھے، انہوں نے مفتوحہ ممالک کے آٹھوں فوجی مرکزوں میں بھی چار چار ہزار گھوڑے تیار رکھنے کا بندوبست کر لیا تھا، اگر کوئی ناگہانی سانحہ (بغاوت یا دشمن کا حملہ) پیش آتا تو کل فوج کے تیار ہونے تک اس کا ایک حصہ گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے موقع واردات پر پہنچ جاتا۔ کان لعمر أربعةُ آلافِ فرس عُدّة لکونٍ ان کان، یشتیها فی

قبلہ تصر الکوفۃ ومیسرتہ ... ویُربعھا فیھا بین الفرات والابیات من الکوفۃ... وبالبصرۃ نحو منھا وفی کل مصر من الامصار الثانیۃ علی قدرھا. . .
فان نابتھم نائبۃ رکب قوم و تقدموا الی ان یستعد الناس۱؎ باخبر لوگ بتاتے ہیں کہ عمر فاروقؓ ایک سال میں ساٹھ ہزار فوج مدینہ سے شام اور عراق کے محازوں کو چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کر کے بھیجا کرتے تھے - عن یحیی بن سعید أن عمر بن الخطاب کان یحمل فی العام الواحد علی اربعین الف بعیر، یحمل الرجل الی الشام ویحمل الرجلین الی العراق علی بعیر۲؎

مصر، شام میسوپوٹامیہ، عراق، آذربی جان اور فارس میں جہاں عمر فاروقؓ نے دس سال کے مختصر عرصہ میں اسلام کا سیاسی واقتصادی تسلط قائم کیا تین متحد قومیں (عیسائی یہودی اور پارسی) آباد تھیں، چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں شام، مصر اور لیبیا کی بزنطی عیسائی اور عراق وفارس کی پارسی حکومتیں فوجی طاقت اور شاہی شان وشوکت میں دنیا کی ساری حکومتوں سے بازی لے گئی تھیں، ان حکومتوں کے تہ در تہ سیاسی اقتدار کے مضبوط قلعوں کو عمر فاروقؓ کی جس فوجی مشین نے مسمار کیا اسکی تشکیل بنیادی طور پرانہی مالی وسائل سے ہوئی تھی جن کا رسول اللہؐ اور ان کے جانشین ابوبکر صدیقؓ بندوبست کر گئے تھے اور جن کی بنیادیں قرآن کے مجوزہ فراہمی دولت کے ان تین اصولوں پر استوار ہوئی تھیں۔ مالِ غنیمت (۲) جزیہ اور (۳) زکات لیکن یہ مالی وسائل اتنے وسیع نہ تھے کہ ان کی مدد سے دنیا کی قوی ترین اقوام کے قصرِ حکومت گرا دئے جاتے مالی وسائل بڑھا کر اپنی فوجی مشین کو زیادہ کارگر بنانے کے لئے عمر فاروقؓ نے مدنی قرآن کے مجوزہ اصولوں اور رسول اللہؐ کے عمل میں اہم تصرفات کئے جن

۱۔ طبری ۴/۱۹۷ ۲۔ ابن سعد ۳/۳۰۲

کی تفصیل یہاں بیان کی جاتی ہے: مدنی قرآن میں ہارے ہوئے دشمن کی منقولہ اور غیر منقولہ املاک کو فاتح مسلمانوں کے درمیان تقسیم کرنے کا حکم ہے یعنی جو مال، جائیداد یا اراضی مسلمان غازی لڑکر حاصل کریں اس کا ۴/۵ حصہ ان کے درمیان تقسیم کردیا جائے اور باقی پانچواں ان پانچ مدوں میں صرف کردیا جائے جن کا مدنی قرآن میں ذکر ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی و المساکین وابن السبیل (انفال) ۱۴ھ یا ۱۵ھ میں فاروقی فوجوں نے سرحد عراق پر بمقام قادسیہ ایک عظیم الشان فتح حاصل کی جس نے فارسی حکومت کی بنیادیں ہلادیں اور اس کی قسمت پر تباہی کی مہر ثبت کردی، عراق کی بہت سی مزروعہ اراضی جس کی نہروں سے آبپاشی ہوتی تھی فاتحین کے قبضہ میں آئی تو ان کی تیس ہزار فوج نے مطالبہ کیا کہ اس طویل و عریض اراضی اور اس میں واقع قصبوں اور شہروں نیز وہاں کے باشندوں کو ان کے درمیان تقسیم کردیا جائے، کمانڈر ان چیف سعد بن ابی وقاص رض کو مطالبہ بجا معلوم ہوا لیکن سینکڑوں میل میں پھیلے ہوئے رقبۂ ارض، اس کے دریاؤں، نہروں، زیر آب زمینوں تالابوں اور ٹیلوں کی تقسیم انہیں اپنے بس سے باہر نظر آئی اور انہوں نے مناسب سمجھا کہ خلیفہ سے رجوع کیا جائے، اراضی وغیرہ کی مساویانہ تقسیم میں عمر فاروق رض کو ایک رکاوٹ تو وہی نظر آئی جس کا ابھی ذکر ہوا اس کے ماسوا وہ عربوں کو زمیندار بنانے کے بھی خلاف تھے، ان کا خیال تھا کہ زمیندار ہو کر عرب جہاد سے کترانے لگیں گے، دولت و فرصت پاکر عیاش ہو جائیں گے اور باہم لڑا کریں گے، ان کی رائے تھی کہ مفتوحہ اراضی کو غازی مسلمانوں کی ملکیت قرار دیدیا جائے تاکہ ان کی نسلیں اس کے زراعتی محصول سے متمتع ہوتی رہیں، ان مصلحتوں کے پیش نظر خلیفہ نے مدنی قرآن کا ضابطہ نظر انداز کر دیا اور سعد ابن ابی وقاص رض کو لکھدیا کہ نہ اراضی تقسیم کی جائے اور نہ وہاں کے باشندوں کو غلام بنایا جائے [1]، کئی سال بعد مسٹر کا بابلیون

---

[1] بلاذری صفحہ ۲۶۵۔

نامی وہ مضبوط اور پرمصائب قلعہ فتح ہوا جو مصری حکومت کا ہیڈ کوارٹر بھی تھا اور جس کے سقوط پر سارے مصر کا سقوط منحصر تھا تب بھی فوج کے اکابر نے جن کے لیڈر ابوبکر صدیق رض کے داماد زبیر بن عوام رض تھے یہ مطالبہ کیا کہ مصر کی مزروعہ اراضی جسے نیل سے نکلنے والی سیکڑوں نہریں سینچتی تھیں ان کے درمیان تقسیم کر دی جائے جسطرح رسول اللہؐ نے وادی القرایٰ کے فارم اور نخلستان فوج میں تقسیم کئے تھے سالار اعلیٰ عمرو بن عاص رض مصر کی ہزاروں ایکڑ زمین وادی القریٰ کی بستی پر قیاس کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور خلیفہ کو صحابہ اور فوج کے مطالبہ سے مطلع کیا، عمر فاروق رض نے اپنی سابقہ رائے نہیں بدلی اور عمرو بن عاص رض کو لکھا: اراضی کاشتکاروں کے پاس رہنے دو تاکہ آنیوالی نسلیں اس کی آمدنی سے جہاد کر سکیں۔ اترکھا حتی یغزو منها حبل الحبلة [۱] اسی طرح کے مطالبات کی خبریں دوسرے محاذوں سے متعلق بھی تاریخ و آثار کے قدیم ناقلوں نے بیان کی ہیں، ان دقتوں اور مصالح کے پیش نظر جن کا ابھی ذکر کیا گیا عراق، فارس اور شام میں فوج کشی کے دوران جو مزروعہ اراضی، قصبے اور شہر فاروقی فوج نے بزور شمشیر فتح کئے انہیں جیساکہ مدنی قرآن کا مدعا ہے عمر فاروق رض نے فوج میں تقسیم نہیں کیا انہوں نے صرف منقولہ سامان اور زر و سیم ہتھیار، مویشی اور قیدیوں کو ہی مال غنیمت قرار دیا جو معرکۂ کارزار میں لڑائی کے دوران یا دشمن کی ہزیمت کے بعد اس کے کیمپ یا بھاگے ہوئے سپاہیوں سے حاصل ہوا تھا، مفتوحہ اراضی پر جو مدنی قرآن کی منشا کے مطابق تقسیم ہونی چاہئے تھی، خلیفہ نے زراعتی محصول لگایا اور مقامی باشندوں کو جو اراضی کے مالک یا کاشتکار تھے اور جنہیں مدنی آیت کی رو سے غلام بنا لینا چاہیے تھا آزاد چھوڑ دیا اور ان سے جزیہ وصول کیا۔

غنیمت کے علاوہ مدنی قرآن نے فراہمی دولت کی دوسری اصل جزیہ قرار دی ہے۔

۱۔ قرشی ص ۴۸ ابن حنبل ۱: ۱۶۶، ابن سلام ص ۵۸، بلاذری ص ۱۲۱، ابن عبد الحکم ص ۲۹۳۔

فاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرّمون ما حرّم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون ۔ (توبہ) اس آیت میں اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں صرف اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے جزیہ لینے کی اجازت ہے لیکن رسول اللہؐ نے ساحل بحرین، قطر، قطیف اور عمان کے پارسیوں سے بھی جزیہ وصول کیا تھا حالانکہ ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہوتا تھا، مدنی قرآن سے رسول اللہؐ کے اس تجاوز کی پیروی کر کے عمر فاروقؓ نے صابئہ قوم کو جو میسو پوٹامیہ کے ایک وسیع رقبہ میں آباد تھی اہل کتاب کا درجہ دیدیا تھا اور ان کے جانشین عثمان غنیؓ نے شمالی افریقہ کے بربر قبائل کو بھی اہل کتاب کے زمرہ میں شامل کر لیا تھا، رسول اللہؐ نے جزیہ کی شرح ایک دینار (پانچ روپے) فی بالغ مقرر کی تھی اور اس میں عورتیں بھی شامل تھیں، عمر فاروقؓ نے اس شرح میں وسیع تصرف کر کے اس کے تین گریڈ مقرر کئے ۔ چھ روپے سالانہ (بارہ درہم) بالغ مزدوروں، کسانوں اور چھوٹے دستکاروں کے لئے، دوسرا بارہ روپے (چوبیس درہم) سالانہ متوسط حال ذمیوں کے لئے، تیسرا چوبیس روپے (اڑتالیس درہم) مالداروں کے لئے فاروقؓ جزیہ سے بچے، عورتیں، دوراز کار بوڑھے اور نادار راہب خارج تھے، ذمیوں کے دو طبقے تھے: ایک وہ جس کی بود و باش شہروں اور قصبوں میں تھی اور جو شہری پیشے اختیار کئے ہوئے تھا اور دوسرا وہ جو دیہاتوں میں کاشتکاری کرتا تھا، پہلے طبقہ پر صرف جزیہ لازم تھا لیکن دوسرے پر جزیہ کے ساتھ لگان بھی واجب تھا، اگر کسی شہر یا قلعہ کی عملداری میں دیہات نہ ہوتے تو اس شہر یا قلعہ کے باشندوں پر جزیہ کے ساتھ وہاں مقیم فوجوں کی خورد و نوش کیلئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غلہ، زیتون کا تیل، سرکہ اور شہد فراہم کرنا ضروری تھا۔

۱۔ بیہقی ۹/۱۹۰، بلاذری صہ ۲۳۳ ۔

عراق، شام، جزیرہ اور فارس میں عمر فاروقؓ نے جزیہ اور لگان، زر و سیم نیز سامان خورو نوش تک محدود رکھا تھا، ۲۰ھ میں ان کے سالار اعلیٰ عمرو بن عاصؓ نے مصر فتح کیا تو نقد و جنس کے علاوہ جن کی مقدار عراق و شام کے جزیہ سے زیادہ تھی مسلمان فوج کے لئے لباس بھی جزیہ میں داخل کر دیا تھا، مصریوں پر مفروضہ جزیہ اور لگان کی تفصیل اخبار و آثار کے دو قدیم ترین ماخذوں سے پیش کی جاتی ہے: عمرو بن عاصؓ نے فقراء کو چھوڑ کر ہر بالغ پر دو دینار (دس روپے) جزیہ لگایا اور ہر صاحب زمین پر دیناروں کے علاوہ تین اردب (چھ من کے قریب) گیہوں، دو قسط (ساڑھے تین سیر کے قریب) روغن زیتون دو قسط سرکہ مسلمان فوج کی خوراک کے لئے (ہر ماہ) واجب کر دیا، خورو نوش کا سامان دار الرزق (اسٹور) میں جمع ہو جاتا اور وہاں سے فوج میں تقسیم کر دیا جاتا، (مصر کی) ساری مسلمان فوج کا شمار کیا گیا اور مصریوں پر ہر فوجی کے لئے ایک اونی گاؤن (جبہ) ایک برنس (لمبی نکیلی ٹوپی) یا عمامہ، شلوار اور ایک جوڑا چرمی موزے (خف) یا گاؤن کی بجائے اس کا ہم قیمت قبطی (نرم و چمکدار) کپڑا لازم کر دیا گیا، عمرو بن عاصؓ نے ان مواخذات پر مشتمل ایک تحریر لکھ دی جس میں تصریح تھی کہ اگر مصریوں نے (بے کم و کاست) تحریر کی پابندی کی تو ان کی عورتوں، بچوں کو نہ تو بیچا جائے گا، نہ غلام بنایا جائے گا اور نہ ان کے روپیہ پیسہ اور دفینوں سے تعرض کیا جائے گا، عمر فاروقؓ کو اس قرارداد کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے اس کی توثیق کر دی، فوضع عمرو علی کل حالم دینارین الا أن یکون فقیرا و ألزم کل ذی ارض مع الدینارین ثلاثة أرادب حنطة و قسطی زیت و قسطی خل و قسطی عسل رزقاً للمسلمین تجمع فی دار الرزق وتقسم فیهم و أحصی المسلمون فألزم جمیع اهل مصر لکل رجل منهم جبة صوف و برنسا او عمامة و سراویل و خفین فی کل عام أو عدل الجبة الصوف ثوبا قبطیا وکتب علیهم کتابا وشرط

لهم اذا فوا بذلك ان لا تباع نساؤهم و ابناؤهم ولا تسبوا وان تقر اموالهم وكنوزهم فى ايديهم، فاجاز عمر ذلك[1]

جزیہ اور لگان کے علاوہ عمر فاروقؓ نے عراق کے ذمیوں پر کئی مزید مالی اخراجات بھی عائد کئے تھے، ان کی ایک مالی ذمہ داری یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان یا مسلمان پارٹی یا فوج ان کے دیہاتوں سے گذرے تو تین دن اور بقول بعض ایک دن رات ان کی رہائش اور خورد و نوش کا اپنے خرچہ سے انتظام کریں، مالك بن انس عن نافع عن اسلم مولى عمرؓ ان عمر ضرب الجزية على اهل الذهب اربعة دنانير و على اهل الورق اربعين درهما مع ذلك ارزاق المسلمين وضيافتهم ثلاثة ايام[2] ذمیوں کی ایک دوسری ذمہ داری یہ تھی کہ اپنے علاقہ کے راستوں اور پلوں کی نگرانی کریں اور اپنے خرچہ سے ان کی مرمت کرائیں، اگر مسلمان فوجوں کی نقل و حرکت سے ان کے کھیتوں یا باغوں کو نقصان پہنچتا یا مسلمان مجاہدان کے باغوں سے پھل توڑ لیتے تو اس نقصان کی تلافی جزیہ یا لگان میں تخفیف کرکے نہیں کی جاتی تھی۔ كان الفلاحون للطرق والجسور والاسواق والحرث والدلالة مع الجزاء وكانت الدهاقين للجزية عن ايديهم والعمارة وعلى كل ارشاد وضيافة ابن السبيل من المهاجرين وكانت الضيافة لمن افاء الله خاصة ميراثا. وكان صلح عمر الذى صالح عليه اهل الذمة انهم ان غشوا المسلمين لعدوهم برئت منهم الذمة وان سبوا مسلما ان ينهكوا عقوبة وان قاتلوا مسلما يقتلوا وعلى عمر منعتهم و برئ عمر الى كل ذى عهد من معرة الجيوش[3]

---

[1] بلاذری ص ۲۷۲ [2] ابن سلام ص ۳۹ [3] طبری ۴/۱۸۴، بلاذری، ابن عبد الحکم ص ۱۵۲، ابن سلام ص ۱۴۵ و ۱۵۱۔

عراق و شام کی فتوحات کے دوران عمر فاروق رضؓ نے مفتوحہ اقوام پر ان کے علاقوں میں مقیم عرب افواج کے قیام و بقا کے لئے جو دو ٹیکس لگائے تھے ایک بشکل نقد (جزیہ) اور دوسرا بصورت جنس (لگان) ان سے وہاں کی فوجیں خود کفیل ہوگئی تھیں اور مرکز ان کے اخراجات سے پوری طرح سبکدوش ہوگیا تھا، اس کے ذمہ ان فوجوں کے ہتھیاروں، سواری اور زادراہ کی فراہمی رہ گئی تھی جو عراق و شام کے مورچوں کو وقتاً فوقتاً بھیجی جاتی تھیں، ان فوجوں کا خرچہ نکالنے کے بعد عمر فاروق رضؓ کے خزانہ میں بہت سا روپیہ بچ رہتا تھا جس کا کچھ حصّہ وہ مدینہ کے باشندوں میں بانٹ دیتے تھے لیکن آمدنی اس تیزی اور اتنے وسیع پیمانہ پر بڑھتی جارہی تھی کہ اس کا کوئی مستقل اور باضابطہ مصرف نکالنے کی ضرورت تھی، عمر فاروق رضؓ نے اس امنڈتی ہوئی دولت کو ٹھکانے لگانے کا جو نظام قائم کیا وہ دیوانِ عطا کے نام سے مشہور ہے، اس ادارہ کے ماتحت ان مسلمانوں کی سالانہ تنخواہ اور خوراک کے لئے ماہانہ راشن مقرر کردیا گیا جنہوں نے ہجرت کے بعد سے اب تک ایک بار یا زیادہ جہاد کیا تھا یا جو آنیوالی جنگوں میں شرکت کے لئے تیار تھے، سالانہ تنخواہوں کے یہ نو گریڈ تھے:

پہلا گریڈ۔ ڈھائی ہزار روپے، مہاجرین قریش کے لئے جنہوں نے جنگِ بدر میں حصّہ لیا تھا۔

دوسرا گریڈ۔ دو ہزار روپے، ان انصاریوں کے لئے جنہوں نے جنگِ بدر میں حصّہ لیا تھا نیز ان لوگوں کے لئے جنہوں نے بدر کے بعد معاہدہ حدیبیہ (سنہ ۶ھ) تک کے معرکوں میں شرکت کی تھی۔

۱؎ بلاذری صفحہ ۴۶۰، ابن سعد ۳/۲۱۳، ابن سلام صفحہ ۲۳۳، بیہقی ۱/۳۵۰/۱۵۰، ۳۔

تیسرا گریڈ۔ ڈیڑھ ہزار روپے، ان لوگوں کے لئے جنہوں نے معاہدہ حدیبیہ اور اس کے بعد عہدِ صدیقی وفاروقی میں جنگِ قادسیہ ۱۴یا۱۵ھ سے قبل کی جنگوں میں حصّہ لیا تھا۔

چوتھا گریڈ۔ ایک ہزار روپے، عراق کی جنگِ قادسیہ (۱۴یا۱۵ھ) یا شام کی جنگِ یرموک (۱۵ھ) میں شرکت کرنے والوں کے لئے، ان دو جنگوں میں جن غازیوں نے شجاعت کے جوہر دکھائے تھے ان کا گریڈ سوا ہزار روپے تھا۔

پانچواں گریڈ۔ پانچسو روپے، قادسیہ اور یرموک کے معرکوں کے بعد عراق وشام کے محاذوں پر آنے والے سپاہیوں کی پہلی کھیپ کے لئے۔

چھٹا گریڈ۔ ڈھائی سو روپے دوسری کھیپ کے لئے۔

ساتواں گریڈ۔ ڈیڑھ سو روپے، تیسری کھیپ کے لئے۔

آٹھواں گریڈ۔ سوا سو روپے، چوتھی کھیپ کے لئے۔

نواں گریڈ۔ سو روپے، پانچویں کھیپ کے لئے، یہ سب سے چھوٹا گریڈ تھا اور ہر عرب کو جو مدینہ آکر جہاد کے لئے آمادگی ظاہر کرتا دیا جاتا تھا[۱]

تنخواہ پانیوالے مردوں کے بیوی بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کردی گئیں:

پہلا گریڈ۔ ڈھائی سو روپے، مجاہدین بدر کی بیویوں کیلئے۔

دوسرا گریڈ۔ دو سو روپے، بدر کے بعد کی جنگوں اور معاہدۂ حدیبیہ (۶ھ) میں حصّہ لینے والوں کی بیویوں کیلئے۔

تیسرا گریڈ۔ ڈیڑھ سو روپے، معاہدہ حدیبیہ کے بعد سے قبل از قادسیہ واقع ہونیوالی جنگوں کے مجاہدوں کی بیویوں کیلئے۔

چوتھا گریڈ۔ سو روپے، جنگِ قادسیہ میں شریک مجاہدوں کی بیویوں کیلئے۔

پانچواں گریڈ۔ پچاس روپے، جنگِ قادسیہ کے بعد کے غازیوں کی

۱۔ طبری ۱۶۲/۴-۱۶۳ ۔ ۲۔ بلاذری ص۴۶۱، ابن سلام ص۲۲۵،۲۴۱۔

بیویوں کیلئے[1] اخبار و آثار کے ایک اسکول کی رائے ہے کہ عورتوں کا سب سے بڑا گریڈ ڈیڑھ ہزار تھا اور یہ ان خواتین کو ملتا تھا جو ہجرت کرکے مدینہ آگئی تھیں[2]

اولاد کی تنخواہیں:

پہلا گریڈ۔ ایک ہزار روپے، مجاہدین بدر کے بالغ لڑکوں کیلئے[3]۔

دوسرا گریڈ۔ سو روپے، مجاہدین بدر کے نابالغ لڑکوں کیلئے۔

تیسرا گریڈ۔ پچاس روپے، دودھ پیتے بچوں کیلئے۔

نقد تنخواہ کے علاوہ عمر فاروقؓ نے مسلمان غازیوں کے کھانے کا بھی انتظام کیا جو بشکل راشن انہیں ملتا تھا، تنخواہ کے مستحق صرف مسلمان تھے لیکن راشن غلاموں کو بھی دیا جاتا تھا، راشن کی مقدار فی کس دوؔ جریب تھی اور تنخواہ پانیوالے ہر مرد کے علاوہ اس کے بیوی بچوں اور غلاموں کو بھی راشن ملتا تھا، جریب ملک شام کا پیمانہ تھا جسے مدّی بھی کہتے تھے، اس میں تقریباً ساڑھے بائیس سیر غلہ سماتا تھا،[4] عمر فاروقؓ نے ساٹھ غریبوں کو بلاکر انہیں پیٹ بھر روٹی کھلائی تو دوؔ جریب آٹا خرچ ہوا، اس بنا پر انہوں نے فردِ واحد کے ساٹھ وقت (ایک ماہ) کا غلہ دوؔ جریب[5] مقرر کردیا جو ایک من پانچ سیر کے بقدر تھا، غلہ کے علاوہ راشن میں تقریباً ساڑھے تین سیر (دو قسط) سرکہ اور روغنِ زیتون بھی مقرر کیا گیا[6]

حضرت عمر فاروقؓ کی شاندار فتوحات نے مسلمانوں کی نظر میں ان کی قدر و منزلت بڑھائی ہی تھی، دیوانِ عطا نے ان کی شخصیت میں اور زیادہ کشش

---

[1] طبری ۴/۱۶۳، [2] ابن سعد ۳/۲۹۸، بلاذری صفحہ ۴۵۶ - [3] ابن سعد ۳/۲۹۷، ۲۹۸، بیہقی ۶/۳۵۱ [4] لسان العرب مادہ مدی - [5] بلاذری صفحہ ۴۶۵، ابن سلام صفحہ ۲۴۰ بیہقی ۶/۳۴۶ - [6] بلاذری صفحہ ۴۶۵، ۴۶۶ - ابن سلام صفحہ ۲۴۰ -

پیدا کر دی، اگر کہا جائے کہ وہ قومی ہیرو بن گئے تو بیجا نہ ہوگا۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے دیوان عطاء کا پر جوش خیر مقدم کیا، لوگ عمر فاروقؓ کی درازیٔ عمر کی دعائیں مانگنے لگے، مجلسوں میں ان کی تعریف ہونے لگی، محفلوں میں ان کے اقدامات کو سراہا جانے لگا، آنیوالی نسلیں بھی جو عمر فاروقؓ کی فتوحات سے مرعوب تھیں اور ان کے دیوانِ عطاء نیز نظام جزیہ و مالگذاری کی برکتوں سے بہرہ ور، انہیں مسلمانوں کا زبردست محسن، سیاسی تدبر کا پیکر اور دینی سمجھ بوجھ کا دیوتا تصور کرنے لگیں۔

خطوط

حضرت عمر فاروقؓ کے خطوط کے بارے میں متعدد لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ ثقاہت کی میزان میں ان کا پایہ کیا ہے؟ اس سوال کا تحقیقی جواب سمجھنے کیلئے ایک تمہیدی مقدمہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے دس سال سے زیادہ حکومت کی اور اس عرصہ میں کوئی دن ایسا نہیں گذرا جب ان کے فوجی کمانڈر کسی نہ کسی محاذ پر جنگ و قتال میں مصروف نہ رہے ہوں، روزانہ ان کے پاس جنگی محاذوں، صوبائی گورنروں اور زکات کلکٹروں کے ایلچیوں کا تانتا بندھا رہتا تھا جو فتح، صلح، معاہدہ، رسد، ہتھیار، مال غنیمت، جزیہ، زکات اور دوسرے بہت سے سول اور فوجی امور سے متعلق خط اور پیغامات لیکر آتے رہتے تھے جن میں بہت سے فوری جواب کے محتاج ہوتے، عمر فاروقؓ کا نہ کوئی دفتر تھا، نہ دفتری عملہ، ان کا طریق کار یہ تھا کہ کمانڈر، گورنر یا زکات کلکٹر کے خط نیچے یا پشت پر ایک دو یا چند جملوں میں حکم کا لب و لباب ثبت کر دیتے اور متعلقہ ہدایات کمانڈر، گورنر اور زکات کلکٹر کو پہنچانے کے لئے سفیروں کے گوش گذار کر دیتے، اگر ان افسروں کی طرف سے کوئی خط نہ ہوتا بلکہ سفیروں کی معرفت زبانی پیغام آتے تو وہ ایک چھوٹے سے

کاغذ یا اس کی عدم موجودگی میں چمڑے کے ٹکڑے پر ہدایت کا جوہری حصہ لکھ دیتے اور ثانوی اہمیت کی ہدایات متعلقہ افسروں کو پہنچانے کیلئے سفیروں کو زبانی بتا دیتے تھے، کبھی ایسا ہوتا کہ ملاقاتیوں اور وفدوں کے ہجوم میں خلیفہ کو ایک دو جملے تک لکھنے کا موقع نہ ملتا تو کسی پڑھے لکھے معتمد سے کہہ دیتے کہ حکم کا لب ولباب کاغذ پر لکھ کر سفیروں کو دیدے، عمر فاروقؓ ہر روز درجنوں خطوط اور جواب طلب استفسارات کو اس طرح ٹھکانے لگایا کرتے تھے، دوسرے تینوں خلفاء کا بھی کم وبیش یہی طریق کار تھا، عمر فاروقؓ کا حکم جب کمانڈر، گورنر، زکاۃ کلکٹر کے پاس اس کے اپنے خط کی پشت پر یا کسی دوسرے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا ہوا موصول ہوتا تو وہ اگر محاذِ جنگ پر ہوتا تو اپنی فوج کے سامنے، کسی علاقے کا گورنر ہوتا تو اپنے مشیروں اور صلاح کاروں کے سامنے اور کسی بستی کا زکاۃ کلکٹر ہوتا تو مسجد کے نمازیوں کے سامنے پڑھ کر سُنا دیتا اور متعلقہ ہدایات ایلچی سے سنوا دیتا، حکم سنانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد خط کی اہمیت ختم ہو جاتی اور وہ اکثر و بیشتر ضائع ہو جاتا تھا۔

مختصر نویسی کا سب سے بڑا سبب تو سرکاری کاموں کا ہجوم اور دفتری عملہ نیز منشیوں کا فقدان تھا اس کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ عمر فاروقؓ دوسرے تینوں خلفاء کی طرح باقاعدہ پڑھے لکھے آدمی نہیں تھے، عرب معاشرہ میں نہ علمی ماحول تھا، نہ مدارس، نہ اسکول اس لئے عربوں کو نہ تو خط نویسی کی مشق ہوتی تھی نہ انشا پردازی کی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملتا تھا، معمولی تجارتی خط و کتابت سے زیادہ ان کے قلم کی پرواز نہ تھی، مختصر نویسی کا ایک محرک کاغذ کی کمیابی اور گرانی بھی تھا، اس کی مانگ حکومتوں کے دفاتر میں اتنی زیادہ تھی کہ بازاروں میں یا تو ملتا ہی نہ تھا اور اگر ملتا تو بیحد گراں، اس لئے تحریر میں بڑے ایجاز و اختصار سے کام لیا جاتا تھا، اکثر کاغذ نہ ہونے کی صورت میں چمڑے پر بھی سرکاری احکام و فرامین لکھے جاتے تھے اور معاشرہ میں رچی بسی اختصار نویسی کی چھاپ چمڑے کی تحریروں پر بھی ہوتی تھی۔

قید تحریر میں آنے سے پہلے عمر فاروق رضؓ اور دوسرے تینوں خلفاء کے خطوط کئی پشتوں یا ستر اسّی برس تک یادداشت سے بیان ہوتے رہے، مُرورِ ایام، بڑھاپے بیماری اور جسمانی کمزوری صاحب حافظہ کے خاص رجحانات یا نئے حالات کے عمل اور ردعمل سے حافظہ میں محفوظ واقعات اور اقوال کبھی بگڑ جاتے ہیں اور کبھی بدل جاتے ہیں اور ستر اسّی برس تک حافظہ کی تغیر پذیر کتاب سے نقل کے دوران عمر فاروقؓ کے خطوط بھی بگڑتے اور بدلتے رہے۔

حافظہ کی غلط کاری کے علاوہ خط بیان کرنیوالے بھی جان بوجھ کر ان میں اضافے کر دیتے تھے، عمر فاروقؓ کے بہت سے مطبوعہ خط ایسے ہیں جن کا مضمون اور حجم ایک ہی موضوع پر ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مختلف اور مختلف راویوں کی زبانی نقل ہونے سے ان کی شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوگئی ہیں، مضمون وحجم کا اختلاف اور تعدد اشکال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ راویوں نے اپنی طرف سے ان میں اضافے کر دیئے ہیں اضافوں کا مقصد یہ تھا کہ کاتب کی شخصیت ترک دنیا، خدا ترسی، جوشِ جہاد قانونی مہارت، سیاست و تدبر، مسلمانوں کی خیر اندیشی اور اسی طرح کے اچھے صفات سے متصف ہو جائے اور پڑھنے والوں کی دل میں ان کی عظمت و تقدس کے نقوش گہرے ہو جائیں، عمر فاروقؓ کے درجنوں خطوں کے مضمون میں تناقض یا بنیادی فرق معنی بھی پایا جاتا ہے، یہ صفت زیادہ تر ایسے خطوط میں پائی جاتی ہے جن کا تعلق حدود (حلال وحرام) اقتصادی معاملات یا مالی فائدہ اور نقصان سے ہوتا ہے، راویوں نے ایسے خطوط خود تصنیف کر کے عمر فاروقؓ کی طرف منسوب کر دیئے ہیں تاکہ ان کے نقطۂ نظر میں وزن پیدا ہو جائے، خاص وعام اسے قبول کرلیں اور قاضی ومفتی اس کے مطابق فیصلے اور فتوے دینے لگیں، پہلی صدی کے نصف ثانی میں تابعی محدثوں نے بڑے صحابہ بالخصوص ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ علی حیدرؓ، زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے اجتہادات، آثار اور فیصلوں کو حدیثِ نبویؐ کا درجہ

دیدیا تھا اس لئے ان کے اوامر و نواہی حدیث کی طرح واجب العمل ہو گئے تھے۔

حدیث و آثار کے شعبہ میں خلفائے اربعہ کے خطوط اور تقریریں بھی داخل ہیں وضع کا کاروبار منظم طریقہ پر قرن اول میں رائج تھا، وضع حدیث کی ابتدا رسول اللہؐ کی زندگی ہی میں ہو گئی تھی، لوگ اپنے مقصد کی خاطر حدیثیں بنا کر ان کی طرف منسوب کرنے لگے تھے، رسول اللہ نے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ جیسی وعیدوں سے اس رجحان کی روک تھام کرنا چاہی لیکن لوگ باز نہیں آئے شیخین کے زمانہ میں وضع حدیث کا رجحان اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ کوئی حدیث اس وقت تک قبول نہ کرتے جب تک صاحبِ حدیث دو گواہوں سے اس کے مستند ہونے کی توثیق نہ کر دیتا[1] زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ مادی فائدوں کی خاطر لوگ جھوٹی گواہی بھی دینے لگے اس لئے چوتھے خلیفہ علی حیدرؓ حدیث کی توثیق میں گواہی قبول نہیں کرتے تھے، وہ اسی وقت کسی حدیث کو درخورِ اعتناء سمجھتے تھے جب صاحبِ حدیث اس بات کا حلف لیتا کہ وہ موضوع نہیں ہے[2]

بنو امیہ کے زمانہ (۴۱ تا ۱۳۲ھ) میں وضع حدیث و آثار کو بہت فروغ حاصل ہوا اس زمانہ میں محدث طبقہ جو رسول اللہؐ نیز صحابہ کا جانشین و ترجمان ہونے کا مدعی تھا، معاشرہ پر چھایا ہوا تھا اور عوام نیز بیشتر خواص کی مذہبی، مذہبی اور قانونی قیادت اس کے ہاتھ میں تھی، اس طبقہ نے خاص و عام کے دماغ میں یہ خیال راسخ کر دیا تھا کہ کسی پڑھے لکھے مسلمان کے لئے اپنے اجتہاد و تدبر سے قانون بنانا جائز نہیں ہے اور قانون کے لئے اسے صرف قرآن، حدیث اور بڑے صحابہ کے اجتہاد اور آراء ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئیے، زندگی کے بدلتے

۱۔ ذہبی ۱/۲،۱

۲۔ کتاب الام شافعی ۷/۳۰۸

ہوئے حالات میں نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے تھے اور ان تینوں ماخذوں میں جب کسی مسئلہ کا قانونی حل نہ ملتا تو اس طبقہ کے بہت سے محدث رسول اللہ اور بڑے صحابہ کے ترجمان کی حیثیت سے اپنے اجتہاد سے قانون بنا لیتے تھے اور اس میں مناسب اسناد لگا کر رسول اللہ کے کسی بڑے صحابی بالخصوص عمر فاروقؓ کی طرف جو صحابہ کے زمرہ میں سب سے زیادہ مقبول تھے، منسوب کر دیتے تھے، ان محدثوں کو اندیشہ تھا کہ دوسرے مسلمانوں کیلئے قانون سازی کا دروازہ کھولنے سے وہ خود معاشرہ میں جنسِ کاسد ہو کر رہ جائیں گے، مسلمان اپنے اجتہاد اور تدبر سے کام لے کر قانونی ضرورتیں پوری کرنے لگیں گے، انکا سہارا لینا چھوڑ دیں گے، ان کی حدیث و آثار کا سارا سرمایہ جس کے وہ نگہبان تھے بیکار ہو جائے گا معاشرہ میں ان کی مانگ ختم ہو جائے گی، قدر دانوں سے انہیں جو اقتصادی فوائد حاصل تھے بند ہو جائیں گے اور خاص و عام کی مذہبی، اخلاقی اور قانونی قیادت ان کے ہاتھ سے نکل جائیگی وضع حدیث و آثار کی غیر معمولی گرم بازاری دیکھ کر قرن اول کے ایک نقاد حدیث کو کہنا پڑا۔ میں نے نیک لوگوں (محدثوں) کو ہر بات سے زیادہ حدیث کے معاملہ میں جھوٹا پایا ہے (یحییٰ بن سعید قطان عن ابیہ لم نر الصالحین فی شئی اکذب منھم فی الحدیث[1]) اس گرم بازاری کی ایک وزنی شہادت سے بھی خوب فراہم ہو جاتی ہے کہ بخاری نے ساڑھے چھ لاکھ حدیثوں میں سے صرف ڈیڑھ دو ہزار حدیثوں کو مستند پا کر اپنی صحیح میں جگہ دی ہے۔

ذیل میں فاروقی خطوط کی کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ قاری کو مذکورہ بالا تمہیدی مقدمہ میں پیش کی ہوئی رائے کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو جائے۔

اختلاف مضمون، اختلاف حجم اور متعدد اشکال والے خط،

موضوع۔ شامی افواج کی سپہ سالاری سے خالد بن ولیدؓ کی معزولی اور ابو عبیدہؓ

۱۔ فجر الاسلام احمد امین صفحہ ۲۶۰، بحوالہ نوَوی شارح صحیح مسلم۔

بن جراح کا تقرر

خط کی پہلی شکل

اگر خالد اس بات کا اقرار کریں کہ انہوں نے میری بابت جھوٹی باتیں کہی ہیں تو وہ اپنے عہدہ پر بحال رہیں گے ورنہ معزول ہیں اور تم سپہ سالار، تم ان کا عمامہ اتار لینا اور ان کی آدھی دولت ضبط کر لینا۔ (طبری ۴/۵۶)

خط کی دوسری شکل

تمہیں سپہ سالار مقرر کرتا ہوں، اگر خدا (یرموک کی جنگ میں) تمہیں کامیابی عطا کرے تو (خالد کے ساتھ عراق سے آئی ہوئی) فوج کو عراق لوٹا دینا نیز ان سپاہیوں کو تمہارے پاس آنیوالی کمک سے لوٹنا پسند کریں۔ (طبری ۴/۶۳)

خط کی تیسری شکل

میں نے تمہیں شام کا گورنر اور اسلامی فوج کا سالار مقرر کیا ہے اور خالد کو اس عہدہ سے معزول کر دیا ہے، والسلام۔ (فتوح الشام منسوب بواقدی ۲/۲)

خط کی چوتھی شکل

میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے، جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور اندھیرے سے ہٹا کر روشنی میں لا کھڑا کیا، میں نے تمہیں خالد بن ولیدؓ کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے مسلمانوں کی دیکھ بھال میں لگ جاؤ جو بحیثیت امیر تمہارے اوپر عائد ہوتی ہے، غنیمت کی امید میں انہیں کسی پُرخطر مہم پر نہ بھیجو اور کسی جگہ ٹھہرانے سے پہلے وہاں کے حالات اور راستہ سے واقفیت حاصل کر لو، کہیں فوج بھیجو تو اس بات کا خیال رکھو کہ اس میں غازی کثیر تعداد میں ہوں، تمہارا کوئی فعل یا فوجی کارروائی ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہو جائیں خدا نے تمہیں میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے اور مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری، دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے نظریں ہٹا لو اور دنیا کی محبت دل میں نہ

نہ آنے دو، خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تمہیں ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ہے، تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔
(طبری ۲/۴/۵)

خط کی پانچویں شکل

بحمد اللہ تمہارے پاس اتنی فوج ہے کہ دمشق کا محاصرہ بخوبی کر سکتے ہو، یہ خط پڑھ کر سالارانِ فوج کو جمع کرو اور ساتھ والا خط پڑھ کر سناؤ تاکہ انہیں تمہاری سپہ سالاری اور خالد کی معزولی کا علم ہو اور وہ ان کی بجائے تمہارے حکم کی تعمیل کریں، جن لوگوں کی تمہیں ضرورت نہ ہو انہیں میرے پاس بھیجدو اور جن کے بغیر تمہارا کام نہ چلتا ہو انہیں اپنے پاس رکھو، خالد ایسے لوگوں میں ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں ہو سکتا، اس لئے انہیں ساتھ رکھو۔ (تاریخ ابن اعثم ص۱۴۰)

خط کی چھٹی شکل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہؓ بن جراح کو سلام علیک، میں خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہیں معلوم ہو کہ ابو بکر صدیقؓ جانشین رسول اللہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ابو بکر پر جو صحیح کام کرنیوالے، انصاف پسند، جائز مواخذہ کرنیوالے، نرم مزاج، پاکبازنہ، متواضع اور دانا تھے، میں اپنی اور سارے مسلمانوں کی اس مصیبت پر اجرِ خیر کا طلب ہوں، میری خواہش ہے کہ تقویٰ کے ذریعہ گناہ اور برائی سے بچ کر خدا کی رحمت کا مستحق بنوں، جب تک زندہ ہوں اس کی اطاعت میں سگذار ہوں، مرنے کے بعد جنت سے بہرہ ور ہوں، بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دِمشق کا محاصرہ کر لیا ہے میں نے تمہیں مسلمانوں کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے، حمص اور دِمشق کی نواحی نیز شام کے دوسرے مسلمانوں کی رائے سے بھی کام لو، صرف میرے لکھنے سے اپنا

لشکر خطرہ میں نہ ڈالو جس سے دشمن کو تمہیں نقصان پہنچانیکا حوصلہ ہو، جو لوگ تمہارے پاس زائد ہوں انہیں میرے پاس بھیجدو اور جو محاصرہ میں تمہارے لئے ضروری ہوں انہیں اپنے پاس رکھو، خالد بن ولید کو بھی روک لو کیونکہ ان کے بغیر تمہارا کام نہیں چل سکتا۔ (تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر ۱۵۱/۱)

(۲)

موضوع۔ شام کی سب سے بڑی اور ہیبتناک جنگ یرموک سے متعلق

پہلی شکل

اخو ثمالہ (سفیر) تمہارا خط لیکر آیا، تم نے لکھا ہے کہ بزنطیوں نے سمندر اور خشکی سے مسلمانوں پر یورش کردی ہے اور اپنے پادریوں اور راہبوں کو تم سے لڑانے لائے ہیں، ہمارے قابلِ ستائش مالک کو جو ہمارا مشکل کشا ہے جس ذاتِ گرامی نے ہم پر احسان کئے ہیں اور جو ہمیشہ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا ہے ان پادریوں اور راہبوں کی موجودگی کا اس وقت علم تھا جب اس نے محمدؐ کو برحق مبعوث کیا، فتوحات سے ان کی عزت افزائی کی اور دشمن کے دلوں کو مرعوب کرکے ان کی مدد فرمائی جس نے فرمایا اور اس کا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا: یہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اسے سارے دینوں پر غالب بنادے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار ہو۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون توبہ۔ لہٰذا بزنطی لشکر کی کثرتِ تعداد کی خبروں سے ہراساں نہ ہو کیونکہ خدا ان کی مدد نہیں کریگا اور جس کی خدا مدد نہ کرے اس کے لئے فوج کی کثرت بیکار ہوتی ہے ایسے شخص کو خدا اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہوجاتا ہے، تم اپنی قلتِ تعداد سے بھی مت گھبراؤ کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ بھی کم نہیں ہوتا۔ بس تم جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن کا تم

سے مقابلہ ہو اور خدا کی مدد سے تمہیں فتح حاصل ہو۔ وہی بہترین مددگار، ہمدرد اور معاون ہے، تمہارے ان الفاظ سے مجھے تعجب ہوا کہ اگر مسلمان دشمن کے سامنے ڈٹے رہے تو سمجھ لیجیے کہ وہ تباہ ہوئے اور اگر دشمن سے ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا کیونکہ ان سے ایک ایسا غنیم لڑنے آیا ہے جس سے عہدہ برا ہونا ان کے بس سے باہر ہے الایہ کہ خدا فرشتے بھیج کر ان کی دستگیری فرمائے یا خود لشکر لے کر آئے۔ بخدا، اگر تم یہ کلمۂ استثناء نہ لکھتے تو برا کرتے، میری جان کی قسم، اگر مسلمان ان کے سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہوئے (تو ان کی قربانی ضائع نہ ہوگی) بلاشبہ خدا انہیں عمدہ انعام دیگا، خدائے بزرگ و برتر کہتا ہے: ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداری میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ فمنہم من قضی نحبہ ومنہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب) بڑے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں شہادت کی نعمت حاصل ہو، تمہارے سمجھدار مسلمان ساتھیوں کے لئے وہ جانباز اچھی مثال بن سکتے ہیں جو رسول اللہؐ کی لڑائیوں میں ان کے گرد لڑتے ہوئے مارے گئے تھے۔ جو لوگ اللہ کی خاطر لڑے وہ نہ تو کبھی بے بس ہوئے اور نہ موت سے ڈرے۔ رسول اللہؐ کے بعد جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا موت سے خائف نہیں ہوتے، نہ مصیبتوں کے سامنے انہوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انہوں نے اپنے پیش رووں کی مثال نظر میں رکھی اور ان لوگوں سے جہاد کیا جنہوں نے ان کی مخالفت کی یا اسلام قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوئے، خدا نے صبر کرنے والوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "ایسے کتنے ہی نبی گزرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا پرست لڑائی میں شریک ہوئے جنہوں نے خدا کی خاطر مصائب جھیلے لیکن ان کے ارادہ یا عمل میں کوئی کمزوری

پیدا نہیں ہوئی، نہ انہوں نے دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیکے (بلکہ صبر کیا) اللہ صبر کرنیوالوں کی قدر کرتا ہے (جنگ کے مصائب میں) ان کی زبان پر بس یہ الفاظ تھے: مالک ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری بے اعتدالیوں سے درگذر فرما، دشمن کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر، اللہ نے انہیں دنیا اور آخرت کے عمدہ انعام سے نوازا، اللہ نکوکاروں کا قدرداں ہے" ان آیات میں ثوابِ دُنیا سے مالِ غنیمت اور فتح مراد ہے اور ثواب آخرت سے مغفرت و جنت۔

میرا یہ خط پڑھ کر لوگوں کو سنانا اور تاکید کرنا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے مردانہ وار لڑیں اور (سخت سے سخت) مشکلات کو برداشت کریں خدا انہیں دنیا اور آخرت نعمتوں سے سرفراز کریگا، تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ایک ایسے لشکر سے ہے جس سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے تو اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے تو خدائے قوی ہیں تو ہے ہمارا مالک برابر نہیں شکست دینے پر قادر رہا ہے، خدا کی قسم اگر دشمنوں سے ہم اپنے بل بوتے پر لڑا کرتے تو وہ مدت کے ہمیں تباہ کر چکے ہوتے، ہم تو اپنے مالک خدا کے بھروسہ پر لڑتے ہیں اور اپنے بل پر بالکل اعتماد نہیں کرتے اور اُسی سے نصرت و رحمت کی درخواست کرتے ہیں انشا اللہ تم بہر صورت کامیاب ہوگے، ضرورت اس بات کی ہے کہ خدا کیلئے قربانی کی سچی لگن تمہارے دِل میں ہو اور اپنی ہر مشکل میں بس اسی سے لو لگاؤ، صبر کرو اور دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو، رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، اُمید ہے کامیاب ہوگے۔

اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

(نساء) (فتوح الشام ازدی ص ۱۶۲ - ۱۶۴)

خط کی دوسری شکل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبد اللہ عمر امیر المومنین کیطرف سے امین الامتہ ابو عبیدہ اور مہاجرین و انصار کو، سلام علیکم، اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں واضح ہو کہ تمہارے لئے خدا کی مدد ہماری مدد سے بہتر ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فوج کی کمی بیشی پر فتح و شکست کا مدار نہیں ہوتا بلکہ خدا کی مدد پر ہوتا ہے، وہ فرماتا ہے: تمہاری فوج چاہے کتنی ہی زیادہ تمہارے بالکل کام نہیں آئیگی اور خدا ہمیشہ مومنوں کا ساتھ دیتا ہے۔ لن تغنی عنکم فئتکم شیئاً ولو کثرت وان اللہ مع المومنین۔

اللہ اکثر کم فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے، فتح اور کامرانی دینے والا صرف خدا ہے، وہ فرماتا ہے: ان میں سے کچھ مر چکے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداری میں تبدیلی نہیں کی، فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب)

کتنے خوش نصیب ہیں خدا کے دین کے لئے شہید ہونیوالے! کتنے خوش نصیب ہیں خدا پر بھروسہ کرنیوالے! ان مسلمانوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں دشمن کا مقابلہ کرو تمہارے سامنے ان مسلمانوں کی مثال ہے جو رسول اللہ کی جنگوں میں شہید ہوئے، جنہوں نے بہت سے معرکے لڑے، لیکن دشمن کے سامنے ہمت نہ ہاری حتیٰ کہ خدا کی خاطر انہوں نے جان قربان کردی، جو خدا کی خاطر مرنے سے خائف نہیں ہوتے جنہوں نے اس کی خوشنودی کیلئے جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا، جن کی زبان پر لڑتے وقت یہ الفاظ تھے: مالک ہماری خطائیں اور بے اعتدالیاں معاف کردے (میدانِ جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا

وثبت أقدامنا وانصرنا على القوم الكافرین (آلِ عمران)

ان کی قربانی کے صلہ میں خدا نے انہیں دنیا میں بھی انعام دیا اور آخرت میں بھی، خدا نکوکاروں کا قدردان ہے، میرا یہ خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنانا اور انہیں تاکید کرنا کہ خدا کی خاطر لڑیں اور یہ آیت قرآنی تلاوت کرنا: اے ایمان والو صبر کرو اور دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو رسالے تیار رکھو خدا سے ڈرتے رہو، امید ہے کامیاب ہوگے۔ یا أیھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (نساء) والسلام علیك ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (فتوح الشام منسوب بواقدی ۱/۱۰۵

خط کی تیسری شکل

تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے مجھ سے کمک طلب کی ہے، میں تمہاری توجہ اس ہستی کی طرف مبذول کرتا ہوں جس کا لشکر انسانی لشکر سے جلد تر آنیوالا ہے اور وہ ہستی خدا ہے، اس سے مدد طلب کرو، بدر کے معرکہ میں جس فوج سے محمدؐ کو فتح حاصل ہوئی وہ تعداد میں تم سے کم تھی میرا خط پڑھ کر بزنطیوں سے لڑو اور پھر کمک کیلئے خط نہ لکھنا۔ (تاریخ ابن جوزی ص۹۵، ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۳)

خط کی چوتھی شکل:

واضح ہو کہ انسان (مرد مومن) پر چاہے کتنی ہی سخت مصیبت آئے خدا اس بعد ضرور اسے عافیت سے بہرہ ور کرتا ہے ایک مصیبت دو عافیتوں پر ہرگز غالب نہیں آسکتی، اللہ اپنی کتاب میں کہتا ہے: اے ایمان والو صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو، رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے کامیاب ہوگے۔ (موطا امام مالک ص۱۹۷، ابو یوسف ص۱۴۸، ابن عساکر ۱/۱۵۹-۱۶۰)

(۴)

موضوع - عمر فاروقؓ نے صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم قرآن اور عمار بن یاسرؓ کو گورنر کوفہ مقرر کیا اور وہاں کے ایک لاکھ سے زائد غازیوں کو خط کے ذریعہ اس کی اطلاع دی جس کی پانچ شکلیں اخبار و آثار کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

پہلی شکل:

قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں نے (ابن مسعود کو معلم قرآن کی حیثیت سے بھیج کر) تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے، ان سے قرآن سیکھو۔ (طبقات ابن سعد ۶/۳-۲/۳۴۴/۱۱۱)

دوسری شکل:

کوفہ کے باشندو تم کوفہ کے سرتاج اور میرا وہ تیر ہو جسے میں قریب اور دور کے خطرہ کے وقت چھوڑتا ہوں، میں عبداللہ بن مسعود کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں، انہیں میں نے تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور انہیں بھیج کر تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے۔ (ابن سعد ۶/۳)

تیسری شکل:

میں نے عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہ (بن مسعود) کو معلم قرآن اور وزیر و مشیر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے، یہ دونوں رسول اللہ کے برگزیدہ ساتھیوں میں سے ہیں، ان کا کہا مانو اور ان کی پیروی کرو، میں نے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیج کر ایثار سے کام لیا ہے۔ (ابن سعد ۶/۳، تذکرہ الحفاظ ذہبی ۱/۱۴، ازالۃ الخفا ولی اللہ ۲/۱۸۵، کتاب البلدان ابن فقیہ ص۱۶۲)

چوتھی شکل:

میں نے عمار بن یاسر کو تمہارا گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر مقرر کیا ہے، حذیفہ بن یمان کو دجلہ اور عثمان بن حنیف کو فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا ہے۔ (طبری ۱۴/۲۶۴)

پانچویں شکل؛

میں تمہارے پاس عمار بن یاسر کو گورنر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں یہ دونوں رسول اللہ صلعم کے برگزیدہ ساتھی اور بدر کے مجاہدین، ان کی اقتدار کرو اور ان کا حکم مانو میں نے عبد اللہ کو ایثار کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے، میں نے انہیں تمہارے خزانہ کا نگراں بنا دیا ہے اور عثمان بن حنیف کو (عراق کے مزروعہ علاقہ) سواد کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا ہے اور تینوں کے لئے ایک بکری یومیہ راشن کر دی ہے، نصف مع پیٹ کے عمار کے لئے اور بقیہ ابن مسعود اور عثمان کیلئے۔ (ابن سعد ۶/۳)

(۴)

موضوع۔ مدینہ اور اس کے مضافات میں بارش نہ ہونے سے سخت قحط پڑا، عمر فاروق رض نے گورنر مصر عمرو بن عاص رض کو غلہ بھیجنے کیلئے خط لکھا جس کی پانچ شکلیں راویوں نے پیش کی ہیں۔

پہلی شکل:۔

عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک، میری جان کی قسم اگر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا پیٹ بھرا ہے تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی بھوکے مریں، مدد، مدد (فتوح مصر ابن عبد الحکم ص ۱۶۲، ۲؛ حسن المحاضرہ سیوطی ۱/۹۳)

دوسری شکل؛

عاص بن عاص کے نام، میری جان کی قسم تم اور تمہارے ساتھی اگر موٹے رہیں تو تمہیں پرواہ نہو اگر میں اور میرے ساتھی سوکھ جائیں، مدد، مدد! (ابن عبد الحکم ص ۱۶۵، فضائل مصر ابن زولاق قلمی ص ۱۹-۲۰

تیسری شکل:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاص

کو سلام علیک، کیا تم چاہتے ہو کہ میں اور میرے علاقہ کے لوگ بھوکے مریں اور تم نیز تمہارے علاقہ کے لوگ زندہ رہیں، مدد، مدد! (ابن سعد ۳/۲۲۳، انعاب الاشراف بلاذری قلمی ۹/۲۰۴)

پچوتھی شکل:۔

مدد، مدد عربوں کی مدد! عباؤں میں آٹا بھر کر اونٹوں کا ایک قافلہ میرے پاس بھیجدو جس کا اگلا حصہ میرے پاس ہو اور پچھلا تمہارے پاس۔ (مدونۃ الکبریٰ مالک بن انس ۱/۲۴۶)

پانچویں شکل:۔

مدد، مدد! مجھے آٹے کی بوریاں بھیجدو جن میں چربی کے ٹکڑے ہوں۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۲/۱۰۵)

(۵)

موضوع۔ عمرو بن عاصؓ نے عمر فاروقؓ سے ایک چھوٹا اور سستا آبی راستہ کھولنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا تاکہ آسانی سے غلہ وغیرہ مدینہ بھیجا جاسکے آبی راستہ سے وہ نہر مراد تھی جو فراعنہ کے زمانہ میں نیز بن نیل سے بحر قلزم تک کھودی گئی تھی اور جس کی معرفت کشتیاں نیل سے غلہ اور دوسرا سامان حجازی بندرگاہ جار کو لے جاتی تھیں، جس کا فاصلہ مدینہ سے ایک دن رات کی مسافت پر تھا، مصر پر اسلامی قبضہ سے بہت پہلے مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ نہر ریت سے پٹ گئی تھی، عمرو بن عاصؓ نے یہ نہر کھولنے کے بارے میں باخبر مصریوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی کچھ تو غیر معمولی خرچہ کی وجہ سے اور کچھ اس خوف سے کہ نہر کھل گئی تو مصر کا بیشتر غلہ اور بہت سا کپڑا اس راستے ہاتھوں حجاز چلا جایا کریگا، عمرو بن عاصؓ نے نہر کھولنے کے عظیم مصارف کا جب عذر پیش کیا تو عمر فاروقؓ نے غصہ ہو کر ایک پر عتاب خط لکھا جس کی تین شکلیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی شکل:۔
تمہارا خط ملا جس میں تم نے بحری راستہ کھولنے کی مشکلات کا بہانہ کیا ہے خدا کی قسم تمہیں یہ راستہ کھولنا ہو گا ورنہ میں تمہارے کان اکھیڑ لونگا یا کسی کو بھیج کر اکھڑوا لونگا۔ (ابن عبد الحکم ص ۱۶۵، ابن زولاق ص ۲۰)

دوسری شکل؛
بحری راستہ کھولنے کا کام شروع کردو اور جلد از جلد اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ، خدا مدینہ کی خوشحالی کے لئے مصر کو برباد کرے۔ (طبری ۴/۲۲۴-۲۲۵)

تیسری شکل،
نیل سے سمندر تک نہر کھدواؤ چاہے تمہیں اس پر مصر کا سارا خراج صرف کرنا پڑے۔ (ابن زولاق ص ۱۹)

(۶)

موضوع ۔ فارس کے ایک ضلع کلکٹر کے نام جادوگروں کے قتل سے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا ایک خط جس کی تین شکلیں اخبار و آثار کی کتابوں، میں ملتی ہیں۔

پہلی شکل۔
ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو۔ (ابن سعد ۹/۴، ازالۃ الخفاء ۲/۱۷۵)

دوسری شکل:۔
ہر جادوگر کی گردن ماردو اور وہ سارے نکاح منسوخ کردو جو پارسیوں نے ذی محرموں سے کئے ہوں، انہیں کھانے وقت زمزمہ کرنے (گنگنانے) سے بھی روکو۔ (کتاب الاموال ابن سلام ص ۳۶ سنن دار قطنی ص ۲۷۴ کنز العمال متقی برہان پوری ۶/۲۲۹)۔

(تیسری شکل)
تمہارے علاقہ میں جو پارسی ہوں ان سے کہو کہ اگر تم ماؤں، بیٹیوں اور

بہنوں سے شادی کرنا چھوڑ دوگے اور ریل کر کھانا کھایا کروگے تو ہم تمہیں اہل کتاب (ذمیوں) کا درجہ دیدیں گے، ہر جادوگر اور کاہن کی گردن بھی ماردو۔
(کنز العمال ۲/ ۳۰۰)

(۷)

موضوع۔ رسول اللہؐ نے چالیس ہزار روپے سالانہ کے بالمقابل نجران کے عیسائیوں کو جان و مال کی امان دیدی تھی، انتقال سے پہلے انھوں نے حکم دیا کہ جزیرۃ العرب میں اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ چھوڑا جائے، ابوبکر صدیقؓ سارے ملک میں پھیلی ہوئی بغاوتیں فرد کرنے میں ایسے الجھے رہے کہ انہیں رسول اللہؐ کی وصیت کے مطابق نجرانیوں کو ملک سے نکالنے کا موقع نہیں ملا، عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہو کر پہلی فرصت میں نجرانیوں کو جلاوطن کر دیا اور ایک تحریر لکھی جس کا متن ہمارے سامنے دو شکلوں میں آیا ہے۔

پہلی شکل:۔

امیرالمومنین عمرؓ کی طرف سے نجران کے جلاوطن ہونیوالے عیسائیوں کےلئے یہ تحریر لکھی جاتی ہے کہ وہ خدا کی امان میں ہیں، کوئی مسلمان انہیں نقصان نہیں پہنچائیگا اس وعدہ کے تحت جو رسول اللہ اور ابوبکر صدیق نے ان سے کیا تھا، شام اور عراق کے گورنروں کو چاہیئے کہ جب یہ لوگ ان کی عملداری میں پہنچیں تو انہیں زمین دیدیں، جتنی اراضی پر یہ لوگ کاشت کریں گے وہ بطور صدقہ اور ان کی چھوڑی ہوئی زمین کے بدلہ میں ان کی ہو جائیگی، کسی کو ان سے یہ زمین لینے کا حق نہیں ہوگا، واضح ہو کہ اگر کوئی ان پر ظلم و ستم کرے تو جو مسلمان موقع پر ہوں، انہیں چاہیئے کہ نجرانیوں کی حمایت کریں کیونکہ وہ اسلام کی حفاظت میں آچکے ہیں، نئی جگہ بسنے کے چوبیس ماہ تک ان سے جزیہ نہیں لیا

جائیگا اور بلا ظلم وزیادتی ان سے صرف اس اراضی کا لگان وصول کیا جائیگا جس پر وہ زراعت کریں گے۔ (ابن سعد ۱/ ۵۸، کتاب الخراج ابو یوسف ص۲)

دوسری شکل:۔

واضح ہو کہ شام یا عراق کے جس گورنر کے پاس نجرانی پہنچیں انہیں چاہیے کہ وہ نجرانیوں کو کاشت کرنے کی اجازت دیں اور جتنی زمین پر وہ کاشت کریں گے وہ ان کی ہو جائے گی خدا کی خوشنودی کی خاطر اور ان کی چھوڑی ہوئی زمین کے بدلہ ہیں۔ (ابن سلام ص۱۸۹، فتوح البلدان بلاذری ص۲)

(۸)

موضوع۔ عمر فاروقؓ کو خبر ملی کہ عمرو بن عاص گورنر مصر بہت مالدار ہوتے جا رہے ہیں اور مصر کی سرکاری آمدنی خورد برد کرتے ہیں تو انہوں نے ایک پُر عتاب خط لکھا جس کی تین شکلیں اخبار و آثار کے ناقلوں نے بیان کی ہیں۔

پہلی شکل:۔

میں تمہاری خرافات (صفائی) اور بے تکی باتیں سننا نہیں چاہتا، تمہارا خود کو دیانتدار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مَسلمہ کو بھیج رہا ہوں، انہیں اپنی آدھی دولت دیدو تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے ہو اور (جب پکڑے جاتے ہو تو) بہانے بناتے ہو، اپنی اولاد کے لئے دولت جمع کر رہے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کی خوشحالی کیلئے بنیادیں ہموار کر رہے ہو۔ بلاشبہ تم سامانِ رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتش جنہم کا لقمہ بنو گے، والسلام۔ (العقد الفرید ابن عبدربہ، ابن ابی الحدید ۳/ ۱۰۴)

دوسری شکل:۔

بد دیانت حاکموں کی حرکتوں کا حال مجھے خوب معلوم ہے، تمہارا خط اس شخص کا سا ہے جسے مواخذۂ حق نے بوکھلا دیا ہو، تمہاری دیانت میری نظر میں مجروح ہے محمدؐ بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمہاری آدھی

دولت بحق سرکار ضبط کرلیں اپنا سارا مال ومتاع انہیں نوٹ کرادو اور وہ جو کچھ مانگیں دیدو اور اگر سختی سے پیش آئیں تو درگذر کردو، اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ تم نے ناجائز طریقہ سے دولت کمائی ہے۔ (فتوح البلدان بلاذری ص ۲۲۱، انساب الاشراف بلاذری قلمی ۲۱۴/۹)

تیسری شکل:۔

سرکاری عہدہ دارو، تم دولت کے سوتوں پر بیٹھ گئے ہو، حرام طریقوں سے روپیہ کماتے ہو، حرام مال کھاتے ہو اور اپنی اولاد کو حرام دولت کا وارث بناتے ہو، محمدؐ بن مسلمہ کو تمہاری نصف دولت ضبط کرنے بھیج رہا ہوں انہیں اپنا سارا مال ومتاع دکھا دو۔ (ابن عبدالحکم ص ۱۴۷)

مضمونی تناقض والے خط

(۱)

موضوع۔ گورنر کوفہ کے نام ایک مسلمان کے بارے میں جس نے کسی ذمی کو قتل کر دیا تھا۔ قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالہ کردو وہ چاہیں اسے قتل کر دیں اور چاہیں معاف کر دیں (جامع مسانید ابی حنیفہ خوارزمی ۱۷/۱)

خط کی پہلی متضاد شکل:۔

اگر قتل پیشہ ور ہو تو اسے قتل کردو اور اگر پیشہ ور نہ ہو تو اسے چھوڑ دو۔ (سنن کبریٰ بیہقی ۳۲/۸)

دوسری متضاد شکل:۔ اگر قاتل نے طیش میں آکر قتل کیا ہے تو اس سے دو ہزار روپے بطور دیت دلوا دو اور قاتل پیشہ ور ہو تو اسے قتل کر دو (بیہقی ۳۲/۸، کنز العمال ۳۰۲/۷)

تیسری متضاد شکل:۔

موضوع۔ گورنر بصرہ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ مسلمان پارسیوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور طیش میں آکر مار ڈالتے ہیں۔ انہیں کیا سزا دی جائے تو خلیفہ نے یہ فرمان بھیجا:

پارسی اصولاً غلام ہیں، ان کے مقتولوں کا خون بہا (دیت) ایک غلام

کی قیمت کے بقدر (تین سو روپے) مقرر کر دو۔ (کنز العمال ۷/۳۰۴)

(۲)

موضوع۔ عراقی فوج کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس فتح قادسیہ کے دوسرے دن ایک کمک (قیس بن مکشوح کی سرکردگی میں) پہنچی اور مالِ غنیمت کا حصہ طلب کیا، سعد اس کیلئے تیار نہیں ہوئے اور خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ خط آیا:

بلاشبہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں۔

(ابن سعد ۳/۲۵۵، بلاذری انساب ۱/۱۷۱، بیہقی ۶/۲۵۵، ۹/۵۰)

خط کی پہلی متضاد شکل

واضح ہو کہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونیکے بعد تین دن کے اندر اندر آجائیں انہیں بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیئے۔ (الاکتفاء کلاعی بلنسی قلمی ص ۲۵۹)

خط کی دوسری متضاد شکل

اگر قیس (بن مکشوح) مقتولین کے دفن سے پہلے آگئے ہوں تو انہیں بھی مالِ غنیمت سے حصہ دو۔ (بلاذری ص ۲۵۷)

خط کی تیسری متضاد شکل

جو کمک تمہارے پاس مقتولین کے سڑنے گلنے سے پہلے پہنچ جائے اسے بھی مالِ غنیمت میں شریک کر لو۔ (الرد علی سیر الاوزاعی ابو یوسف ص ۶، شرح سیر الکبیر سرخسی ۲/۲۵۲)

(۳)

موضوع۔ شام کی سب سے بڑی جنگ یرموک کی فتح کی خبر پاکر عمر فاروقؓ نے سالارِ فوج کو لکھا:

مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ خدا نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو فتح عطا کی

اور دشمنوں کو ہرایا، یہ خط پاکر مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دو، ان لوگوں کو خاص طور پر زیادہ حصّہ دو جنہوں نے جنگ میں نمایاں خدمت انجام دی ہے۔ (فتوح الشام ۱/۱۳۸)

خط کی متضاد شکل

بیت المقدس کی فتح تک (یرموک کا مال غنیمت) جوں کا توں رہنے دو۔ (تاریخ یعقوبی ۲/۱۴۰)

موضوع۔ ایک گورنر کے نام عنبر پر ٹیکس کے بارے میں۔

عنبر ایک خداوندی تحفہ ہے، اس پر اور سمندر سے جو کچھ برآمد ہو پانچواں حصّہ (بیس فیصد) ٹیکس لیا جائے۔ (ابو یوسف ص۷۰)

دوسرے خط میں دس فیصد ٹیکس لینے کا حکم:

سمندر سے جو موتی اور عنبر برآمد ہو اس پر دسواں حصّہ (دس فیصد ٹیکس) لیا جائے۔ (ابن سلام ص۳۴۸)

(۵)

موضوع۔ ایک گورنر کے نام تجارتی ٹیکس (عُشور کے بارے میں)۔

جب حربی تاجر ہمارے علاقہ میں آئیں تو ان سے دس فیصد (تجارتی) ٹیکس لو جیسا کہ مسلمانوں سے دار الحرب میں لیا جاتا ہے، ذمی تاجروں سے پانچ فیصد وصول کرو اور مسلمانوں سے جب ان کا مال دو سو درہم قیمت کا ہو تو ڈھائی فیصد کے حساب سے ٹیکس لو، پھر ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم کی شرح سے ٹیکس لیا جائے۔ (ابو یوسف ص۱۳۵، کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قرشی ص۱۷۴)

خط کی متضاد شکل

جب مسلمان اپنے مال کی زکاۃ اور ذمی از روئے معاہدہ مقررہ جزیہ ادا کر دے تو ان دونوں سے تجارتی ٹیکس (عُشور) نہیں لیا جائے گا، تجارتی

ٹیکس (دس فیصد) صرف حربی تاجروں سے لیا جائے گا جب وہ تجارت کی اجازت لے کر ہمارے علاقہ میں آئیں گے۔ (یحیٰی بن آدم ص۹۰، ۱۲۸، ابن سلام ص۵۹، ابو یوسف ص۱۳۲، کنز العمال ۲/۵، ۲۰۱۹/۲۹۰)

(۶)

موضوع۔ مصر کے پولیس افسر نے فسطاط میں اپنے مکان کی چھت پر ایک کمرہ بنوایا، پڑوس کے مسلمانوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ کمرہ کی کھڑکی یا روشن دان سے پولیس افسر یا اس کے متعلقین ان کے گھروں میں جھانکتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر کو لکھا:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ (پولیس افسر) خارجہ بن حذافہ نے (چھت پر) ایک کمرہ پڑوسیوں کو جھانکنے کیلئے بنوایا ہے، میرا خط پاکر ان کا کمرہ گرا دینا والسلام۔ (ابن عبد الحکم ص۱۴۱، سیوطی ۱/۸۱)

دوسری شکل:۔

ایک چارپائی اس جگہ رکھو جہاں سے جھانکنے کی شکایت کی گئی ہے اور اس پر ایک میانہ قد آدمی کھڑا کرو، اگر اس کیلئے جھانکنا ممکن ہو تو وہ جگہ (کھڑکی یا روشندان) پٹوا دو۔ (ابن عبد الحکم ص۱۰۰)

(۷)

موضوع۔ غیر مسلم ریاضی دانوں کو سرکاری ملازمت نہ دینے کے بارےمیں گورنر کو حکم، غیر مسلموں کو پھر وہ مرتبہ نہ دو جو خدا نے ان سے چھین لیا ہے، انہیں اسی سطح پر رکھو جہاں خدا نے انہیں لا اتارا ہے اور خود حساب سیکھو۔ (تجارب الامم ابن مسکویہ قلمی ۱/۴۴۳)

خط کی متضاد شکل

کسی (ماہر حساب) بزنطی کو مدینہ بھیجو تاکہ ہمارے قانونِ میراث کا حساب سنبھال سکے۔ (بلاذری انساب قلمی ۹/۵۹۵)

تمہیدی مقدمہ اور فاروقی خطوط کے اختلافِ مضمون، اختلافِ حجم تعدد اشکال اور تناقضِ معنی کی روشنی میں یہ حسب ذیل نتائج نکلتے ہیں اور یہ نتائج دوسرے تینوں خلفاء کے خطوط پر بھی صادق آتے ہیں۔

(۱) حضرت عمر فاروقؓ کے کسی خط کے متعلق قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مکتوب اصل کی لفظاً و معناً نقل ہے۔

(۲) ایک شکل والے خطوط میں ان خطوں کے اصل سے قریب تر ہونیکا امکان ہے جو کاتب خلیفہ کی شخصیت پالیسی اور طریق حکومت سے ہم آہنگ ہوں۔

(۳) متضاد یا بنیادی فرق معنی والے خطوط میں ان خطوط کے اصل سے مطابق ہونے کا زیادہ امکان ہے جن کے مضمون کی تائید رسول اللہؐ اور بڑے صحابہ کے اجتہادات، فتووں اور فیصلوں یا کاتب خلفاء کی اپنی شخصیت، مزاج اور طریق حکومت سے ہوتی ہو۔

(۴) جو خط جتنے زیادہ لمبے ہیں وہ اصل سے اتنے ہی بعید تر ہیں اور ان میں اتنے ہی زیادہ مبالغے اور اضافے کئے گئے ہیں۔

(۵) متعدد اشکال والے خطوط کے مشترک المعنی حصوں کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اصل خط کا لب لباب یا مدعا پیش کرتے ہیں، رہے غیر مشترک حصے اور تفصیلات تو وہ راویوں کے تصرفات ہیں کبھی راوی ان تصرفات کے ذریعہ اپنے ذاتی نظریات کیلئے انہیں خلیفہ کی طرف منسوب کر کے تائید و توثیق حاصل کرتے، کبھی ان کے ذریعہ خلیفہ میں تقدس، عظمت اور خدا رسی کی شان پیدا کرنا مقصد ہوتا اور کبھی مدعا یہ ہوتا کہ خلیفہ کی شخصیت میں مذہبیت راستبازی، انکسار، زہد و عدل جیسے صفات کے رنگ گہرے کر کے قاری کو متاثر کیا جائے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محاذ شام و جزیرہ

پس منظر

اواسط ۱۳ھ میں عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ کی فوجیں پڑوس کے دو ملکوں عراق اور شام میں لڑ رہی تھیں، ابوبکر صدیقؓ کے سپاہی خالد بن ولیدؓ اور مثنیٰ بن حارثہ کی قیادت میں سرحد عراق کی اکثر چوکیوں کو معطل کر چکے تھے اور صلح یا جنگ سے وہ تمام اہم شہر اور گاؤں ان کے قبضہ میں آ گئے تھے جو زیرین فرات کے دائیں بائیں کنارہ عین التمر اور بندرگاہ اُبلہ (دجلہ۔فرات کے دہانہ) تک پھیلے ہوئے تھے، اپنے مستقر حیرہ سے خالد بن ولیدؓ نے عراق کے رئیسوں کو دعوت نامے بھیج دیئے تھے کہ یا تو اسلام لے آئیں یا جزیہ دیکر اسلام کی ماتحتی قبول کر لیں یا جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔

۱۲ھ کے حج سے واپس آ کر محرم ۱۳ھ میں ابوبکر صدیقؓ نے شام پر حملہ کی تیاری شروع کر دی، اس وقت تک سارے جزیرہ عرب میں ردّہ بغاوتیں کچل جا چکی تھیں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں مدینہ کا تسلط قائم ہو چکا تھا، عرب از سر نو زکاۃ، اور پارسی، عیسائی

لہ مقامات کے لئے دیکھو نقشہ :-

اور یہودی جزیہ کی مقررہ رقمیں پابندی سے ادا کرنے لگے تھے، ابوبکر صدیق رض
کی یہ پہلی مہم تھی جسے انہوں نے دو برس کی ان تھک کوشش سے پایۂ تکمیل
کو پہنچا دیا تھا، اب وہ دوسری مہم کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ تھی پڑوس کے دو
خوشحال ملکوں عراق اور شام کی فتح، مدنی قرآن میں بار بار جہاد کی تلقین کی گئی ہے،
کتب علیکم القتال (تم پر غیر مسلموں سے لڑائی فرض کی جاتی ہے)
وقاتلوھم حتی لا تکون فتنة (غیر مسلموں سے لڑو حتی کہ کفر باقی نہ رہے)
اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم (جہاں کہیں بھی مشرک ملیں انہیں مار
ڈالو) قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون
ما حرم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اُوتوا
الکتاب حتی یعطوا الجزیة عن ید وھم صاغرون (لڑو اہل کتاب سے
جو نہ خدائے واحد کے قائل ہیں، نہ آخرت کے حساب کتاب کے، جو خدا اور رسول
کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے، جو اسلام قبول نہیں کرتے، یہاں تک کہ وہ
جزیہ ادا کریں اسلام کے ماتحت ہو کر) اور قاتلوا الذین یلونکم
من الکفار (اپنے پڑوسی غیر مسلموں سے لڑو) ان آیات کا مدعا ہے۔ کہ
غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان بنایا جائے اور اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہو تو ان
سے ٹیکس (جزیہ) وصول کیا جائے اور اگر وہ یہ بھی قبول نہ کریں تو ان سے جنگ
کی جائے اور انہیں شکست دیکر ان کے ملک اور اقتصادی وسائل پر قبضہ کر لیا
جائے، رسول اللہ بھی جہاد کی برابر تلقین کرتے رہتے تھے اور مدینہ میں اپنی زندگی
کے آخری دس سالہ قیام کے دوران خود بڑے پیمانہ پر جہاد کر کے اس کی اہمیت
کا عظیم الشان مظاہرہ کر چکے تھے، رسول اللہ نے عراق و شام پر اسلامی تسلط کی
پیش گوئی بھی کی تھی، اس مہم کیلئے جن مادی وسائل کی ضرورت تھی وہ بھی ابوبکر
صدیق رض کے پاس بفراوانی مہیا تھے، ردہ بغاوتوں کے بعد بڑی تعداد میں مجاہدین
اسلام معطل ہو گئے تھے، ہزاروں گھوڑے اور اونٹ سرکاری چراگاہوں میں

واپس آگئے تھے اور بڑی مقدار میں ہتھیار خلافت کے اسلحہ خانہ میں موجود تھے اس کے علاوہ ملک کے سارے محنتی اور مشقت کے عادی لیکن تنگ حال عرب سرکار مدینہ کے زیر فرمان آگئے تھے اور اسلام کے سایہ میں دنیوی اعزاز اور اقتصادی خوشحالی کی خاطر جان کی بازی لگانے کو تیار تھے۔

ابوبکر صدیقؓ نے تین فوجیں شام روانہ کیں پہلی امیر معاویہؓ کے بڑے بھائی یزید ابن ابی سفیان کی قیادت میں، چند دن بعد دوسری شرجیل ابن حسنہ اور کچھ عرصہ بعد تیسری اور سب سے بڑی ابوعبیدہ بن جراحؓ کی کمان میں، ان تینوں صحابیوں نے بحیرہ طبریہ اور بحر میت کے مشرق میں واقع پھل اور غلہ سے بھرپور علاقہ کا رخ کیا جہاں عرب، عیسائی غسانی ریاستیں بزنطی قیصر اور سلطانِ شام کی ماتحتی میں قائم تھیں، یہ علاقہ تینوں سالاروں میں فوجی کاروائی کیلئے بٹ گیا، یزید بن ابی سفیان بلقاء (صدر مقام عمّان) میں داخل ہوئے، شرجیل بن حسنہ اس سے متصل شمالی ضلع حوران (صدر مقام بُصریٰ میں) اور ابوعبیدہ بن جراحؓ اس سے متصل شامی پایۂ تخت دمشق کے جنوب مشرقی مضافات میں یزیدؓ اور شرحبیلؓ کو جو ابوعبیدہؓ سے پہلے روانہ ہوئے تھے، ہدایت تھی کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں اور اگر کسی جنگ میں دونوں شریک ہوں تو قائدِ اعلیٰ یزید ہوں گے اور اگر ان کے ساتھ ابوعبیدہ کسی جنگ میں شرکت کریں تو کل فوج کی قیادت اعلیٰ ان کے ہاتھ میں ہوگی[۱]

سرحدِ شام میں داخل ہوکر اسلامی فوجوں کے عرب عیسائی رئیسوں سے کئی مقابلے ہوئے اور سرحد کے متعدد قصبے اور گاؤں مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے جنمیں مآب (ضلع بلقاء) اور جابیہ قابل ذکر ہیں، جابیہ دمشق کے جنوب میں ایک دن کی راہ پر کئی نیچے پہاڑوں کی اوٹ میں چراگاہوں سے بھرپور ایک صحت بخش

---

[۱] ازدی (فتوح الشام ابو اسماعیل ازدی بصری، کلکتہ ۱۸۵۴ء، صفحہ ۱۱، ۲۳)۔

اور پر فضا بستی تھی ؎۱۔ ابو عبیدہؓ نے جابیہ میں اپنا کیمپ لگایا اور یہ بہت جلد شام میں اسلامی فوج کا سب سے بڑا فوجی مرکز ہو گیا جہاں فالتو فوج رہتی تھی، مدینہ سے بھیجے ہوئے دستے اور رسالے جمع ہوتے تھے اور حسب ضرورت دوسرے محاذوں کو بھیجے جاتے تھے۔

بزنطی قیصر ہرقل جس کی وسیع قلمرو کا شام ایک صوبہ تھا اس وقت فلسطین میں مقیم تھا، وہ عربوں کا مقابلہ کرنے اور انہیں ملک سے نکال لینے کی مہم میں پوری تندہی سے لگ گیا، اس نے شام کے صدر مقاموں کا دورہ کر کے خاص وعام میں مذہبی جوش اور جنگی حرارت پیدا کر دی، اس نے انطاکیہ کو جو شام کے انتہائی شمال مغرب میں پہاڑوں کی گود میں ایک محفوظ شہر تھا اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا اور وہاں بیٹھ کر فوجی تیاریاں شروع کر دیں، شام کے حاکموں کے علاوہ اس نے اپنی قلمرو۔ میسوپوٹامیہ، آرمینیہ، موجودہ ترکی اور مشرقی یورپ کے گورنروں کو فوج کے لئے فرمان بھیجے عرب سالاروں کے مقامی جاسوسوں نے قیصر کی تیاری اور اس کی فوج کے بارے میں ایسی مبالغہ آمیز خبریں سنائیں کہ اسلامی فوج پر ہراس طاری ہو گیا ؎۲۔ انہوں نے آئی ہوئی خبروں سے ابو بکر صدیقؓ کو مطلع کیا تو وہ پہلے سے زیادہ مستعد ہو کر شام میں اپنی فوجی طاقت بڑھانے کی کوشش کرنے لگے، انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو جو تھا سالار مقرر کیا اور ان کی قیادت میں کئی ہزار فوج ابو عبیدہ بن جراحؓ کے مرکزی کیمپ جابیہ بھیجدی، اس کے علاوہ انہوں نے فوجی قیادت اعلیٰ میں بھی تبدیلی کی اور ابو عبیدہؓ کی جگہ خالد بن ولیدؓ کو جو عراق کے مورچہ پر تھے سپہ سالار مقرر کیا، خالدؓ کی فوجی خدمات شاندار تھیں اور ابو عبیدہؓ کی نسبت انہیں جنگی سوجھ بوجھ بھی زیادہ تھی خاص طور پر خطروں سے نبٹنے اور نازک حالات پر قابو پانے کی ان میں بڑی ——

؎۱ ایچ لامنس (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام) ۱/۱۰۴۳، یاقوت (معجم البلدان مصر ۱۹۰۶ء) ۴/۳۳

؎۲ ازدی ص۱۱۰ ؎۳ ایضاً ص۶۹

صلاحیت تھی۔

ربیع الاول ۱۳ھ میں جب خالدؓ محاذِ عراق سے شام آئے تو ایک مدرسۂ تاریخ کی رائے کے مطابق جس کے ترجمان ابتدائی اسلامی فتوحات کے ایک مشہور شیخ سیف بن عمر (م ۱۸۰ھ) ہیں انہوں نے اسلامی فوجوں کو اپنے اپنے سالاروں کے ساتھ دریائے یرموک کے قریب ایک وسیع میدان میں فروکش پایا، ان کے سامنے ایک دوسرے میدان میں جس کی اس سمت جدھر مسلمان تھے ایک قدرتی خندق تھی اور عقب میں ایک گہری وادی یا قوصہ، ابوبکر صدیقؓ لگ بھگ دو ہفتے بیمار ہو کر بقول سیف بن عمرؒ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کے وسط میں جب انتقال ہوا اس وقت یرموک کی جنگ فیصلہ کن مرحلہ میں تھی، ابوبکر صدیقؓ کے نامزدِ خلافت عمر فاروقؓ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالتے ہی خالد بن ولیدؓ کو قیادتِ اعلیٰ سے برطرف کیا اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کو جو ان کے پرانے دوست اور معتمد تھے سپہ سالار مقرر کیا۔

چند ہفتے پہلے ابوبکر صدیقؓ نے ابو عبیدہؓ کی جگہ خالد بن ولیدؓ کو شام کا سالارِ اعلیٰ بنانے کا جب ارادہ کیا تھا تو عمر فاروقؓ نے جو سرکاری امور میں ان کے دستِ راست تھے، اس کی مخالفت کی تھی لیکن ابوبکر صدیقؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور خالدؓ کو ان کی ممتاز جنگی کارگزاری کے پیشِ نظر سپہ سالار مقرر کر دیا، عمر فاروقؓ کو خالدؓ سے کئی شکایتیں تھیں، ایک شکایت یہ تھی کہ انہوں نے مشہورِ عرب سردار مالک بن نُویرہ کو جس کی اسلام سے وفاداری ان کی نظر میں مشتبہ تھی قتل کر دیا تھا اور اس کی بیوی سے شادی کر لی تھی جبکہ ان کی فوج کے ثقہ لوگ مالک کے مسلمان ہونے کے شاہد تھے، دوسری شکایت یہ تھی کہ ان کی تلوار بہت بیباک ہے اور وہ صلح جو کم ہیں جنگجو زیادہ تیسری شکایت ان کی غیر معتدل داد و دہش سے تھی اور چوتھی اس بات سے کہ وہ سرکاری روپیہ کے خرچ اور مالِ غنیمت کا کوئی حساب کتاب نہیں دیتے اور خلیفہ کی بغیر اجازت اپنے نیاز مندوں اور قصیدہ خوانوں کو دل کھول کر سرکاری روپیہ دے ڈالتے ہیں[1]،

لہ ۔ ابن حجر: (اصابہ، مصر، ۱۳۲۸ھ) ۱/۴۱۴-۴۱۵۔

حضرت فاروقؓ کو یہ بات بھی ناگوار تھی کہ خالد بن ولیدؓ کو جو ۸ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور جن کی حیثیت نو مسلم کی سی تھی دیرینہ اسلام اور قدیم غازی ابو عبیدہ بن جراحؓ پر فوقیت دی جائے۔

فتوحات شام کے زمانہ میں یوں تو متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن ان میں سے دو بہت سخت تھیں: ایک جنگِ اجنادین اور دوسری جنگِ یرموک، اجنادین بیت المقدس اور غزہ کے وسط میں ایک شہر تھا اور یرموک دریا تھا اور اب بھی ہے جو دمشق کے جنوبی پہاڑوں سے نکل کر ایک گہری وادی سے بہتا ہوا دریائے اُردن میں گرتا تھا، اجنادین، یرموک کے لگ بھگ سو میل جنوب مغرب میں ساحل کی سمت واقع تھا، سیف بن عمر کو چھوڑ کر قریب قریب سارے تاریخ نگار جیسے ابن اسحاق، ابو مخنف ابن کلبی، ازدی، واقدی اور مدائنی اس بات پر متفق ہیں کہ اجنادین کی لڑائی ابو بکر صدیقؓ کے آخر عہدِ خلافت میں ہوئی (جمادی الآخرہ ۱۳ھ) اور یرموک کی ۱۵ھ کے وسط میں جب عمر فاروقؓ خلیفہ تھے، سیف بن عمر نے اس ترتیب کو الٹ دیا ہے، ان کی رائے ہے کہ یرموک کی جنگ ابو بکر صدیقؓ کی زندگی میں ہوئی جب وہ بسترِ مرگ پر تھے اور اجنادین کی ۱۵ھ میں عمر فاروقؓ کی خلافت کے تیسرے سال۔

۱۔ ابو عبیدہ بن جراح کے نام:

محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۱ھ) نے خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا ایک فوری سبب بھی بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے عمر فاروقؓ کے بارے میں کچھ غیر مہذبانہ نا ملائم الفاظ استعمال کیے تھے جنہیں سن کر عمر فاروقؓ کو سخت غصہ آیا اور انہوں نے ابو عبیدہؓ کو یہ خط لکھا:

اگر خالد اقرار کریں کہ انہوں نے میری بابت جھوٹی باتیں کہی ہیں تب تو وہ اپنے عہدہ پر بحال رہیں گے ورنہ وہ معزول ہیں اور تم سپہ سالار، ان کا عمامہ اتار لینا اور ان کی آدھی دولت ضبط کر لینا۔[۱]

۱۔ طبری (تاریخ، پہلا مصری ایڈیشن) ۴/۵۴، ابن کثیر (البدایہ والنہایۃ مصر) ۷/۱۸

۲۔ خط کی دوسری شکل:۔

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد عمر فاروقؓ نے دو خط لکھے، ایک شامی فوجوں کے نام کہ میں نے ابوعبیدہ کو سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے اور دوسرا ابوعبیدہ کو جس کا مضمون یہ تھا:

میں نے تمہیں سپہ سالار مقرر کر دیا ہے، اگر خدا (یرموک کی جنگ میں) کامیابی عطا کرے تو (خالد بن ولیدؓ کے ساتھ) عراق سے آئی ہوئی فوج عراق لوٹا دینا نیز ان لوگوں کو جو تمہارے پاس آنیوالی کمک سے لوٹنا پسند کریں۔[1]

۳۔ خط کی تیسری شکل۔

میں نے تمہیں شام میں مسلمانوں کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے اور خالد بن ولیدؓ کو معزول کر دیا ہے۔[2]

۴۔ خط کی چوتھی شکل:۔

میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور جس کے سوا ہر شے فانی ہے، جس نے ہمیں گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا اور اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لا کھڑا کیا، میں نے تمہیں خالد بن ولیدؓ کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ہے، مسلمانوں کی دیکھ بھال کرو جو بحیثیت سالارِ اعلیٰ تم پر عائد ہوتی ہے، غنیمت کی توقع میں انہیں خطرناک مہم پر نہ بھیجو اور کسی جگہ ٹھہرنے سے پہلے وہاں کے حالات اور راستہ سے واقفیت حاصل کر لو، کہیں فوج بھیجو تو اس بات کا خیال رہے کہ اس میں غازی کثیر تعداد میں ہوں، تمہارا کوئی فعل یا فوجی کارروائی ایسی نہ ہو جس سے مسلمان تباہ ہوں، خدا نے تمہیں میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے اور

۱۔ طبری ۴/۲۳ [2] فتوح الشام (کلکتہ ایڈیشن) ۲/۲ طبری کے حوالہ سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے، جلد ۱، صفحہ ۔

مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری، میں تاکید کرتا ہوں کہ دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے اپنی نظریں ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت دل میں نہ آنے دو، خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تمہیں ہلاک کر دے جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ہے، تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے (مسلمانوں کو دمشق فتح کرتے بھیجو)[۱]

۵- خط کی پانچویں شکل

بحمد اللہ تمہارے پاس اتنی فوج ہے کہ دمشق کا محاصرہ بخوبی کر سکتے ہو، یہ خط پڑھ کر سالاران فوج کو جمع کرو اور ان کے سامنے ساتھ والا خط پڑھ کر سناؤ تاکہ انہیں تمہاری سپہ سالاری اور خالد کی معزولی کا علم ہو جائے اور وہ ان کی بجائے تمہارے حکم کی تعمیل کریں جن لوگوں کی تمہیں ضرورت نہ ہو انہیں میرے پاس بھیج دو اور جن کے بغیر تمہارا کام نہ چلتا ہو انہیں اپنے پاس رکھو، خالدؓ ایسے لوگوں میں ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں ہو سکتا، اسلئے انہیں ساتھ رکھو[۲]

۶- خط کی چھٹی شکل:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابوعبیدہ بن جرّاح کو سلام علیک، میں اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تمہیں معلوم ہو کہ رسول اللہؐ کے جانشین ابوبکر صدیقؓ رحلت کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون، خدا کی رحمت اور برکتیں ہوں ابوبکرؓ پر جو صحیح کام کرنیوالے، انصاف پسند، جائز مواخذہ کرنیوالے نرم مزاج، پاکباز، متواضع اور دانا تھے، میں اپنی اور سارے مسلمانوں کی اس مصیبت پر اجر خیر کا طالب ہوں، میری خواہش ہے کہ تقوی کے ذریعہ

---

[۱] طبری ۲/۵۲۱، بریکٹ والا جملہ طبری میں نہیں ہے۔

[۲] ابن اعثم د تاریخ فتوح قلمی رقم ۲۶۰۸۷، دہلی یونیورسٹی لائبریری، صفحہ ۱۵۵

گناہ اور برائی سے بچ کر خدا کی رحمت کا مستحق بنوں، جب تک زندہ ہوں اس کی اطاعت میں لگا رہوں، مرنے کے بعد جنت سے بہرہ ور ہوں، بیشک خدا ہر بات پر قادر ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے، میں نے تمہیں مسلمانوں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دیا ہے تم حمص اور دمشق کے نواحی نیز شام کے دوسرے علاقوں میں رسالے پھیلا دو لیکن اس معاملہ میں اپنی اور دوسرے مسلمانوں کی رائے سے کام لو صرف میرے لکھنے سے اپنا لشکر خطرہ میں نہ ڈال دینا جس سے دشمن کو تمہیں نقصان پہنچانے کا حوصلہ ہو، جو لوگ تمہارے پاس زائد ہوں انہیں میرے پاس بھیجد و اور جو محاصرہ میں تمہارے لئے ضروری ہوں ان کو پاس رکھو، خالد بن ولیدؓ کو روک لو کیوں کہ ان کے بغیر تمہارا کام نہیں چل سکتا[1]۔

۷۔ شام کے مسلمانوں کے نام:۔

حسب تصریح ابن اعثم کوفی (متوفی ۳۱۴ھ) خلافت کے ساتھ شام کے مسلمان غازیوں کو خلیفہ نے یہ مراسلہ بھیجا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امیر المومنین عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے مسلمانوں کو سلام علیکم، واضح ہو کہ ابو بکرؓ کی وفات سے رسول اللہؐ کی امت پر ایک سنگین مصیبت نازل ہوئی ہے، ابو بکرؓ جو حق گو، منصف، متواضع، رحم دل اور راست باز تھے، جو بھلے کاموں کا حکم دیتے تھے اور برے کاموں سے روکتے تھے، رسول اللہ کی امت ایسے رہبر سے محروم ہو گئی اور خلافت کے معاملات میں ان کی وفات سے سخت خلل پیدا ہو گیا لیکن خدا کو یہی منظور تھا، ہر شخص کو موت کا پیالہ پینا ہے، انسان کیلئے اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے

۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ مدینۃ دمشق شام ۱۳۲۹ھ ۱/۱۵۱

کہ خدا کی مشیت کے سامنے گردن جھکا دے،
۔اسی کے ہاتھ میں فیصلہ ہے اور اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے، اس سخت حادثہ کے رونما ہونے سے پہلے انہوں نے ممتاز مہاجر و انصار صحابہؓ کے سامنے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا اور یہ بڑی امانت میرے سپرد کی، میں نے اس بھاری ذمہ داری کو لینے سے بہت گریز کیا لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی، مجبوراً مجھے سر جھکانا پڑا اب ضروری ہے کہ مسلمانوں کی بہبودی اور ان کی مہموں کی ترتیب و تنظیم کیلئے جہاں تک میرے بس میں ہے کوشش کروں، مصلحت کا تقاضہ ہے کہ خالد بن ولیدؓ شامی فوجوں کی سپہ سالاری سے الگ ہوں اور یہ عہدہ ابو عبیدہ بن جرّاح کے سپرد کیا جائے، آپ لوگ جب اس خط کے مضمون سے واقف ہوں اس وقت سے ابو عبیدہ آپ کے سالار ہوں گے، اپنے سارے معاملات میں ان سے رجوع کیجئے اور دشمن سے جنگ میں ان کی رائے اور صوابدید کے مطابق عمل کیجئے [۱]

۸۔ ابو عبیدہ بن جرّاحؓ کے نام

حسب روایت فتوح الشام عمر فاروقؓ کا ایلچی خط ابو عبیدہ کے پاس لیکر پہنچا اس وقت خالد بن ولیدؓ دمشق کے دو بزنطی کمانڈروں توما اور ہربیس کے تعاقب میں نکلے ہوئے تھے، ابو عبیدہؓ نے خط کا مضمون صیغۂ راز میں رکھا اور کسی کو نہ تو ابو بکر صدیقؓ کی وفات کی خبر دی نہ اپنے تقرر کی، چند دنوں بعد جب خالد بن ولیدؓ توما اور ہربیس کی دولت چھین کر اور نئی فتوحات کر کے لوٹے تو انہیں بھی ابو عبیدہؓ نے حقیقتِ حال سے مطلع نہیں کیا، خالد بن ولیدؓ نے دمشق کی فتح اور توما و ہربیس سے چھینی ہوئی دولت اور دوسری

۱۔ ابن اعثم ص۱۱۳

ضمنی فتوحات کی رپورٹ لکھی تو حسب سابق ابوبکر صدیق" کو مخاطب کیا، یہ خط عمر فاروقؓ نے دیکھا تو انہیں حیرت ہوئی اور غصہ بھی آیا، قاصد نے بتایا کہ ابو عبیدہؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی وفات اور خالد بن ولیدؓ کی معزولی مخفی رکھی ہے، عمر فاروقؓ نے ایک جلسہ کیا اور مدینہ کے اکابر سے خطاب کر کے کہا کہ چونکہ خالد شعر انوار اور ناموری کی خاطر فضول خرچ واقع ہوئے ہیں میں انہیں معزول کر کے ابوعبیدہؓ کو جو سرکاری روپیہ کے حساب کتاب میں بڑے کھرے اور راست باز ہیں، سالار اعلیٰ بنانا چاہتا ہوں، اس اعلان کے بعد انہوں نے ابو عبیدہؓ کو یہ مراسلہ بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے ابوعبیدہ عامر بن جراح کو سلام علیک، میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں واضح ہو کہ میں نے تمہیں مسلمانوں کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے، یہ عہدہ لینے سے مت شرماؤ، خدا حق بات سے کبھی نہیں شرماتا تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں جو ہمیشہ رہے گا اور جس کے سوا ہر شئے فانی ہے۔ جس نے تمہیں کفر کی گمراہی سے نکال کر ایمان کے اجالے میں لا کھڑا کیا ہے، میں نے تمہیں خالد کے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر دیا ہے، لشکر اپنی نگرانی میں لے لو اور لشکر کی کمان سے خالد کو الگ کر دو، غنیمت کی توقع میں مسلمانوں کو پرخطر مہموں پر نہ بھیجو اور نہ کوئی دستہ دشمن کی کثیر تعداد فوج کے مقابلہ کے لئے روانہ کرو مسلمانوں سے یہ نہ کہو مجھے امید ہے کہ تم فتحیاب ہو گے، کیونکہ فتح امید سے نہیں یقین محکم اور خدا پر اعتماد سے حاصل ہوتی ہے، اپنے کسی فعل یا فوجی اقدام سے مسلمانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالنا، دنیا سے آنکھیں بند کر لو اور اس کی طرف سے دل ہٹا لو، ایسے کام نہ کرو جن کی پاداش میں ہلاک ہو جاؤ۔ جس طرح پچھلی قومیں ہلاک ہوئی

ہیں، تم نے ان کی تباہی دیکھ لی ہے اور ان کے باطنی امراض سے واقف ہو، تمہارے اور حیات بعد الموت کے درمیان ایک ہلکا سا پردہ ہے، تمہارے سلف آخرت کی طرف کوچ کر چکے اور تم گویا اس بے رونق دنیا سے کوچ کے منتظر ہو، سب سے بڑا ہوشمند وہ ہے جس کا زادِ راہ خوفِ خدا ہو، اپنے مقدور بھر مسلمانوں کی دیکھ بھال کرتے رہو، جَو اور گیہوں جو دِمشق کی فتح پر تمہارے ہاتھ آیا اور جس کے بارے میں تم سب جھگڑے تو وہ مسلمانوں کا حق ہے، اس کے علاوہ جو سونا چاندی ملا ہو اس سے خُمس (مرکزی حصہ) نکال کر باقی آپس میں بانٹ لو، رہا تمہارا اور خالدؓ کا صلح اور جنگ کے بارے میں اختلاف تو اس باب میں تمہارا فیصلہ ناطق ہے کیونکہ تم سپہ سالار ہو (اور اگر صلح اس شرط پر ہوئی کہ جَو اور گیہوں زنبلیوں کی ملک رہے گا تو اُسے ان کے حوالہ کردو) والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلیٰ جمیع المسلمین، (خالدؓ نے غلطی کی کہ مرج دیباج میں مغرور دشمن پر تاخت کرکے مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالا اور ان کی جان کی بازی لگائی) خالدؓ سے بڑی کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے ہرقل کی لڑکی کو پکڑا اور پھر ہدیۃً اس کے باپ کو لوٹا دیا، وہ زرِ مخلصی کے طور پر بڑی رقم وصول کر سکتے تھے جو غریب مسلمانوں کے کام آتی، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ [1]

۹ - ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام -

واضح ہو کہ ابوبکر صدیقؓ جانشین رسول اللہؐ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خدا کی رحمت ہو ابوبکرؓ پر جو حق گو تھے، انصاف کا حکم دینے والے، جائز مواخذہ کرنے والے، راست باز اور نرم مزاج، دُعا

۱- فتوح الشام (مصری ایڈیشن) ۱/۵۳-۵۴، رفیق بک (اشہر مشاہیر الاسلام مصر) صہ۵۳ و ناسخ التواریخ (محمد تقی بمبئی) ج ۲ کتاب ۲ صہ۲۳ - خط کے بین القوسین حصے فتوح الشام کے کلکتہ ایڈیشن سے ماخوذ ہیں۔

ہے کہ خدا اپنے کرم سے ہمیں ہر گناہ سے محفوظ رکھے، اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور جنت میں جگہ دے، اس کی قدرت میں بلا شبہ سب کچھ ہے۔

۱۰- ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ کے نام -

ازدی بصری (متوفی دوسری صدی ہجری) کے راویوں کا بیان ہے کہ عمر فاروقؓ نے مذکورہ بالا خط[۱] اپنے آزاد کردہ معتمد غلام یرفا کے ہاتھ بھیجا تھا، ابو عبیدہؓ نے ابو بکر صدیقؓ کی موت کی خبر معاذ بن جبلؓ کے علاوہ جو ان کے مشیر خاص تھے کسی پر ظاہر نہیں کی، انہیں یرفا کی زبانی معلوم ہوا کہ عمر فاروقؓ ابو بکر صدیقؓ کے جانشین ہوئے ہیں نیز یہ کہ نئے خلیفہ نے شام کے فوجی سالاروں - خالد بن ولیدؓ یزید بن ابی سفیانؓ، شرجیل بن حسنہؓ اور عمرو بن عاصؓ کے حالات اور طور طریق معلوم کئے ہیں ابو عبیدہ بن جراح نے فرداً فرداً سب کی تعریف کی اور یرفا کی معرفت عمر فاروقؓ کو اپنا اور اپنے مشیر معاذ بن جبل کا مشترکہ خط بھیجا جس کے جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل کو، تم دونوں پر سلامتی ہو، میں اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق اور تم دونوں کو خوف خدا کی تلقین کرتا ہوں- خوف خدا جس سے مالک کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے جس میں تمہاری خوش نصیبی مضمر ہے اور جسے ارباب ہوش اپنے لئے گراں قدر نعمت تصور کرتے ہیں، تمہارا خط موصول ہوا، تم نے لکھا ہے کہ خلافت سے پہلے مجھے اصلاح نفس کی فکر رہا کرتی تھی، یہ تم نے کیسے جانا؟ تمہارے الفاظ سے ستائش کی بو آتی ہے، تم نے لکھا ہے کہ میں مسلمانوں کا حاکم اعلیٰ ہو گیا ہوں اور اب بڑے چھوٹے، دشمن دوست، قوی، ضعیف، سب میرے سامنے بیٹھتے ہیں اور سب

۱- ازدی صفحہ ۹۲-۹۵-

کے لئے میری میزانِ عدل میں حصہ ہے، تم نے لکھا ہے ذرا دھیان رہے عمر انصاف کے وقت تمہاری طرف سے ان کے ساتھ کوئی بے انصافی نہ ہو بلاشبہ میں خدا کی مدد کے بغیر کوئی کام ٹھیک ٹھیک انجام نہیں دے سکتا تم نے مجھے ایک آنیوالے دن سے ڈرایا ہے جسے شب و روز کی گردش لاکر رہے گی، یہ گردش ہر نئے کو پرانا، ہر بعید کو کو قریب کر دیتی ہے اور ہر موعود کو لے آتی ہے، اس کی بدولت ایک دِن قیامت آجائے گی، جب سارے راز کھل جائیں گے اور چھپی برائیاں ظاہر کر دی جائیں گی جب ایک طاقتور بادشاہ کے سامنے لوگ تصویرِ اطاعت بنے کھڑے ہوں گے اور امید و بیم کے ساتھ اس کے فیصلہ کے منتظر ہوں گے، تم لکھتے ہو کہ اس قوم میں ایسے لوگ ہیں جو بظاہر دوست نظر آتے ہیں لیکن خفیہ طور پر دشمنوں کے سے کام کرتے ہیں، (میرا خیال ہے) ابھی وہ وقت نہیں آیا، یہ منافقت قیامت کے قریب رونما ہوگی جب دنیوی نقصان کے خوف یا فائدہ کی خواہش سے لوگ سرگرم عمل ہوا کریں گے، تم نے خدا سے اس بات کی پناہ مانگی ہے کہ میں اس خط کا وہ مطلب لوں جس کا تم نے ارادہ نہیں کیا ہے کیونکہ تم نے اسے خیر اندیشی کے جذبہ سے لکھا ہے۔ تم نے یہ سچ کہا مجھے تمہاری بات کا یقین ہے، تم مجھے خط لکھتے رہا کرو، میں تم سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، والسلامؑ

۱۱۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

۱۔ ازدی صفحہ ۹۰-۹۹، حلیۃ الاولیاء (ابونعیم مصر) ۱/۲۳۸، باقلانی (اعجاز القرآن مصر) صفحہ ۱۱۷ اکتفاء (کلاعی بلنسی قلمی رقم ۴۴-۲۰ دار الکتب قاہرہ) صفحہ ۲۸۹، ازالۃ الخفاء (ولی اللہ بریلی) ۲/۱۵۸، رفیق بک صفحہ ۲۵۹-۲۶۰ باختلاف متن۔

سیف بن عمر کی روایت کے مطابق یرموک کی فتح کے بعد سالارِ اعلیٰ ابوعبیدہ بن جرّاح یرموک سے بھاگی ہوئی بزنطی فوج کے تعاقب میں نکلے، جس کا رخ غالباً دِمشق کی طرف تھا، ابوعبیدہ ابھی مرج الصُّفّر ہی پہنچے تھے جو یرموک سے دِمشق جانیوالی سڑک کے وسط میں جابیہ کے قریب ایک وسیع میدان تھا کہ ان کے جاسوسوں نے خبر دی کہ بھاگے ہوئے بزنطی سپاہیوں نے اپنا رخ بدل دیا ہے اور اب فحل کی طرف گامزن ہیں، فحل دریائے اردن کے مشرق میں اس اہم سڑک پر ایک قلعہ بند شہر تھا جو دِمشق سے فلسطین جاتی تھی، دوسری خبر موصول ہوئی کہ ہرقل نے دِمشق کی تقویت کے لئے حمص سے فوج بھیجدی ہے جو دمشق کے شمال میں پانچ دن کی راہ پر ایک صوبائی صدر مقام تھا، اس وقت ابوعبیدہ بن جرّاح اور ان کے مشیر فیصلہ نہ کرسکے کہ دِمشق پر چڑھائی کریں یا فحل پر، انھوں نے اس معاملہ میں خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ حکم موصول ہوا:

دِمشق سے ابتدا کرو کیونکہ وہ شام کا سب سے بڑا قلعہ اور بزنطیوں کا پایۂ تخت ہے فحل، حمص اور فلسطین کو رسالے بھیجدو تاکہ وہاں کی فوجوں کو تمہارے پاس آنے سے روکیں اور ان کے سامنے ڈٹے رہیں، اگر یہ تینوں (اہم مقام) دِمشق سے پہلے فتح ہو جائیں تو خیر ورنہ اس وقت تک ٹھہرے رہو جب تک دمشق فتح ہو، پھر دمشق میں حفاظتی دستے چھوڑ کر تم اور باقی سالار فحل کا رخ کرنا اور اگر خدا فحل میں کامیابی عطا کرے تو تم اور خالد حمص چلے جانا اور شرجیل نیز عمرو بن عاص رضؓ کو اردن اور فلسطین کی سرزمین فتح کرنے کے لئے چھوڑ دینا، ہر علاقہ کا سالارِ فوج دوسرے سالاروں کی کمان میں اپنے علاقہ سے گذرنے والی افواج کا اس وقت تک سالارِ اعلیٰ رہے گا جب وہ اس کا علاقہ خالی نہ کردیں[1]

۱- طبری ۴/۵۶-۵۷ -

۱۲- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

دِمشق کی فتح کی خوشخبری پاکر :

(خالد بن ولیدؓ کے ساتھ) عراق سے آئے ہوئے غازیوں کو عراق لوٹا دو اور انہیں تاکید کر دو کہ جلد از جلد سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاصؓ سالارِ اعلیٰ افواجِ عراق) سے جا ملیں۔[۱]

۱۳- ابو عبیدہ بن جرّاح کے نام۔

ابو بکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن کپڑے کے تاجر تھے، شام کے ایک تجارتی سفر میں ان کا گذر دمشق سے ہوا تو وہاں کے ایک غسانی رئیس جوُدی کی حسین لڑکی لیلیٰ کو دیکھ کر اس کے متوالے ہو گئے، انہوں نے لیلیٰ کے بارے میں غزلیہ شعر بھی کہے جن کا مدینہ میں خوب چرچا ہوا، عمر فاروقؓ نے ان سے وعدہ کر لیا کہ اگر لیلیٰ مالِ غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آئی تو ان کے حوالہ کر دیں گے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی معرفت شامی افواج کے سالارِ اعلیٰ ابو عبیدہ بن جراحؓ کو یہ خط بھیجا:

جب خدا تمہارے ہاتھوں دِمشق فتح کرائے تو جوُدی کی لڑکی عبدالرحمٰن کو دیدینا۔[۲]

۱۴- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتح دِمشق کے بعد مسلمانوں کی ایک جماعت شراب نوشی کی مرتکب ہوئی۔ ابو عبیدہ نے عمر فاروقؓ سے اس کی شکایت کی تو انہوں نے لکھا:

جو شراب پیئے اسے اسّی کوڑوں کی سزا دی جائے، میری جان کی قسم عربوں کیلئے فقر و فاقہ ہی مناسب ہے، لازم تھا کہ وہ اپنے مالک تعالیٰ

۱- طبری ۴/ ۵۸   (۲) ابن حجر ۴/ ۳۰۳، اغانی (ابوالفرج مصر ۱۳۴۵ھ) ۱۹/ ۹۵ نقل فرق کے ساتھ۔

سے ڈرتے، اس کی عبادت کرتے، اس پر ایمان لاتے اور اسکا
شکر ادا کرتے، اگر کوئی دوبارہ شراب پیئے تو اس کو پھر حد لگاؤ[1]

۱۵۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

یہ خط ابوعبیدہؓ کے اس امراسلہ کے جواب میں ہے جس میں انہوں نے بزنطیوں کے ایک بڑے لشکر کی صوبہ اُردن کے شہر فحل میں جمع ہونیکی مرکز کو خبر دی تھی اور اپنے خط میں اس وعیدی پیغام کا ذکر کیا تھا جو بزنطیوں نے مسلمانوں کو ملک سے نکلنے کے لئے بھیجا تھا فحل کا اہم معرکہ حسب تصریح ازدی عمر فاروقؓ کی خلافت کے سولہویں ماہ یعنی ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا[2] فحل بحیرہ طبریہ کے جنوب میں دریائے اُردن کے اُس پل کے قریب واقع تھا جس سے ہو کر بڑی سڑک دمشق جاتی تھی،[3] فتح دمشق کے بعد اُردن کے مقامی رئیسوں نے یہاں ایک فوج جمع کر لی تھی جس کی تقویت کے لئے ہرقل نے بھی ایک بڑی کمک بھیجدی تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابوعبیدہ بن بن جراح کو، سلام علیک، میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارا خط آیا جس میں تم نے بزنطیوں کی فوج کشی ان کے موجودہ پڑاؤ اور وعیدی پیغام نیز اس کے جواب کا ذکر کیا ہے، تم نے اپنی لشکر کشی کے حق میں صحیح اور سچی دلیلیں پیش کی ہیں، میرا یہ خط اگر تمہیں دشمن پر فتح پانے کے بعد ملے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہوگی کیونکہ اس سے پہلے بھی خدا ہمیں اور تمہیں اکثر عنایتوں سے نوازتا رہا ہے اور اگر اس خط کی وصولی سے پہلے

---

[1] فتوح الشام مصری ایڈیشن ۱/۶۱ [2] ازدی ص ۱۲۹،

[3] یاقوت معجم البلدان مصر ۱۹۰۶ء ۶/۳۴۰، ۱۳، ایک بیکر کیمرج مڈیو ہسٹری ۲/۳۴۲۔

دشمن نے تمہیں زک پہنچائی ہو تو ہراساں اور اداس نہ ہونا دشمن کے آگے سر نہ جھکانا کیونکہ بالآخر فاتح تم ہی ہو گے، سرزمینِ شام خدا کا ملک ہے اور وہ تمہارے ہاتھوں اُسے فتح کرائے گا اور ہمارے نبیؐ کی پیش گوئی پوری کریگا، لہٰذا صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو خدا صبر کرنیوالوں کی ضرور مدد کرتا ہے، یاد رکھو اگر دشمن سے مقابلہ کے وقت تم نے صدق دل سے یہ دعا مانگی تو وہ ضرور تمہاری مدد کریگا ؛ مالک، کیا حال اور کیا ماضی ہر موقعہ پر تو نے ہی اپنے دین کی مدد کی ہے اور اپنے وفاداروں کو عزت و کامرانی عطا فرمائی ہے، مالک آج بھی تو انہیں فتح دلا، انہیں ان کے بل بوتے پر نہ چھوڑ، وہ خود کامیاب نہیں ہو سکیں گے، تو ہی ان پر کرم کر اور اپنی رحمت سے دشمن کو پسپا کر، بیشک تو قابلِ تعریف مددگار ہے[1]

۱۶- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

جب فحل کے سامنے پڑی اسلامی فوجیں منتظر تھیں کہ وہاں کا بزنطی لشکر نکل کر کھلے میدان میں آئے اور لڑے تو فحل کے لوگوں نے آس پاس کی نہروں اور ندیوں کے بند کاٹ کر اس سارے علاقہ میں دلدل کر دی جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا، فحل صوبہ اُردن کا ایک شہر تھا اور یہ صوبہ دریائے اُردن کے شرق میں سرحد عرب تک اور غرب میں ساحل تک پھیلا ہوا تھا، دریائے اُردن کے مشرقی نشیبی حصہ میں جسے غور بھی کہتے ہیں بہت سے گاؤں اور قصبے تھے جہاں ندیوں، نالوں اور نہروں کا جال بچھا ہوا تھا، باشندے زیادہ تر زراعت پیشہ تھے، دلدل کے باوجود اور بزنطیوں کی توقعات کے برخلاف مسلمان فوجوں نے نہ تو ہار مانی اور نہ پیچھے ہٹیں، جوں جوں دن

---

[1] ازدی ص ۱۱۱/۱۱۲

گذرتے گئے قحط کی چوبیس پچیس ہزار فوج کی خوراک کا معاملہ نازک ہوتا گیا، انہوں نے غلہ کی سپلائی کے لئے دیہاتی علاقہ کے زمینداروں کو آمادہ کرلیا، ابو عبیدہؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے رسالے بھیج کر دیہاتوں پر ترکتاز کرادی اور سارا زراعتی علاقہ بزور شمشیر فتح کرلیا فوج کے ایک فریق نے مطالبہ کیا کہ مقبوضہ علاقہ فوج میں تقسیم ہونا چاہیئے، دوسرے فریق کی جس میں ابو عبیدہؓ بھی شامل تھے رائے تھی کہ چونکہ زراعت ہمارے بس سے باہر ہے اس لئے مناسب ہے کہ سارے علاقہ کو دولتِ مشترکہ قرار دے کر سابق مالکوں کے پاس رہنے دیں اور ان سے خراج وصول کریں تاکہ موجودہ مسلمان اور آئندہ نسلیں اس کی آمدنی سے متمتع ہوتی رہیں، دونوں فریقوں میں کوئی مفاہمت نہ ہوسکی اس لئے عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا، انہوں نے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف ابو عبیدہؓ جراح کو، سلام علیک، اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں، تمہارا خط ملا جس میں تم نے لکھا ہے کہ خدا نے اہل دین کی عزت بڑھائی اور اپنے دشمنوں کو خوار کیا اور انہیں، ٹھکانے لگا کر ہماری مشکل آسان کردی، شکر بجا لاتا ہوں اس خدا کا جس کی عنایتیں ماضی اور حال میں ہمارے شامل حال رہی ہیں جس نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سلامت رکھا اور دوسری کو شہادت سے نوازا، دعا ہے کہ وہ مولا کی خوشنودی اور نوازش سے بہرہ رہیں اور اس سے التماس ہے کہ ان کی قربانی کے اجر سے ہمیں سرفراز فرمائے اور ان کے بعد ہمیں آزمائشوں میں نہ ڈالے، وہ خلوص کے ساتھ خدا کے وفادار رہے، اپنی ذمہ داریاں بوجہ احسن انجام دیں ان کی ساری تگ و دو اپنے رب کی خاطر تھی اور اپنی بھلائی کیلئے ہی وہ جدوجہد کرتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم نے لکھا ہے کہ جس سرزمین

(اُردن) کو مسلمانوں نے بزورِ تلوار فتح کیا ہے اس کے بارے میں ان کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ وہاں کے باشندوں کو بحال رکھا جائے اور ان پر جزیہ لگا دیا جائے اور وہ زمین کی کاشت کرتے رہیں اور دوسری جماعت کی خواہش ہے کہ چونکہ یہ علاقہ بزورِ شمشیر فتح ہوا ہے اسے مسلمانوں میں بانٹ دیا جائے، اس معاملہ پر میں نے غور کیا......

..... میری رائے ہے کہ مفتوحہ علاقہ کے باشندے (حسبِ معمول) زمین کی کاشت کرتے رہیں کیونکہ وہ زراعت کی مسلمانوں سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور کاشت کا کام اجنبی لوگوں کی نسبت زیادہ عمدہ انجام دے سکتے ہیں، اگر ہم نے باشندوں کو غلام بنالیا تو ہمارے بعد آنیوالی نسلوں کا کون کفیل ہوگا؟ بخدا نہ تو کوئی ذمی ان سے بات روا رکھے گا اور نہ وہ کسی ذمی سے بات کرنے کے لائق ہوں گی اور نہ کسی ذمی کی دولت یا اراضی سے انہیں کوئی نفع پہنچ سکے گا جب تک یہ مسلمان جو انہیں غلام بنائیں گے زندہ ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں گے، جب ہم اور وہ (غلام) مر جائیں گے تو ہماری اولاد ان غلاموں کی اولاد سے متمتع ہوگی اور یہ سلسلہ تاقیامت چلتا رہے گا اور یہ لوگ ہمیشہ اہلِ اسلام کے جب تک اسلام سربلند ہے غلام بنے رہیں گے لہٰذا ان پر جزیہ لگاؤ اور غلام مت بناؤ، کوئی مسلمان ان پر ظلم نہ کرے، نہ ان کو کسی طرح کا نقصان پہنچائے، نہ ان کے مال دولت سے ناجائز طور پر متمتع ہو[1]

قاضی ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) نے اپنی کتاب الخراج میں بھی ایک خط نقل کیا ہے جو باعتبارِ معنی مذکورہ خط سے مشابہ ہے لیکن باعتبار لفظ اور سیاق سباق

---

[1] ازدی ص ۱۲۴-۱۲۵

اس سے بہت مختلف ہے، البذری کے راویوں نے مذکورہ خط کا تعلق اُردُن اور اس کے دیہاتی علاقہ کی تقسیم سے بتایا ہے، کتاب الخراج کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قضیہ شام کی سب سے بڑی جنگ یرموک (۱۵ھ) کے بعد رونما ہوا، مذکورہ بالا خط میں قرآن سے کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی ہے لیکن کتاب الخراج والے میں اراضی کو دولتِ مشترکہ بنانے کی تائید میں قرآنی آیتوں سے مدد لی گئی ہے، اس کے علاوہ کتاب الخراج کے خط کا ایک حصہ جس کا تعلق عیسائیوں کے بڑے تہوار (غالباً ایسٹر) میں جلوس اور صلیبیں نکالنے سے ہے بالکل نیا ہے، صرف یہ حصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

رہا ان کے تہوار (ایسٹر) کے ایام میں صلیبیں نکالنے کا معاملہ تو یہ بلا جھنڈوں کے اگر شہر سے باہر صلیبیں نکالیں جیسا کہ انہوں نے اجازت مانگی ہے تو ان سے تعرض نہ کرو، البتہ شہر کے اندر مسلمانوں کے محلوں یا مسجدوں کے پاس سے صلیبیں نہ نکالی جائیں [۱]

۱۷۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتح فحل کی خوشخبری پاکر:

اس فتح کی خبر سے بہت مسرت ہوئی اور خدا کا شکر ادا کیا، مناسب ہے کہ کچھ عرصہ مفتوحہ سرزمین میں قیام کرو اور لشکر کو آرام پہنچاؤ، اس وقت تک اگلی فوجی مہم موقوف رکھو جب تک سعد بن ابی وقاص عراق جاکر فارسی فوجوں کو ٹھکانے نہ لگادیں ان شاء اللہ ولاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم۔ خدائے بزرگ و برتر کی مدد بغیر کسی کام کا انجام دینا انسان کے بس سے باہر ہے۔[۲]

۱۸۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

---

[۱] ابویوسف (کتاب الخراج مصر ۱۳۵۲ھ) ص ۱۳۹-۱۴۱ [۲] ابن اعثم ص ۱۷۰

فحل سے فارغ ہو کر ابوعبیدہؓ نے اُردن اور بحرِ میت کے جنوب مشرقی علاقہ پر عمرو بن عاصؓ کو گورنر مقرر کیا اور خود خالد بن ولیدؓ کو ساتھ لے کر حمص فتح کرنے روانہ ہوئے، حمص شمالی شام کا ایک کوہستانی صوبہ تھا دمشق سے پانچ دن کی راہ[1] یہاں بہت سے قلعے تھے، صوبہ کے صدر مقام کا نام بھی حمص تھا، اسکے گرد ایک چوڑی فصیل تھی اور مشرق میں ایک مستحکم پہاڑی قلعہ، خالد بن ولیدؓ مقدمۃ الجیش کے لیڈر تھے اور باقی فوج ابوعبیدہؓ کے ساتھ پیچھے پیچھے بڑھتی چلی آرہی تھی، دمشق سے حمص کی راہ پر پہلا قلعہ بند شہر بعلبک تھا وہاں کا گورنر معمولی جنگ کے بعد جزیہ گذار ہوگیا، اس کے بعد جوسیہ کا قلعہ آیا جو حمص کی عملداری میں بیس پچیس میل جنوب میں واقع تھا حمص کے گورنر نے مسلمانوں سے مقابلہ کیلئے یہاں ایک فوج تیار کرلی تھی، لڑائی میں حمص کی فوجیں پسپا ہوئیں، حمص کے قریب پھر ایک زوردار معرکہ ہوا، اس میں بھی حملہ آور جیتے حمص کی فوجوں نے شہر کی فصیل میں پناہ لی، مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور گردو نواح کے ان دیہاتوں پر چھاپے مار کر قابض ہوگئے جہاں سے محصور فوج کیلئے رسد اور خوراک آتی تھی مجبور ہوکر حمص کے گورنر نے جزیہ دیکر صلح کرلی (۱۵ھ[2]) ابوعبیدہؓ فوج کے بڑے حصّہ کے ساتھ حمص میں ٹھہر گئے اور چند رسالے حلب بھیجے جو حمص سے چار دن کی مسافت پر شمال میں اس سڑک پر واقع تھا جو انطاکیہ جاتی تھی حلب کا قلعہ بہت مضبوط اور محفوظ تھا، یہاں سے انطاکیہ، بزنطی قیصر اور سلطان شام کا فوجی مستقر صرف تین دن کی مسافت پر تھا، حلب پر ترکتازی انطاکیہ پر پیشقدمی کی تمہید تھی، ابوعبیدہؓ نے خلیفہ کو حمص کی فتح اور حلب پر ترکتازی کی خبردی تو یہ خط آیا:[3]

تمہارا خط ملا جس میں تم نے تلقین کی ہے[4] کہ میں خدا کا شکر ادا کروں اُن علاقوں کیلئے جو اس نے ہم سے مسخر کرائے، ان قلعوں کیلئے جو اس نے ہم سے فتح

---

[1] یاقوت ۸۰/۴ [2] ازدی ص ۱۲۶-۱۲۷ - [3] یاقوت ۲۱۶/۳
[4] ابوعبیدہؓ کے خط میں ایسا کوئی جملہ نہیں جو شکر کی تلقین پر مشتمل ہو۔

کرائے، ان شہروں کیلئے جن پر اس نے ہمیں قبضہ دلایا اور ان
عنایتوں کے لئے جو اس نے ہم پر اور تم پر کی ہیں، ان سب کیلئے
اس کا بہت بہت شکر گذار ہوں، تم نے لکھا ہے کہ بزنطی قیصر کے
اس علاقہ کی طرف جہاں وہ اور اس کا لشکر ہے رسالے روانہ کر دئے
ہیں، میری رائے میں یہ اقدام صحیح نہیں ہے، رسالے واپس بلالو اور
(حمص میں) ٹھہرے رہو یہاں تک کہ یہ سال گذر جائے اور ہم اگلی
کاروائی کے بارے میں غور کر لیں، خدائے بزرگ و مہربان سے اپنے
تمام معاملات میں مدد کا طالب ہوں[1]

۱۹۔ جَبَلَہ بن اَیہَم کے نام۔

جَبَلَہ بن اَیہَم سرحد شام کے عرب۔ عیسائی قبائل کا آخری غسانی بادشاہ تھا،
جس طرح حیرہ کے لخمی سلاطین شاہنشاہ فارس کے ماتحت تھے اسی طرح عرب۔
شام سرحد کے غسانی رئیس بزنطی قیصر کے دستِ نگر تھے، فارس یا شام پر حملہ
ہوتا تو یہ دونوں سرحدی ریاستیں اپنی اپنی مُرَبّی حکومتوں کی مدد کرتی تھیں،
ابن اعثم کوفی نے اپنی فتوح میں لکھا ہے کہ (ابوبکر صدیق کے عہد میں) شامی
سرحد کی چھوٹی چھوٹی بستیوں پر قابض ہونے کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ
بزنطی قیصر نے جَبَلَہ کی سرکردگی میں چالیس ہزار فوج بھیجی ہے جو دمشق کے باہر مقیم
ہے، ان کے اکابر نے ایک کانفرنس کی جس میں طے پایا کہ لڑنے سے پہلے جَبَلَہ
کو اسلام کی دعوت دی جائے، چنانچہ ایک وفد جَبَلَہ کے پاس گیا، اس نے یہ کہہ
کر وفد کو قیصر کے پاس بھیج دیا کہ اگر اس نے اسلام قبول کر لیا تو میں بھی کلمہ پڑھ لونگا
فتح دمشق اور بقول بعض فتح یرموک اور کچھ راویوں کا بیان ہے کہ صلح ایلیاء کے

---

[1] اندی ص ۱۲۹ ابن اعثم ص ۲۱۸ لفظی کمی بیشی کے ساتھ۔

بعد جب شام میں بزنطی حکومت کی بساط الٹ گئی تو جبلہ اور اس کے قریبی عزیزوں نے مسلمان ہونیکا ارادہ مصمم کر لیا جبلہ نے عمر فاروق رضؓ کو ایک خط لکھا کہ میں اسلام قبول کرنے مدینہ آنا چاہتا ہوں، عمر فاروق رضؓ نے جواب دیا:

آجاؤ، (اسلام قبول کر کے) تمہیں وہی فوائد اور حقوق حاصل ہونگے جو ہمیں ہیں اور تم پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہم پر ہیں۔[1]

۲۰۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتوح الشام کا بیان ہے کہ جب ابو عبیدہؓ فتح دمشق کے بعد حمص کی طرف بڑھے تو انہیں یہ خط بعلبک کے قریب جو دمشق سے تین دن کی راہ پر شمال میں واقع تھا موصول ہوا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے امین الامتہ (ابو عبیدہؓ) کو سلام علیک، میں اس آقا کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمد پر درود بھیجتا ہوں، خدا کے حکم اور اس کی مرضی کو کوئی نہیں بدل سکتا اور جو لوحِ محفوظ میں کافر لکھدیا گیا ہے اسے ایمان نصیب نہیں ہو سکتا، تم کو معلوم ہو کہ جبلہ بن ایہم غسانی اپنے چچازاد بھائیوں اور خاندانی اکابر کے ساتھ ہمارے پاس (مدینہ) آیا میں نے سب کی آؤ بھگت کی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، ان کے اسلام سے مجھے خوشی ہوئی کیونکہ ان کے ذریعہ اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو قوت عطا کی لیکن پردہ غیب میں جو چھپا تھا اس کا حال مجھے معلوم نہ تھا، ہم حج کے لئے (مدینہ سے) مکہ گئے، جبلہ نے بیت الحرام کے سات طواف کئے، دورانِ طواف اس کا تہبند ایک فزاری عرب کے

---

[1] ابن عبدربہ: العقد الفرید، مصر ۱۹۴۰ء ۲/۵۶

زیر قدم آگیا اور وہ کھل کر کندھے سے گر پڑا جبلہ نے تیکھی نظر سے فزاری کو دیکھا اور کہا: تیرا بُرا ہو، تو نے خدا کے گھر میں مجھے ننگا کر دیا! فزاری نے کہا: خدا کی قسم میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا؛ اس کے باوجود جبلہ نے مکا مار کر فزاری کی ناک اور اس کے اگلے چار دانت توڑ دیئے فزاری نے مجھ سے شکایت کی، میں نے جبلہ کو بلوایا اور کہا: تم نے اپنے فزاری بھائی کے کیوں مکّا مارا اور اس کی ناک اور اگلے چار، دانت کیوں توڑ دیئے؟ جبلہ نے کہا: اس نے پیر کے نیچے میرا تہبند دبا کر کھول دیا تھا، خدا کی قسم اگر بیت اللہ کی حرمت کا خیال نہ ہوتا تو اُسے مار ہی ڈالتا میں نے کہا تم نے جرم کا اقبال کیا ہے، اب یا تو وہ تمہیں معاف کر دے یا میں اس کا تم سے بدلہ لوں گا، جبلہ بولا! مجھ سے بدلہ لیا جائیگا، حالانکہ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی عرب! میں نے کہا! تم دونوں مسلمان ہو، تم صرف اچھی سیرت سے ہی اس پر فوقیت پا سکتے ہو، جبلہ نے مجھ سے اگلے دن تک کی مہلت مانگی، میں نے فزاری سے پوچھا تو وہ مہلت دینے کو تیار ہو گیا، جب رات ہوئی تو جَبَلَہ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر شام کی طرف کلب الطّاغیہ (بزنطی قیصر) کے پاس نکل بھاگا، مجھے امید ہے کہ خدا نے چاہا تو وہ تمہارے ہاتھ لگے گا حمص فتح کر کے ٹھہر جانا، آگے پیشقدمی نہ کرنا، اگر حمص کے باشندے (جزیہ کے بالمقابل) صلح کر لیں تو خیر ورنہ ان سے لڑنا اور اپنے جاسوس انطاکیہ (قیصر کے ہیڈ کوارٹر) بھیجنا اور شام کے نصرانی عربوں سے چوکنا رہنا، والسلام علیک وعلی جمیع المسلمین[1]۔

---

[1] فتوح الشام ۲/۲۰۔ خط کا مضمون ادب اور تاریخ کی متعدد کتابوں میں بطور قصہ بیان ہوا ہے دیکھو ابن جبیر (مصر ۱۹۱۳ء) ۱/۱۸۸، ابو الفداء (تاریخ مصر طبع اوّل) ۲/۱۶۱-۱۶۲، بلاذری (فتوح البلدان مصر ۱۳۱۹ھ) صد ۱۴۲۔

ابن اعثم کوفی کی رائے ہے کہ جبلہ کے ارتداد کا واقعہ ۱۳ھ میں نہیں جیسا کہ فتوح الشام میں تصریح کی گئی ہے بلکہ ۱۶ھ میں فتح بیت المقدس کے بعد پیش آیا تھا۔ ابن واضح یعقوبی نے بھی ۱۶ھ کی تائید کی ہے لیکن وہ ایک نئی بات یہ لکھتا ہے کہ جبلہ نے عمر فاروق رضؓ سے بیت المقدس کی صلح کے بعد ملاقات کی اور کہا کہ جزیہ دینا تو میرے لئے توہین آمیز ہے، اگر آپ زکاۃ لینا پسند کریں تو میں آپ کی سیاسی ماتحتی قبول کر سکتا ہوں، عمر فاروقؓ اس کے لئے تیار نہیں ہوئے جبلہ شام چھوڑ کر اپنے تیس ہزار ماتحتوں اور کنبہ والوں کے ساتھ قیصر کے پاس چلا گیا[۱]

طبقات ابن سعد کا بیان مذکورہ بالا سارے اقوال سے مختلف ہے، اس کی رو سے جبلہ عہد نبویؐ میں مسلمان ہو گیا تھا، طبقات کے بیان سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جبلہ کے ارتداد کا واقعہ مدینہ میں نہیں بلکہ دمشق میں پیش آیا تھا اور اس کا محرک عمر فاروقؓ کا فیصلہ نہیں تھا جیسا کہ خط نمبر ۲ میں ان کی زبانی نقل کیا گیا ہے، طبقات کے راوی بتلاتے ہیں کہ عمر فاروقؓ کی خلافت میں جب دمشق فتح ہوا تو ایک دن جبلہ کا پیر شہر کے بازار سے گذرتے وقت ایک عرب پیر پر پڑ گیا، اس نے طیش میں آکر جبلہ کے منہ پر چانٹا مار دیا جبلہ کے آدمی عرب کو پکڑ کر ابو عبیدہؓ کے پاس لے گئے، انہوں نے فیصلہ دیا کہ عرب کے بھی چانٹا مارا جائے، اس فیصلہ پر جبلہ کو سخت غصہ آیا، اس کی رائے تھی کہ عرب کو قتل کیا جائے یا اس کا ہاتھ کاٹا جائے، ابو عبیدہؓ اس کے لئے تیار نہیں تھے، جبلہ بگڑ کر عیسائی ہو گیا اور اپنے سارے خاندان اور ماتحتوں کے ساتھ جلا وطن ہو کر بزنطی قیصر کی قلمرو میں چلا گیا[۲]

۲۱- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

سیف بن عمر کی رائے ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں حمص کی فتح کے بعد

۱۔ یعقوبی (تاریخ نجف ۱۳۵۸ھ) ۲/۲۵ ۲۔ ابن سعد (طبقات بیروت ۱۹۵۷ء) ۱/۲۶۴۔

(غالباً نئی جنگی تیاری کیلئے) ہرقل اپنا ہیڈ کوارٹر انطاکیہ چھوڑ کر شام سے متصل صوبہ میسوپوٹامیہ (جزیرہ) کے پایۂ تخت رُہا چلا گیا تھا، ابو عبیدہؓ نے فتح حمص کی خوشخبری والے خط میں ہرقل کی اس نقلِ مکانی کی بھی خلیفہ کو خبر دی، جواب میں انہوں نے لکھا:

تم حمص میں ٹھہرے رہو اور شام کے ان (عیسائی) عرب قبیلوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دو جو طاقتور اور بہادر ہوں، اطمینان رکھو خدا نے چاہا تو برابر تمہارے پاس رسد بھیجتا رہوں گا[1]

۲۲۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

حسب تصریح فتوح الشام ابو عبیدہؓ دمشق فتح کر کے شمالی شام مسخر کرنے نکلے، بعلبک اور حمص کے گورنروں کو جزیہ گذار بناتے ہوئے حمص آئے، ان کا آنا اتنا اچانک ہوا کہ حمص کا گورنر مقابلہ کی کوئی مناسب تیاری نہ کر سکا، اس کے مشیروں نے رائے دی کہ مسلمانوں سے ایک سال کیلئے جزیہ کا معاہدہ کر لیجئے اور اس اثناء میں مناسب تیاری کر کے ان کا مقابلہ کیجئے، گورنر نے معاہدہ کر لیا، وہ خود حمص کے باہر ٹھہر گئے اور کچھ رسالے خالد بن ولیدؓ کی کمان میں حلب اور قنسرین جو شام کا سرحدی علاقہ تھا فتح کرنے بھیجے، خالد کے سوار حلب اور قنسرین کے دیہاتوں میں ترکتاز کرنے لگے، قنسرین کے گورنر نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ حملہ آوروں سے جزیہ کا عارضی معاہدہ کر لے اور پھر خوب تیار ہو کر اور قیصر کی کمک سے اپنی طاقت بڑھا کر مسلمانوں سے لڑے، گورنر حمص کیطرح وہ بھی جزیہ گذار ہوگیا (ذوالقعدہ ۱۴ھ)، ان معاہدوں سے اسلامی فوجیں معطل ہوگئیں خلیفہ کے پاس بہت دن تک نہ تو ابو عبیدہؓ کا کوئی خط آیا اور نہ کسی نئی فتح کی خوشخبری، انہوں نے یہ محسوس کر کے کہ مسلمان آرام طلب ہو گئے ہیں اور جہاد سے گریز کر رہے ہیں، ابو عبیدہؓ کو لکھا:

---

[1] طبری ۱۵۴/۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبد اللہ عمر بن الخطاب امیر المومنین کی طرف سے امین الامۃ ابو عبیدہ عامر بن جراح کو، سلام علیک، میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں اور تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اپنے ظاہر و باطن میں خدائے عزوجل سے ڈرو اور اس کی معصیت سے بچتے رہو، تمہیں اس بات سے بھی ڈراتا اور منع کرتا ہوں کہ تمہارا طرز عمل ان لوگوں کا سا ہو جائے جن کے بارے میں خدا کہتا ہے: اے نبی کہدو کہ اگر تمہیں اپنے باپ بیٹے، بھائی، بیویاں اور عزیز و اقارب، اپنی کمائی ہوئی دولت اپنی تجارت جس کے گھٹنے کا تمہیں ڈر ہے اور اپنے پسندیدہ مکان خدا، اس کے نبیؐ اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں تو خدا کے عذاب کا انتظار کرو، بلاشبہ نافرمانوں کو خدا سیدھا راستہ نہیں دکھاتا۔ قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال ن اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ و اللہ لا یھدی القوم الفاسقین (توبہ) خدا کی درود ہو خاتم النبیین اور امام المرسلین پر و الحمد للہ رب العالمین [1]

۲۳۔ ابو عبیدہ بن جراح کے نام۔

حسب روایت فتوح الشام حلب کے باشندوں نے ابو عبیدہؓ سے صلح کر لی تھی، حلب کے باہر ایک نہایت مضبوط پہاڑی قلعہ تھا جس میں ضلع کا بزنطی گورنر رہتا تھا، حلب کی صلح اس کی مرضی کے خلاف تھی، وہ قلعہ میں محصور ہو گیا، چار پانچ ماہ تک قلعہ کا محاصرہ رہا، بزنطی قلعہ سے پتھر باری کرتے اور رات میں مسلمانوں

---

[1] فتوح الشام (مصر) ۶۶/۱

پر شب خون مارتے، قلعہ فتح ہونے کی کوئی صورت نہیں نکلی، ابو عبیدہؓ اور مسلمان پڑے پڑے اُکتا گئے، ابو عبیدہؓ نے بہت دن تک خلیفہ کو خط بھی نہیں لکھا، وہ منتظر تھے کہ قلعہ فتح ہو تو لکھیں، عمر فاروقؓ نے سخت پریشانی کے عالم میں یہ خط بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، ابو عبیدہؓ تمہارا خط نہ آنے اور تمہاری خیریت نہ معلوم ہونے سے بڑی بے چینی ہے اپنے مسلمان بھائیوں کی فکر سے جسم کو روگ سا لگ گیا ہے، رات دن تمہارا خیال لگا رہتا ہے، سمجھ میں نہیں آتا تمہارا قاصد اور خط کیوں نہیں آتا، ایسا معلوم ہوتا ہے تم چاہتے ہو کہ صرف فتح اور غنیمت کی خوشخبری کیلئے خط لکھو، ابو عبیدہ اگرچہ میں بہت دُور ہوں مگر میرا دل تمہارے پاس ہے ہر وقت تمہاری عافیت کیلئے دعا کرتا ہوں، دل تم سب کی خیریت کیلئے ایسا بے چین ہے جیسے پریشان ماں کا اپنے بچہ کے لئے میرا یہ خط پڑھ کر ایسے اقدامات کرو کہ اسلام کو تقویت پہنچے اور مسلمانوں کے ہاتھ مضبوط ہوں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ[1]

۲۴- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتوح الشام کے راویوں کا بیان ہے کہ حلب کے بیرونی قلعہ کا چار پانچ ماہ تک محاصرہ کرنیکے باوجود جب مسلمان اسے فتح نہ کر سکے تو انہوں نے طے کیا کہ محاصرہ اٹھا کر حلب چلے جائیں تاکہ قلعہ کے محصور گورنر کو باہر نکلنے کا حوصلہ ہو اور کھلے میدان میں اس سے لڑنے کی صورت نکل آئے، حلب پہنچ کر ابو عبیدہؓ نے قنسرین کی فتح، حلب کی صلح، شام کے سرحدی شہروں پر ترکتاز نیز حلب کے بیرونی قلعہ سے ہٹنے کی خلیفہ کو خبر دی تو یہ جواب آیا:

۱- فتوح الشام (مصر) ۱/۱۵۶

تمہارے سفیر خط لے کر پہنچے تمہیں دشمن پر جو فتوحات حاصل ہوئیں ان کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی، جو لوگ شہید ہوئے ان کا بھی علم ہوا، تم نے لکھا ہے کہ میں حلب کا محاصرہ چھوڑ کر انطاکیہ اور حلب کے درمیانی علاقہ میں آگیا ہوں میرے خیال میں تمہارا یہ اقدام صحیح نہیں ہے، تم ایسے شخص کو چھوڑ کر جس کا علاقہ اور صدر مقام (حلب) فتح کر چکے ہو الگ ہٹ گئے ہو اور اب یہ خبر ہر طرف مشہور ہو گی کہ تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری دھاک گھٹے گی اور اس کی ساکھ بڑھیگی اور ان لوگوں کو تم سے لڑنے کا حوصلہ ہوگا جو ڈرے بیٹھے ہیں، بزنطی لشکر کے خاص و عام تم سے لڑنے کی پھر جراُت کریں گے، گورنر کے جاسوس واپس آکر اسے تمہارے حالات سے مطلع کر دیں گے اور شام کے ارباب حکومت تمہاری اس پسپائی سے حوصلہ پاکر تم سے جنگ کیلئے باہم خط و کتابت کرنے لگیں گے اسلئے اس وقت تک گورنر سے لڑتے رہو جب تک خدا اسے قتل نہ کر دے یا اسے تمہارے قبضہ میں نہ دیدے یا صلح و شکست کا فیصلہ نہ کر دے بیشک وہ بہترین فیصلہ کرنیوالا ہے، میدانوں پہاڑوں دشوار گذار زمینوں اور تنگ وادیوں میں رسالے پھیلا دو اور فرات کے حدود میں چھاپے مارو، وہاں کے جو لوگ (جزیہ دیکر) صلح کرنا چاہیں ان سے صلح کر لو، میں تمہیں اور سارے مسلمانوں کو خدا کی امان میں دیتا ہوں، اس خط کیساتھ حضرموت اور یمن کے عرب، موالی، پیادے اور سواروں پر مشتمل ایک فوج بھیج رہا ہوں جو راہِ خدا میں جان دینے کی خواہشمند ہے، اسکے علاوہ مزید کمک برابر تمہارے پاس پہنچتی رہے گی، انشاء اللہ والسلام[1]

---

[1] فتوح الشام (مصر) ۱/۱۴۰

۲۵- ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

رجب ۱۵ھ میں حمص پر مسلمانوں کی فتح کے بعد بزنطی قیصر نے انہیں ملک سے نکال لینے کی ایک آخری زبردست کوشش کی جو جنگِ یرموک کے نام سے مشہور رہے، اس جنگ میں مسلمان شکست سے بال بال بچے، عرب راویوں نے ان کی مجموعی تعداد تینتالیس ہزار اور بزنطیوں کی چار لاکھ بتائی ہے یعنی دونوں میں ایک اور نو کی نسبت تھی، سپہ سالار ابو عبیدہؓ نے خلیفہ کو لکھا: ہمارے جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ ہرقل نے انطاکیہ (ہیڈکوارٹر) میں اپنی قلمرو کے تمام صوبوں سے لشکر بلا لئے ہیں اور ایک بہت بڑی فوج ہر قسم کے سامان سے لیس جمع کی ہے، ایسی فوج آج تک بڑے بڑے بادشاہ کبھی فراہم نہ کر سکے تھے۔ ہم پر جلد حملہ ہونیوالا ہے ہم نے یہ خبر پاکر صورتِ حال کا جائزہ لیا اور طے کیا کہ حمص چھوڑ دیا جائے، اس میں شک نہیں کہ وہاں کا قلعہ مستحکم ہے لیکن مقامی باشندوں پر ہمیں اعتماد نہیں تھا، اس کے علاوہ ہمارا لشکر اور وسائل بھی اس پایہ کے نہ تھے کہ غنیم سے ٹکر لیتے، بنابریں ہم اہل و عیال کیساتھ دِمشق آگئے ہیں اور آپ سے مدد کے طالب ہیں[1]

عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کے مہاجر، انصاری اور تابعی ساتھیوں نیز دوسرے مجاہدوں کو، سلام علیکم، میں اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، مجھے معلوم ہوا کہ تم حمص چھوڑ کر دمشق روانہ ہوگئے ہو اور وہ سرزمین جو خدا نے تمہیں عنایت کی تھی دشمن کے لئے چھوڑ کر چلے آئے ہو، مجھے تمہاری یہ بات پسند نہیں آئی اور میں نے تمہارے سفیر

---

[1] ازدی ص ۱۳۵

سے پوچھا کہ آیا یہ کام سب کی رائے سے ہوا تو اس نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ فوج کے اکابر اور پختہ کار لوگوں بلکہ اکثر فوج کی رائے سے یہ قدم اٹھایا گیا ہے، تب میں نے محسوس کیا کہ جس کام میں اللہ عزوجل تم سب کو متفق الرائے کردے اس میں ضرور دنیا اور آخرت کی بہتری اور بھلائی مضمر ہوگی، اس احساس نے میری ناپسندیدگی اور ناراضگی کم کردی، تمہارے ایلچی نے رسد مانگی ہے (اطمینان رکھو) میرا یہ خط وصول ہونے سے پہلے انشاء اللہ تمہارے پاس رسد پہنچ جائے گی، لیکن تمہیں یہ بات یاد رہے کہ (رسول اللہ کے عہد میں) ہم دشمن کی بڑی فوج کو اپنی بڑی فوج سے شکست نہیں دیتے تھے اور نہ خدا ہماری بڑی فوج کی وجہ سے ہم پر فتح نازل کرتا تھا بلکہ اکثر خدا دشمن کی بڑی فوج کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا تھا جس کے نتیجہ میں وہ شکست کھاتی اور اس کی زیادہ تعداد اسے کچھ فائدہ نہ پہنچاتی، اکثر خدا چھوٹی فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے، دعا ہے کہ خدا اپنے اور تمہارے مشرک دشمن پر تمہیں فتح عطا کرے اور اس پر تباہی اور عذاب نازل کرے، والسلام علیکم [1]

۲۶- ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

سپہ سالار ابوعبیدہؓ کو یرموک میں (جہاں وہ اور دوسرے شامی سالار بزنطین کا مقابلہ کرنے جمع ہوئے تھے) معلوم ہوا کہ بزنطی فوج جو ان سے لڑنے اور بزعم خود انہیں ملک سے نکالنے آرہی تھی، اس کی تعداد کئی لاکھ ہے اور اس میں بزنطی قلمرو کے ہزاروں مذہبی رہنما کچھ تو جہاد کی خاطر اور کچھ فوج میں قومی اور مذہبی جوش پیدا کرنے کے لئے شامل ہوگئے ہیں، یہ تعداد مسلمانوں کی توقع سے بہت زیادہ

---

[1] ازدی ص۱۵۱، ابن اعثم ص۲۲۸-۲۲۹ لفظی فرق کے ساتھ

تھی، ان پر ہراس طاری ہوگیا، وہ خود چالیس ہزار یا اس کے لگ بھگ تھے، ...
کمانڈر ان چیف نے مشیروں کی رائے سے عمر فاروقؓ کو یہ ارجنٹ خط لکھا:
بزنطیوں نے سمندر اور خشکی سے ہمارے اوپر یورش کر دی ہے اور ہر اس مرد کو فوج میں بھرتی کر لیا ہے جو ہتھیار چلانے کے قابل ہو، ان کے ساتھ بشپ اور پادری بھی ہیں اور راہب جہاد کیلئے عبادت گاہوں سے نکل کر فوج کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں، قیصر نے آرمینیہ، اور میسوپوٹامیہ (جزیرہ) کے صوبوں سے بھی فوجیں حاصل کی ہیں اور کل فوج کی تعداد چار لاکھ کے قریب ہے، جب مجھے ان حقائق کا علم ہوا تو میں نے مناسب نہ سمجھا کہ مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھوں یا حقیقت سے بیخبر، صورتِ حال سے مطلع کر کے جب میں نے ان سے مشورہ کیا تو ان کی رائے ہوئی کہ سب لوگ شام کے کسی الگ تھلگ حصہ میں چلے جائیں اور اپنی فوج کو جو ادھر اُدھر بکھری ہوئی ہے جمع کر لیں، پھر جب آپ کے پاس سے کمک آ جائے تو دشمن سے لڑنے کیلئے جائیں، امیر المومنین بہت جلدی کیجئے اور فوج در فوج بھیجئے، اگر ایسا نہ ہوا اور مسلمان یہاں (یرموک) پڑے رہے تو سمجھ لیجئے وہ ہلاک ہوئے اور اگر وہ ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا، ان کا مدِ مقابل ایک ایسا غنیم ہے جس سے عہدہ بر آ ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے اِلّا یہ کہ خدا ان کی مدد کے لئے فرشتے بھیجے یا خود کوئی فوج لے کر آئے۔

جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھا:
اخو ثمالہ (عبداللہ بن قرط) تمہارا خط لے کر آیا، تم نے لکھا ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں پر سمندر اور خشکی کی راہ سے یورش کی ہے اور اپنے پادریوں اور راہبوں کو تم سے لڑانے لائے ہیں، بلا شبہ ہمارے مالک کو جس کی ہم ستائش کرتے ہیں اور جو ہمارا مشکل کشا ہے جس ذاتِ گرامی نے ہم پر احسان کئے ہیں اور جو ہمیشہ ہمیں اپنی نعمتوں سے نوازتا رہا ہے ان پادریوں اور راہبوں کی موجودگی کا اسوقت

علم تھا جب اس نے محمدؐ کو برحق مبعوث کیا، فتوحات سے ان کی عزت افزائی کی اور دشمن کے دلوں کو مرعوب کر کے ان کی مدد فرمائی جس نے فرمایا اور اس کا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا: "یہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سارے دینوں پر غالب بنا دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناپسند ہو" هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون ۝ (توبہ) لہٰذا بزنطیوں کی کثرتِ فوج سے ہرگز ہراساں نہ ہو کیونکہ خدا ان کی مدد نہیں کریگا اور جس کی خدا مدد نہ کرے اس کیلئے فوج کی کثرت بے کار ہوتی ہے، ایسے شخص کو خدا اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے، تم اپنی قلت سے بھی مت گھبراؤ کیونکہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ کبھی کم نہیں ہوتا، پس جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن کا تم سے مقابلہ ہو اور خدا کی مدد سے تمہیں فتح حاصل ہو، وہی بہترین محافظ، سرپرست اور مددگار ہے، تمہارے ان الفاظ سے مجھے تعجب ہوا کہ اگر مسلمان دشمن کے سامنے ٹھہرے رہے تو سمجھ لیجئے وہ تباہ ہوئے اور اگر دشمن سے ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے ان کا دین ایمان گیا کیونکہ ان سے ایک ایسا غنیم لڑنے آیا ہے جس سے عہدہ برآ ہونا ان کے بس سے باہر ہے الّا یہ کہ خدا فرشتے بھیج کر ان کی دستگیری فرمائے، یا خود لشکر لے کر آئے، خدا کی قسم، اگر تم یہ کلمہ استثناء نہ لکھتے تو بُرا کرتے، میری جان کی قسم اگر مسلمان ان کے سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہوئے (تو ان کی قربانی ضائع نہیں ہوگی) بلاشبہ خدا انہیں عمدہ انعام دیگا، خدائے بزرگ و برتر کہتا ہے: ان میں سے کچھ مر گئے

اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداریوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی، بڑے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں شہادت کی نعمت حاصل ہوا فمنھم من قضی نحبہ و منھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب) سمجھدار مسلمانوں کے لئے وہ جانباز اچھی مثال بن سکتے ہیں جو رسول اللہ کی لڑائیوں میں ان کے گرد لڑتے ہوئے مارے گئے، جو رسول اللہ اور اسلام کی خاطر لڑے وہ نہ تو کبھی بے بس ہوئے اور نہ موت سے ڈرے، رسول اللہ کے بعد جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا موت سے خائف نہیں ہوئے، نہ مصیبتوں کے سامنے انہوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انہوں نے اپنے پیش روؤں کی مثال سامنے رکھی اور ان لوگوں سے جہاد کیا جنہوں نے ان کی مخالفت کی یا اسلام قبول کرنے کو تیار نہیں ہوئے خدا نے صبر کرنیوالوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ایسے کتنے ہی نبی گذرے ہیں جن کے ساتھ بہت سے خدا پرست جنگ میں شریک ہوئے جنہوں نے جنگ کی مصیبتوں میں نہ تو کسی کمزوری کا اظہار کیا نہ دشمن کے سامنے گھٹنے ٹیکے (بلکہ صبر کیا) اللہ صبر کرنیوالوں کی قدر کرتا ہے، (جنگ کے مصائب میں) ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے: مالک ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری بے اعتدالیوں سے درگذر فرما، دشمن کے مقابلہ میں ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافر قوم پر فتح عطا کر، اللہ نے انہیں دنیا اور آخرت کے عمدہ انعام سے نواز، اللہ نکوکاروں کا قدر دان ہے، وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ، وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین وما کان قولھم الا ان قالوا: ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت

اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین، فآتاهم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الآخرة واللہ یحب المحسنین۔ (آل عمران) ان آیتوں میں ثواب دنیا فتح اور غنیمت ہے، ثواب آخرت مغفرت اور جنت ۔ میرا یہ خط لوگوں کو سنانا اور تاکید کرنا کہ اسلام کی سربلندی کیلئے مردانہ وار لڑیں اور سخت سے سخت مشکلوں کو برداشت کریں، خدا ان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز کرے گا، تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ایسے لشکر سے ہے جس سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے تو خدائے قوی میں تو ہے، ہمارا مالک ان کو برابر شکست دینے پر قادر رہا ہے، خدا کی قسم، اگر دشمن سے ہم اپنے بل بوتے پر لڑا کرتے تو وہ مدت کے ہمیں تباہ کر چکے ہوتے۔ ہم تو اپنے مالک خدا کے بھروسہ پر لڑتے ہیں اور اپنے بل پر بالکل اعتماد نہیں کرتے اور اسی سے نصرت و رحمت کی التجا کرتے ہیں، انشاء اللہ تم بہر صورت کامیاب ہوگے، ضرورت اس بات کی ہے کہ خدا کے لئے قربانی کی سچی لگن تمہارے دل میں ہو اور اپنی ہر مشکل میں اسی سے لَو لگاؤ، صبر کرو اور دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو اور رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے تم کامیاب ہوگے اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون[1] (نساء)

اس خط میں کمک بھیجنے کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن فتوح ابن اعثم میں اس خط کا جو خلاصہ دیا گیا ہے اس میں تصریح ہے کہ عمر فاروق رض نے اپنے خط کے آخر میں کمک بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اور تین ہزار سوار روزانہ کئے تھے[2] فتوح الشام کا بیان ہے کہ کمک سات ہزار سواروں پر مشتمل تھی[3]

۲۷۔ خط کی دوسری شکل۔

---

[1] ازدی صفحہ ۱۶۳-۱۶۴ [2] صفحہ ۲۲۴ [3] جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے امین الامۃ ابو عبیدہؓ اور مہاجرین وانصار کو، سلام علیکم، اس خدا کا سپاسگذار ہوں جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، واضح ہو کہ تمہارے لئے خدا کی مدد ہماری مدد سے بہتر ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ فوج کی کمی بیشی پر فتح وشکست کا مدار نہیں ہوتا بلکہ خدا کی مدد پر ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے: تمہاری فوج چاہے کتنی زیادہ ہو تمہارے بالکل کام نہیں آئے گی اور خدا بلاشبہ مومنوں کے ساتھ ہے۔ ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت وان اللہ مع المومنین۔ اللہ اکثر کم فوج کو بڑی فوج پر فتح عطا کرتا ہے فتح اور کامرانی کا دینے والا صرف خدا ہے، وہ فرماتا ہے: ان میں کچھ مر چکے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے اپنی وفاداری میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم ینتظر وما بدلوا تبدیلا (احزاب) کتنے خوش نصیب ہیں خدا کے دین کیلئے شہید ہونیوالے! کتنے خوش نصیب ہیں صرف خدا پر بھروسہ کرنیوالے! ان مسلمانوں سے جو تمہارے ساتھ ہیں دشمن کا مقابلہ کرو۔ تمہارے سامنے ان مسلمانوں کی مثال ہے جو رسول اللہؐ کی جنگوں میں مارے گئے، جنہوں نے بہت سے معرکے لڑے لیکن دشمن کے سامنے ہمت نہ ہاری تھی کہ خدا کی خاطر انہوں نے جان قربان کردی، خدا کی خاطر مرنے سے کبھی خائف نہیں ہوئے جنہوں نے اس کی خوشنودی کیلئے جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا، جن کی زبان پر لڑتے وقت یہ الفاظ تھے: مالک، ہماری خطائیں اور بے اعتدالیاں معاف کر، میدانِ جنگ میں ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں پر ہمیں فتح عطا کر۔ ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا

وانصرنا علی القوم الکفرین (آل عمران) ان کی قربانی کے صلہ میں خدا نے انہیں دنیا میں بھی انعام دیا اور آخرت میں بھی، خدا نکوکاروں کا قدردان ہے میرا یہ خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنا دینا اور انہیں تاکید کرنا کہ خدا کی خاطر لڑیں اور یہ آیت قرآنی ان کے سامنے تلاوت کرنا: ایمان والو، صبر کرو اور دشمن سے ڈٹ کر مقابلہ کرو، رسالے تیار رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو امید ہے کامیاب ہوگے یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ والسلام علیک و برکاتہ[1]

۲۸- خط کی تیسری شکل۔

تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے مجھ سے کمک طلب کی ہے میں تمہاری توجہ اس ہستی کی طرف مبذول کراتا ہوں جس کی کمک انسانی کمک سے زیادہ طاقتور اور جس کا لشکر انسانی لشکر سے جلد تر آنیوالا ہے اور وہ ہستی ہے خدا، اسی سے مدد طلب کرو، بدر کے معرکہ میں جس فوج سے محمدؐ کو فتح حاصل ہوئی وہ تم سے کم تعداد تھی، میرا خط پاکر بزنطیوں سے لڑو اور پھر کمک کیلئے خط نہ لکھنا۔[2]

۲۹- خط کی چوتھی شکل۔

واضح ہو کہ مسلمان پر چاہے کتنی سخت مصیبت آئے خدا اس کے بعد ضرور اُسے عافیت سے بہرہ ور کرتا ہے، ایک مصیبت دو عافیتوں (شہادت اور جنت) پر ہرگز غالب نہیں آسکتی، اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے؛ اے ایمان والو، صبر کرو، دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہو رسالے تیار رکھو اور خدا سے ڈرو، امید ہے تم کامیاب ہوگے۔ یا ایھا الذین

---

[1] فتوح الشام (مصر) ۱/۱۰۵

[2] ابن جوزی (تاریخ عمر بن خطاب مصر) صـ۹۵، ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۳

آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

ہمارے ماخذوں میں سے کسی ایک نے بھی صاف صاف تصریح نہیں کی ہے کہ یہ خط یرموک کے موقع پر آیا تھا، صرف ابن عساکر نے اسے جنگ یرموک کے ضمن میں نقل کیا ہے، موطا امام مالک میں خط سے پہلے یہ الفاظ ہیں:[۱] ابوعبیدہؓ نے عمرؓ کو لکھا کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر جمع ہوا ہے جس کی وجہ سے میں متفکر ہوں، کتاب الخراج کی عبارت ہے: اہل شام نے ابوعبیدہؓ کو گھیر لیا تھا جس سے وہ سخت مصیبت میں تھے، لسان العرب میں ہے: عمر فاروقؓ نے ابوعبیدہؓ کو لکھا جب رومیوں نے انہیں گھیر لیا تھا، شام کی فتوحات میں یرموک کا معرکہ سب سے زیادہ سخت تھا جس میں مسلمانوں کی فوجی پوزیشن بے حد تشویشناک تھی، بعض عرب تاریخ نگاروں نے تصریح کی ہے کہ اسلامی اور بزنطی فوجوں میں ایک اور نو یا ایک اور آٹھ کی نسبت تھی، بنابریں اس بات کا قرینہ ہے کہ مذکورہ خط اسی موقع پر صادر ہوا ہو۔

۳۰۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

جنگ یرموک میں مسلمانوں کیلئے کئی مرحلے بڑے سخت آئے ایک بار تو دشمن کی فوجیں ان کی صفوں کو درہم برہم کرتی ان کے کیمپ میں گھس پڑیں جہاں عورتیں اور بچے تھے، لیکن بالآخر فتح ان ہی کو نصیب ہوئی، ابوعبیدہؓ نے فتح کا مژدہ مدینہ بھیجا تو عمر فاروقؓ نے لکھا:

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابوعبیدہ بن جراحؓ کو، سلامٌ علیک میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تمہارا خط آیا، یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ خدا نے مشرکین کو ہلاک کردیا

---

[۱] موطا (مالک دہلی ۱۳۰۷ھ) ص ۱۶۷، ابویوسف ص ۱۴۸، ابن عساکر ۱/۱۵۹ - ۱۶۰، لسان العرب (ابن منظور بیروت ۱۹۵۵ء) ۴/۵۷۳ چاروں میں لفظی اختلاف کے ساتھ لسان العرب میں لن یغلب عسر یسرین پر خط ختم ہو جاتا ہے۔

مومنوں کو فتح عطا کی اور اپنے فدائیوں اور فرمانبرداروں کو عنایتوں سے نوازا، خدائے پاک کا ان مہربانیوں کے لئے شکرگذار ہوں اور ان نوازشوں کو شکر کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا ملتجی، واضح ہو کہ تمہیں اپنی تعداد قوت یا سامان کے ذریعہ فتح حاصل نہیں ہوئی بلکہ خدا کی مدد، احسان اور کرم سے ہوئی ہے، وہی صاحبِ مقدرت ہے، وہی صاحبِ نوازش ہے، وہی صاحب فضلِ عظیم ہے، مقدس ہے وہ بہترین خالق، تعریف کا مستحق ہے وہ ساری دنیا کو پالنے والا فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العلمین۔ والسلام[۶۱]

۴۱- خط کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے اپنے گورنر شام کو سلام علیک، اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ خدا نے اپنی مدد سے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور دشمنوں کو ہرایا، یہ خط پاکر مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دو، ان لوگوں کو خاص طور پر زیادہ دو جنہوں نے جنگ میں نمایاں خدمت انجام دی ہے، کوئی حقدار اپنے حق سے محروم نہ رہے مسلمانوں کی دیکھ بھال کرتے رہو، جنگ میں ان کے صبر و استقلال نیز خدمات کیلئے ان کا شکریہ ادا کرو، جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو حتیٰ کہ میں نئے اقدامات کیلئے ہدایت بھیجوں، والسلام علیک وعلیٰ جمیع المسلمین[۶۲]

۴۲- مسلمانوں کے نام:-

---

۶۱ ازدی ص۲۲۱، اس سے ملتا جلتا خط ابن اعثم نے بھی نقل کیا ہے۔

۶۲ فتوح الشام (مصر) ۱/۱۳۸۔

یعقوبی نے یرموک کے مالِ غنیمت سے متعلق مندرجہ ذیل خط نقل کیا ہے جو مذکورہ بالا (ما ۳۱) کی تعلیق ہے:

بیت المقدس کی فتح تک (یرموک کا مالِ غنیمت) جوں کا توں رہنے دو۔[1]

۳۲۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

حسب تصریح فتوح الشام منسوب بواقد ابو عبیدہؓ نے یرموک کا مالِ غنیمت فوج میں تقسیم کر دیا، مسلمانوں کے پاس دو قسم کے گھوڑے تھے: اصیل (خالص عربی) اور دوغلے (جن کا باپ عربی اور ماں غیر عربی تھی) ابو عبیدہ نے اصیل گھوڑوں کو دو دو حصے دیئے اور دوغلوں کو ایک ایک، اس امتیازی برتاؤ پر ان لوگوں نے اعتراض کیا جن کے پاس دوسری قسم کے گھوڑے تھے سپہ سالار نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ کی مثال ہے۔ انہوں نے بھی یہ امتیاز برتا تھا احتجاج کرنے والے اب بھی مطمئن نہیں ہوئے، ابو عبیدہؓ نے عمر فاروقؓ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:-

تم نے رسول اللہ کی سنت اور حکم کے عین مطابق عمل کیا، عربی گھوڑے کو دوہرا حصہ ہی دو اور دوغلے کو اکہرا، واضح ہو کہ رسول اللہ نے اصیل اور دوغلے میں جنگ خیبر کے موقع پر امتیاز برتا تھا اور دوغلے کو مالِ غنیمت کا ایک حصہ دیا تھا اور اصیل کو دو۔[2] تحقیقی رائے یہ ہے کہ رسول اللہ نے پیدل سپاہی کو ایک اور سوار کو دو حصے دیئے تھے اور اصیل و دوغلے میں کوئی امتیاز نہیں برتا تھا کیونکہ غذائی ضرورت دونوں کی یکساں تھی امام شافعی نے اصیل اور دوغلے میں امتیاز کرنے والی حدیث کو مرسل قرار دیا ہے (دیکھو سنن کبریٰ بیہقی، حیدرآباد ۱۳۵۲ھ) ۳۲۶/۲-۳۲۸-

۳۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

یرموک کے بعد ابو عبیدہ اور خالد بن ولیدؓ شکست خوردہ رومیوں کا پیچھا کرتے

---

[1] تاریخ (نجف) ۱۷۰/۲ [2] فتوح الشام (مصر) ۱۴۸/۱ -

ہوئے شام کے شمالی صوبہ حمص پہنچے۔ حمص کے گورنر نے کہا کہ ہم اپنے معاہدہ پر قائم ہیں لہٰذا ان سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ حمص کی عملداری میں کئی اہم قلعے اور شہر تھے، ابوعبیدہ اور خالدؓ انہیں فتح کرنے نکلے، پہلے قنسرین کو جو حمص سے پانچ دن کی راہ پر شمال میں ایک بڑا قلعہ تھا، جزیہ گزار بنایا۔ اس کے بعد حلب پر چڑھائی کی جو قنسرین سے ایکدن کی راہ پر شمال میں بڑا مشہور اور بیحد مضبوط قلعہ تھا۔ اس کا گورنر بھی جزیہ دینے کو تیار ہوگیا حلب سے فارغ ہوکر ابوعبیدہؓ نے انطاکیہ فتح کیا، یہ دو دن کی راہ پر مغرب میں شام کا آخری شہر تھا پہاڑوں کی گود میں اور چھ میل جنوب میں ایک بندرگاہ کے ذریعہ بحر متوسط سے ملا ہوا تھا۔ قسطنطنیہ سے شام آنے والی سڑک انطاکیہ سے ہوکر گزرتی تھی۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر عمر فاروق رضؓ نے ابوعبیدہؓ کو لکھا۔

> انطاکیہ میں ایسے مسلمانوں کی ایک رسالہ فوج رکھو جنہیں جہاد کی لگن اور ثواب کی آرزو ہو، یہ رسالہ فوج مستقل طور پر وہاں ڈٹی رہے۔ انہیں تنخواہیں پابندی سے دیتے رہو[1]۔

۳۵ - ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

> بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے شام کے گورنر ابوعبیدہؓ بن جراحؓ کے نام میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبیؐ پر درود بھیجتا ہوں، تمہارا خط پہنچا جس میں تم نے پوچھا کہ (یرموک کے بعد) کس علاقہ کی طرف توجہ کی جائے، اس معاملہ میں رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی (علیؓ) کا مشورہ ہے کہ بیت المقدس پر چڑھائی کی جائے۔ خدا یہ شہر تمہارے ہاتھوں ضرور فتح کرائے گا۔ والسلام[2]

۳۶ - بیت المقدس (ایلیاء) کا صلح نامہ۔

یہود و نصاریٰ کے سب سے بڑے متبرک شہر بیت المقدس کا کئی بار محاصرہ ہوا لیکن وہاں کے اکابر نے قیصر کی مدد کے بھروسہ پر ہتھیار نہ ڈالے، فتح یرموک اور حکومت

---

[1] بلاذری ۱۵۴، یاقوت ۲/۲۱۲ و ۱/۲۵۶-۲۵۷ [2] فتوح الشام (مصر) ۱/۱۳۹

شام کے متروکہ علاقوں پر قبضہ کرنے کے بعد ابو عبیدہؓ نے بیت المقدس کا از سرِ نو اور ہر بار سے زیادہ سخت محاصرہ کیا۔ شہر کے باشندے جب متوقع مدد کی طرف سے مایوس ہو چکے تو اس شرط پر جزیہ دینے کو تیار ہو گئے کہ عمر فاروقؓ خود آکر جزیہ کی دستاویز پر دستخط ثبت کریں، ابو عبیدہؓ نے یہ شرط مان لی اور عمر فاروقؓ کو بلایا، وہ آئے اور یہ صلح نامہ لکھوایا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے اہل ایلیا (بیت المقدس) کی جان، مال، عبادت گاہوں، صلیبوں، شہر کے بیماروں، تندرستوں اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو امان دی جاتی ہے۔ ان کے کنیسوں میں نہ تو سکونت اختیار کی جائے گی، نہ انہیں ڈھایا جائیگا نہ ان کے کسی حصہ یا متعلقہ اراضی پر قبضہ کیا جائے گا، نہ اُن کی (سونے چاندی کی) صلیبوں یا مال و دولت کا حصہ کم کیا جائے گا نہیں اپنا مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ ان کے ساتھ ایلیا میں کوئی یہودی رہے گا۔ اہل ایلیا پر لازم ہے کہ اتنا جزیہ دیں جتنا شام کے دوسرے شہر ادا کرتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ ایلیا سے بزنطیوں اور ڈاکوؤں کو نکال دیں، جو بزنطی نکلیں گے ان کی جان اور مال بزنطی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہے گی اور جو بزنطی ٹھہرنا چاہیں انہیں بھی امان ہے بشرطیکہ وہ اہل ایلیا کے برابر جزیہ دینے کو تیار ہوں (ایلیا کے باشندوں میں سے) جو اپنے گرجے اور صلیبیں چھوڑ کر اور اپنا مال و متاع لے کر بزنطیوں کے ساتھ جانا چاہیں وہ اور ان کے گرجے نیز صلیبیں بزنطی حکومت کی عملداری میں پہنچنے تک محفوظ رہیں گی۔ ایلیا میں فلاں کے آنے سے پہلے جو کاشتکار موجود تھے ان میں سے جو چاہیں اہل ایلیا کے برابر جزیہ دے کر وہاں (ایلیا) رہ سکتے ہیں اور جو چاہیں بزنطیوں کے ساتھ جا سکتے ہیں اور جو چاہیں اپنے

اہل وعیال کے پاس دیہاتوں کو لوٹ جائیں۔ ان کاشتکاروں سے اگلی فصل کٹنے تک لگان نہیں لیا جائے گا، اس دستاویز میں جو وعدہ کیا گیا ہے اس کے ضامن خدا رسول، خلفاء اور مسلمان ہیں بشرطیکہ اہل ایلیاء مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔[۱]

۲۷۔ صلحنامہ کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ تحریر عمر بن خطاب نے اہل بیت المقدس کے لئے (بطور دستاویز) لکھدی ہے کہ تمہاری جان، تمہارے مال کینسوں کو امان دی جاتی ہے، کینسوں میں نہ تو کسی (مسلمان) کو رکھا جائے گا اور نہ انہیں گرایا جائیگا الاّ یہ کہ تم کسی بڑی بغاوت یا عہد شکنی کے مرتکب ہو۔

۲۸۔ صوبائی گورنروں کے نام۔

صلح سے فارغ ہو کر ایک دن عمر فاروقؓ مسلمان غازیوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ شہر کے بڑے راہب نے انہیں ایک شربت لا کر دیا اور کہا کہ یہ شربت صحت کے لئے بہت مفید ہے، آپ اسے پیا کیجئے، عمر فاروقؓ نے پوچھا کہ شربت کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں تو بڑے راہب نے بتایا کہ وہ انگور کے رس سے بنتا ہے، رس پکایا جاتا ہے اور جب وہ ایک تہائی رہ جاتا ہے تو اسے بطور شربت پیتے ہیں، عمر فاروقؓ نے اس میں انگلی ڈال کر ہلائی اور نکال کر کہا: یہ کولتار (طلاء) کی طرح دگاڑھا ہے پیا تو خوش ذائقہ تھا، انہوں نے شام کے فوجی سپہ سالاروں کو ہدایت کی کہ اپنی فوج کو پلایا کریں اور دوسرے صوبائی گورنروں کو یہ خط بھیجا:۔

مجھے ایک شربت دیا گیا جو انگور کے رس سے بنتا ہے، رس اتنا پکایا

---

[۱] طبری ۴/۱۵۹ - [۲] یعقوبی ۲/۱۲۵، ابن عساکر ۲/۴۴۳، کنز العمال دستقی برہانپوری حیدر آباد ہند ۱۳۱۲ھ ۲/۱۹۸۔

جاتا ہے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جاتا ہے اور ایک تہائی رہ جاتا ہے
طلاء کی طرح گاڑھا یہ شربت مسلمان مجاہدوں کو حکومت کی طرف سے
راشن میں دیا کرو۔[۱]

۳۹۔ عمارؓ بن یاسرؓ کے نام۔

عمارؓ ۲۱ھ میں کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے اور ایلیاء کا صلحنامہ ۱۵ھ یا ۱۶ھ اور بقول بعض ۱۷ھ تک لکھا جا چکا تھا، اس لئے اس خط کا مخاطب عمارؓ کو قرار دینا مستبعد نظر آتا ہے:

میں شام گیا تھا، وہاں کے لوگ میرے پاس ایک شربت لائے، میں نے اس کے بنانے کی ترکیب پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ (انگور کا) رس اس قدر پکایا جاتا ہے کہ اس کا دو تہائی حصہ جل جاتا ہے اور ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کا شر انگیز اور حرام حصہ نکل جاتا ہے اور حلال حصہ بچ رہتا ہے، اپنی زیرِ کمان مسلمان مجاہدوں کو حکم دو کہ یہ شربت پیا کریں والسلام۔[۲]

۴۰۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

بمقام جابیہ موصول ہوا:

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے ابو عبیدہ بن جراح کو، سلام علیک، واضح ہو کہ اسلامی حکومت صرف وہ شخص قائم کر سکتا ہے جو محکم تدبیر ہو، فرائض کی انجام دہی میں جو ذرا غفلت نہ برتے، جس کا چال چلن لوگوں کی نظر میں بے داغ ہو، جس کے دل میں رعیت کی طرف سے کینہ کپٹ نہ ہو اور جو صحیح کام کرنے یا حق بات کہنے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرتا ہو۔[۳]

---

[۱] طبری ۴/۱۷۱۔ [۲] ازدی ص۲۳۱، کنز العمال ۳/۱۰۹ باختلاف تین۔ [۳] بلاذری، انساب ف (انساب الاشراف فوٹو، عرب لیگ لائبریری قاہرہ) ۵/۹ ۱۰، ابن ابی الحدید (شرح نہج البلاغہ مصر ۱۳۲۹ھ) ۳/۱۱۹، ابن جوزی (تاریخ عمر بن خطاب مصر ۔۔ھ) ص۹۲، ازالۃ الخفاء (ولی اللہ بریلی) ۲/۱۷۹۔۱۸۰ (باقی اگلے صفحہ پر)

۴۱ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا، ابو عبیدہؓ فیصلہ نہ کر سکے کہ مسلمان کو کیا سزا دی جائے، خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ فرمان آیا:

اگر مسلمان قاتل قتل کرنے کا عادی رہا ہو تو اس کی گردن اڑا دو اور اگر طیش میں آکر اس نے (ذمی) کو قتل کیا ہو تو اس سے (مقتول کے وارثوں کو) دو ہزار روپے (چار ہزار درہم) دیت دلوا دو[1]

۴۲ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

شام میں تیر اندازی کی مشق کے دوران ایک مسلمان کا تیر کسی بچہ کے جا لگا جو اپنے ماموں کی گود میں بیٹھا تھا، بچہ کی جان نکل گئی، اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ تھا، ابو عبیدہؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ بچہ کی دیت کسے دی جائے تو یہ جواب موصول ہوا،

رسولؐ اللہ کہا کرتے تھے کہ جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو اس کا مولیٰ اللہ اور رسولؐ ہیں پس جس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو اس کا ماموں اس کا وارث ہو سکتا ہے[2]

۴۳ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمان عورتیں حماموں میں غسل کرنے جاتی ہیں اور ان کے ساتھ ذمی عورتیں ہوتی ہیں، انہیں وہاں جانیکی ممانعت کردو[3]

دوسری روایت کی رو سے خط میں یہ الفاظ زیادہ تھے: کسی عورت کیلئے جس کا ایمان خدا اور آخرت پر ہو یہ مناسب نہیں کہ اسکی ستر پر غیر مسلم عورت کی نظر پڑے[4]۔

(سابقہ حاشیہ) کنز العمال ۳/۱۶۶، ۱۷۱ ابن عساکر (تاریخ مدینہ دمشق قلمی، رقم ۱۳/۷، ۱۰۶۰، نمبر یونیورسٹی قاہرہ) ۱۰۵/۱۳، لسان العرب (بیروت) ۲۱/۲۲، ۳۶/۴۸، ۲۱/۳۹ خط کے بعض حصے۔ [1] کنز العمال ۷/۲۴۳، بیہقی ۸/۳۳۔ ان ماخذوں میں بعض راویوں نے اسی مضمون کے خط کا مخاطب ابو موسیٰ اشعری کو بھی بتایا ہے۔ [2] بیہقی ۶/۲۱۴۔ [3] کنز العمال ۸/۲۱۴۔ [4] ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۱

۴۴ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں اس میں اپنی اور تمہاری بھلائی کی میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے - پانچ اصولوں پر کاربند رہو، تمہارا دین سلامت رہے گا اور بہترین خوش نصیبی حاصل کروگے :

جب دو آدمی اپنا قضیہ لے کر آئیں تو مدعی سے گواہ عادل طلب کرو اور مدعی علیہ سے قطعی حلف لو، غریب کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے، پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ اگر بہت دن تک اسے رکنا پڑا تو وہ اپنا حق چھوڑ کر وطن لوٹ جائیگا اور اس کی حق تلفی کی ذمہ داری اس شخص پر ہوگی (یعنی تم پر) جو اس کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آیا، مدعی اور مدعی علیہ کو ایک نظر سے دیکھو (اضافہ از کتاب البیان والتبیین جاحظ) جب تک نہیں صحیح فیصلہ نہ سوجھے فریقین میں سمجھوتہ کرانے کی ہر ممکن کوشش کرو[1]۔

یہ مراسلہ لفظی اختلاف اور کمی بیشی کے ساتھ ادب، تاریخ اور قانون کی متعدد کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب البیان جاحظ اور العقد الفرید ابن عبد ربہ میں معاویہؓ کو اس کا مخاطب بتایا گیا ہے اور انساب الاشراف بلاذری میں ابو موسیٰؓ یا معاویہؓ کو۔ خط کشیدہ حصہ العقد الفرید اور شرح نہج البلاغہ میں اور پہلا جملہ انساب الاشراف میں نہیں ہے۔

۴۵ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام -

مسلمانوں کا وہ مال جس پر غیر مسلم قابض ہوں اگر غنیمت کی شکل میں مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے تو اس کا وہ حصہ جو قبل از تقسیم مالک پہچان لیں لوٹا دیا جائے[2]۔

---

[1] ابو یوسف (کتاب الخراج مصر ۱۳۰۲ھ) ص ۱۱۷، جاحظ (البیان والتبیین مصر ۱۳۳۲ھ) ۲/ ۶۵، بلاذری انساب (ف) ۹/ ۶۲۴، ابن عبد ربہ (العقد الفرید مصر ۱۹۱۳ء) ۱/ ۴۵، ابن ابی الحدید ۳/ ۹۳، ابن جوزی ص ۱۳۲، ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۱۹ و ۱۸۰، کنز العمال ۳/ ۱۹۲، ابن عساکر (ف)، (تاریخ مدینہ ودمشق دزوٹی، عربیک قاہرہ، قلم ص ۱۶، جزء ۱۳) [2] مدونۃ الکبریٰ (امام مالک مصر ۱۳۲۴ھ) ۱/ ۳۶۹ -

۴۶۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

شام کے غازی مسلمانوں نے ابوعبیدہؓ سے درخواست کی کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ لے لیجئے، انہوں نے کہا کہ گھوڑوں اور غلاموں پر زکاۃ معاف ہے، غازیوں نے خلیفہ سے رجوع کیا، انہوں نے بھی زکاۃ لینے سے انکار کر دیا، یہ لوگ پھر ابوعبیدہؓ کے پاس آئے اور ضد کی کہ زکاۃ لے لیجئے، ابوعبیدہؓ نے صورتِ حال سے عمر فاروقؓ کو مطلع کیا تو یہ حکم آیا:

> اگر یہ لوگ پسند کریں تو ان سے زکاۃ وصول کر کے انہی کو لوٹا دو اور ان کے غلاموں کا حکومت کی طرف سے راشن مقرر کر دو[۱]

۴۷۔ خالد بن ولیدؓ کے نام۔

خالد بن ولیدؓ شام کے ایک حمام میں غسل کرنے گئے اور عُصفُر نامی ابٹن سے جو شراب میں گوندھا گیا تھا جسم ملوایا، اس واقعہ کی عمر فاروقؓ کو خبر ہوئی تو انہوں نے لکھا:

> مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے شراب سے جسم کی مالش کی حالانکہ خدا نے شراب کو خواہ وہ خالص ہو یا کسی چیز میں ملی ہوئی حرام قرار دیا ہے جس طرح ظاہری اور پوشیدہ معصیت کی ممانعت کی ہے، خدا نے جس طرح شراب پینے سے منع کیا ہے اسی طرح اسے چھونے سے بھی روکا ہے۔ اِلّا یہ کہ دھونے کیلئے اسے چھونا پڑے، واضح ہو کر شراب نجس ہے اُسے ہاتھ نہ لگاؤ اور اگر (غلطی سے) ایسا کر لیا ہو تو آئندہ نہ کرنا[۲]

۴۸۔ خط کی دُوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم شام کے کسی حمام میں گئے اور وہاں کے بزنطی

---

[۱] موفق صفحہ ۱۳۰، ابن سلام صفحہ ۴۶۱ ۔ [۲] طبری ۴/۲۰۴۰، کنز العمال ۵/۱۲۷ - ۱۲۸۔

عجلہ نے تمہارے لئے ایسا ابٹن بنایا جو شراب سے گوندھا گیا تھا، مغیرہ کی اولاد میں سمجھتا ہوں کہ تم جہنم میں جلنے کے لئے پیدا ہوئے ہو[۱]

۴۹۔ خالد بن ولیدؓ کے نام۔

خالدؓ نے بطور صفائی لکھا کہ ابٹن میں اتنا پانی ملا دیا گیا تھا کہ شراب پانی کے حکم میں آگئی تھی، اس پر حضرت عمر فاروق نے یہ خط بھیجا:

میرا خیال ہے کہ مُغیرہ (خالد کے دادا) کی اولاد اکھڑ ہو گئی ہے، خدا تمہیں اس حالت میں دنیا سے نہ اٹھائے[۲]

۵۰۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

۱۷ھ میں شمالی شام کا فردوس نظیر شہر اور اسلامی فتوحات کے زمانہ میں قیصر کا ہیڈ کوارٹر انطاکیہ فتح ہوا، ابو عبیدہؓ نے اس کی خبر عمر فاروقؓ کو دی اور لکھا کہ یہ جگہ اتنی عمدہ اور دل لگاؤ تھی کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر زیادہ دن تک عرب یہاں مقیم رہے تو وہ عیش و آرام کے عادی ہو جائیں گے اس لئے جلد ہی حلب واپس آگیا، انہوں نے خلیفہ سے اگلے فوجی اقدام کے بارے میں بھی دریافت کیا کہ بزنطی سرحدوں پر فوج کشی کریں یا کچھ دن ٹھہر جائیں، انہوں نے یہ بھی شکایت کی کہ عرب بزنطی عورتوں پر فریفتہ ہوتے جارہے ہیں اور ان سے شادی کے خواہش مند ہیں، عمر فاروقؓ نے جواب دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر کی طرف سے شام کے گورنر ابو عبیدہ عامر بن جراحؓ کو سلام علیک، میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں اور اس فتح پر شکر ادا کرتا ہوں جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی جس نے

---

[۱] غریب الحدیث ق (قاسم بن سلامؒ قلمی) نمبر (۱۴۹۹) ۱۶۷/۵، از ہر یونیورسٹی لائبریری قاہرہ، کنز العمال ۱۲۷/۵، ازالۃ الخفاء ۲۰۵/۲ -
[۲] طبری ۲۰۲/۴، کنز العمال ۱۲۷/۵-۱۲۸ -

آخرت کے انعام اہل تقویٰ کے لئے مخصوص کئے اور جو برابر ہم پر مہربان اور ہمارا معاون رہا ہے۔ تم نے لکھا ہے کہ انطاکیہ اتنی عمدہ جگہ ہے کہ میں نے (مصلحتاً) وہاں قیام نہیں کیا، بلاشبہ خدا نے عمدہ چیزیں نکوکاروں اور اہلِ تقویٰ پر حرام نہیں کی ہیں۔ اس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: پیغمبرو، عمدہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، دوسری جگہ فرماتا ہے: ایمان والو، ہمارے عطا کردہ رزق سے عمدہ چیزیں کھاؤ اور (اپنے رازق) اللہ کا شکر ادا کرو، بنا بریں تم پر لازم تھا کہ تھکے مجاہدوں کو وہاں ٹھہر کر سستانے آرام کرنے اور خورونوش کا سیر ہو کر لطف اٹھانے دیتے۔ تم نے لکھا ہے کہ دُروُب (بزنطی سرحد) میں داخل ہونے کے لئے تم میرے حکم کے منتظر ہو، اس سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ میں غائب ہوں تم حاضر، حاضر جو باتیں دیکھ سکتا ہے وہ غائب نہیں دیکھ سکتا، تم دشمن کے سامنے ہو تمہارے جاسوس ہر وقت اس کی خبریں تمہارے پاس لاتے ہیں، اگر تمہاری رائے میں مسلمانوں کو لے کر دُروُب میں داخل ہونا مناسب ہو تو وہاں دستے بھیجدو اور اپنی فوج کے ساتھ بزنطیوں کے ملک میں داخل ہوجاؤ اور پہاڑی راستوں کی ناکہ بندی کرلو۔ دستوں کی رہبری کے لئے ایسے عیسائی عرب ساتھ کرو جن پر تمہیں بھروسہ ہو، اگر دُروُب کے لوگ صلح کی پیش کش کریں تو اسے قبول کرلو اور شرائط صلح کی حتی الامکان پابندی کرو، تم نے یہ لکھا ہے کہ بزنطی عورتوں کا جمال دیکھ کر عرب ان سے شادی کے خواہشمند ہیں تو میری رائے ہے کہ جن لوگوں کی حجاز میں بیویاں نہ ہوں انہیں شادی کی اجازت دیدو اور جو لوگ بزنطی کنیزیں خریدنا چاہیں ان سے بھی تعرض نہ کرو، کیونکہ اس طرح وہ جنسی مفاسد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ والسّلام علیك وعلی من معك ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔[1]

---

[1] فتوح الشام (مصر) ۱/۱۹۳-۱۹۴؛ فتوح الشام (کلکتہ) ۲/۱۲۶-۱۲۷

۵۱۔ ہرقل کے نام

فتح انطاکیہ کے بعد ابو عبیدہؓ نے بزنطی سرحدوں (دُروب) کی طرف متعدد رسالے بھیجے جنہوں نے بزنطیوں کو کافی نقصان پہنچایا اور بہت سامالِ غنیمت بھی حاصل کیا لیکن ان کے ایک فوجی افسر عبداللہ بن حُذافہ کو جو بدری صحابی تھے بزنطیوں نے پکڑ لیا۔ خلیفہ کو جب یہ خبر ہوئی تو انہوں نے ہرقل (بزنطی قیصر) کو لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد ہے اس خدا کی جو رب العالمین ہے جس کے نہ بیوی ہے نہ بچہ، خدا کی برکتیں ہوں اس کے نبی اور پیغمبر محمد علیہ السلام پر، عمر بن خطاب امیر المومنین کا یہ خط پاکر اس قیدی کو لوٹا دو جو تمہارے قبضہ میں ہے اور جس کا نام عبداللہ بن حُذافہ ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو امید ہے ہدایت پاؤ گے ورنہ میں ایسے بہادروں کی ایک فوج بھیجوں گا جنہیں تجارت یا دُنیا کے دھندے خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ[1]۔

۵۲۔ ہرقل کے نام

ہرقل نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ میرے سفیر جب آپ سے مل کر لوٹے تو انہوں نے بتایا کہ آپ کے ملک میں ایک نرالا درخت (کھجور) پایا جاتا ہے، اس میں گدھے کے کان (کی طرح پتے) نکلتے ہیں۔ پھر موتیوں کی طرح سفید گچھے نمودار ہوتے ہیں پھر گچھے زمرد کی طرح ہرے ہو جاتے ہیں پھر یاقوت کی طرح سُرخ پک کر لذیذ ترین فالودہ کا مقابلہ کرتے ہیں پھر خشک ہو کر مقیم کے لئے آڑے وقت غذا کا کام دیتے ہیں اور مسافر کے لئے زادِ راہ کا، اگر میرے سفیر سچے ہیں تو یقیناً یہ جنت کا درخت ہے، عمر فاروقؓ نے جواب دیا:۔

عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے قیصر روم کو، تمہارے سفیروں نے سچ کہا یہ درخت ہمارے ہاں ہوتا ہے اور یہ وہی درخت ہے جسے خدا نے مریمؑ پر اگایا تھا جب ان کے پیٹ میں عیسیٰؑ تھے، اللہ سے ڈرو اور خدا کے مقابلہ

---

[1] فتوح الشام ۳/۱۹۱-۱۹۲، فتوح الشام (مصر) ۲/۸ باختلاف متن

میں عیسیٰ کو معبود نہ بناؤ، بلاشبہ اللہ کی نظر میں عیسیٰ ویسے ہی ہیں جیسے آدمؑ جنہیں مٹی سے پیدا کیا تھا۔ فان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب[۱]۔

۵۳ - ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

۱۷ھ میں خالد بن ولیدؓ نے ابو عبیدہؓ کے حکم سے بزنطی سرحدی درّوں (دروب) پر حملہ کیا۔ اس حملہ میں مسلمانوں کے ہاتھ بہت زیادہ دولت آئی اور اس کی خبر ہر طرف پھیل گئی جب خالدؓ اپنے ہیڈ کوارٹر (قنسرین) لوٹے تو دُور دُور سے حاجتمندان سے ملنے اور مالی عطیے لینے آئے۔ ان لوگوں میں یمن کا ایک با اثر قبائلی سردار اشعث بن قیس بھی تھا۔ خالدؓ نے اسے پانچہزار روپے (دس ہزار درہم) کا عطیہ دیا۔ خالدؓ کی داد و دہش کی خبریں خلیفہ کو پہنچیں تو وہ ناراض ہوئے اور ابو عبیدہؓ کو لکھا:۔

میرا خط پڑھ کر خالد بن ولیدؓ کو قنسرین سے (اپنے ہیڈ کوارٹر حمص) بلاؤ اور ایک عام جلسہ منعقد کرو جسمیں سارا لشکر شریک ہو پھر خالد کو مجمع میں کھڑا کر کے پوچھو کہ وہ دس ہزار درہم جو تم نے اشعث کو دیئے تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ اگر وہ جواب دینے میں پس و پیش کریں تو ان کی ٹوپی اتار لو اور عمامہ سے ان کی گردن باندھو اور اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک وہ یہ نہ بتا دیں کہ روپیہ کہاں سے آیا۔ اگر وہ کہیں کہ اشعث کو عطیہ مال غنیمت سے دیا تو یہ اعتراف خیانت ہے اور تم بلے ورنگسان سے یہ رقم وصول کر کے بیت المال میں جمع کر دو اور اگر وہ کہیں کہ عطیہ ذاتی روپے سے دیا تھا تو یہ خزانہِ فضول خرچی ہے اور فضول خرچ اللہ کو ناپسند ہیں۔ ان اللہ لا یحب المسرفین تم انہیں میرے پاس بھیجدو تاکہ میں انہیں فضول خرچیوں کی سزا دوں[۲]۔

---

[۱] سیوطی تاریخ الخلفاء مصر، ۱۳۵۵ھ، ص۱۶۱ کنز العمال ۷/ ۱۴۹، ازالۃ الخفاء ۱/ ۲۰۹ صرف خط کشیدہ حصہ۔
[۲] ناسخ التواریخ (محمد تقی، بمبئی ۱۳۰۹ھ) ۲/ ۳۲۲۔

۵۴۔ چھاؤنیوں کے مسلمانوں کو۔

ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو اپنے ہیڈ کوارٹر (حمص) بلایا، پھر مجمع عام میں عمر فاروقؓ کے ایلچی نے خالدؓ سے پوچھا کہ اشعث کو عطیہ ذاتی روپے سے دیا تھا یا سرکاری روپے سے، خالدؓ بالکل خاموش رہے اور ایلچی کے اصرار کے باوجود مہر سکوت نہ توڑی رسول اللہؐ کے مؤذن بلالؓ موجود تھے، سن رسیدہ، صاف گو اور بے دھڑک آدمی تھے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ امیر المومنین کا ایسا حکم ہے۔ پھر خالدؓ کی ٹوپی اتار لی، عمامہ ان کی گردن میں باندھا اور وہی سوال کیا جس کا اوپر ذکر ہوا، خالدؓ نے کہا میں نے ذاتی روپے سے عطیہ دیا تھا، بلالؓ نے ٹوپی اڑھا دی، عمامہ کھول دیا اور معذرت کی، ابو عبیدہؓ، خالدؓ کی دل آزاری کے خیال سے نہ کہہ سکے خالدؓ تمہیں معزول کر دیا گیا ہے۔

خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر شام، عراق اور خاص طور پر مدینہ میں غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ ایک ایسے جنرل کی توہین آمیز برطرفی سے ہر طرف دل بے چین ہو گئے جس کا جھنڈا ہمیشہ اونچا رہا تھا اور جس نے اسلامی حکومت کی سربلندی کے لئے بے مثال خدمت انجام دی تھی، عمر فاروقؓ کے لئے ضروری ہو گیا کہ اپنے اقدام کی پبلک کے سامنے صفائی پیش کریں چنانچہ انہوں نے یہ مراسلہ چھاؤنیوں کے مسلمانوں کو بھیجا۔

> میں نے خالدؓ کو خیانت یا ناراضی کی بنا پر معزول نہیں کیا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی فتوحات نے مفتون کر لیا تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ (خدا کو چھوڑ کر) خالدؓ پر اعتماد کرنے لگیں گے اور انہیں مشکلکشا سمجھنے کی آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ جان لیں کہ مشکل کشا خالد نہیں خدا ہے[1]۔

۵۵۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

ابو عبیدہ نے ۱۷ھ میں خلیفہ کو خبر دی کہ صحابہ کی ایک جماعت شراب نوشی

---

[1] طبری ۴/ ۲۰۵-۲۰۶

کی مرتکب ہوئی ہے اور قرآن کے الفاظ فھل أنتم منتھون کو بطور حجت پیش کرتی ہے کہ ان سے شراب کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا، عمر فاروق رضؓ نے لکھا۔

ان لوگوں کو طلب کرو اگر ان کا عقیدہ ہو کہ شراب حلال ہے تو ان کو قتل کردو اور اگر وہ تحریم کے قائل ہوں تو فی کس اسّی کوڑے مارو۔[1]

۵۶۔ ابو جندل رضؓ کے نام۔

جب الحکم خلیفہ ابوعبیدہ نے شراب نوشی کے مرتکب صحابہ کو بلایا اور مجمع عام میں ان سے دریافت کیا کہ شراب حرام ہے یا نہیں تو انہوں نے اس کی حرمت کا اعتراف کیا، ان میں سے ہر ایک کو اسّی کوڑوں کی سزا دی گئی، پبلک میں رسوا ہو کر یہ لوگ ایسے شرمندہ ہوئے کہ منہ چھپا کر گھر بیٹھ رہے اور باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ صحابی ابو جندل رضؓ زیادہ حساس تھے، ان کا دماغی توازن خراب ہوگیا۔ اس کی خبر سپہ سالار نے عمر فاروق رضؓ کو دی اور سفارش کی کہ ابو جندل کے نام ایک تسلی آمیز خط لکھ دیں عمر فاروق رضؓ نے یہ خط لکھا:۔

عمر کی طرف سے ابو جندل کے نام۔ خدا اُن لوگوں کی خطا کبھی نہیں معاف کرے گا جو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اس سے کم درجہ کے خطا واروں کو اگر اس کی مرضی ہوگی تو معاف کر دے گا۔ لہٰذا تم توبہ کرو۔ سر اٹھاؤ، باہر نکلو اور مایوس نہ ہو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفس کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں، خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہوں۔ وہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ غفور الرحیم ہے۔ یاعبادی الذین أسرفوا علی أنفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم[2]

۵۷۔ مسلمانوں کے نام۔

عمر فاروق رضؓ کو معلوم ہوا کہ ان شراب نوش صحابہ کا دماغی توازن بگڑنے اور ان

---

[1] طبری ۴/۲۲۲ [2] طبری ۴/۲۲۳

کے منہ چھپا کر گھروں میں بند ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اُٹھتے بیٹھتے ان پر لعن طعن کرتے ہیں اس حرکت سے روکنے کے لئے خلیفہ نے یہ ہدایت نامہ بھیجا:۔

آپ لوگوں کو اپنے عمل پر نظر رکھنی چاہیئے البتہ اگر کوئی خلافِ قانون کام کرے تو اس پر گرفت کیجئے لیکن کسی پر لعن طعن نہیں کرنا چاہیئے ایسا کرنے سے آپ مصیبت میں مبتلا ہوجائیں گے[1]

۵۸۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

مصنّف عبدالرزاق کے حوالہ سے ابوجَندلؓ کی شراب نوشی سے متعلق ابن عبدالبرؒ اندلسی نے اپنی استیعاب میں نئی تفصیلات بیان کی ہیں اور خط ۵۶ سے بہت مختلف خط نقل کیا ہے۔ ان تفصیلات کی رو سے ابو جندل کے علاوہ شراب نوشی میں دو اور صحابی ضرار بن خطابؓ اور ابو ازورؓ شریک تھے، ابو عبیدہؓ نے ان لوگوں سے جب باز پرس کی تو ابو جندلؓ نے شراب کی اباحت پر یہ آیتیں پڑھیں۔ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصالحات۔ جو لوگ مومن اور نکوکار ہیں ان پر کسی چیز کے کھانے سے گناہ نہیں ہوتا اگر وہ خدا سے ڈرتے رہیں اور ایمان نیز عمل صالح پر قائم رہیں۔ ابوعبیدہؓ نے شراب نوشی کی خبر کرتے ہوئے خلیفہ سے اس بات کی بھی شکایت کی کہ ابوجَندلؓ نے مذکورہ آیات کے ذریعہ ان کا منہ بند کرنے کی کوشش کی تھی، عمر فاروقؓ نے لکھا۔

جس شیطان نے ابوجندل کی نظر میں یہ جرم خوشنما بنایا اسی نے کٹ حجتی کو بھی خوشنما بناکر ان کے سامنے پیش کیا تم حدِ شراب لگاؤ

۵۹۔ ابوجَندلؓ کے نام

حد کے نام سے تینوں بھڑکے، ابو ازورؓ نے کہا، آج مہلت دیجئے، کل دشمن سے لڑنے جائیں گے، اگر میدانِ جنگ سے زندہ لوٹ آئیں تو حد لگا دینا۔ تینوں لڑنے نکلے، ابوازورؓ مارے گئے، ضرارؓ اور ابوجَندلؓ کے حد لگائی گئی، ابوجندلؓ کی زبان سے

---

[1] طبری ۴/۲۲۳ [2] استیعاب ابن عبدالبر۔ حیدر آباد ہند ۱۳۳۶ھ ۲/۱۳۲-۶۴۳

یہ الفاظ سنے گئے "میں تو تباہ ہوگیا" ابوعبیدہ نے خلیفہ کو مرسلہ اپنی رپورٹ میں ان الفاظ کا بھی ذکر کیا، عمر فاروق رضؓ نے ابوجندل رضؓ کو لکھا،

جس شیطان نے گناہ کو خوشنما بنا کر تمہارے سامنے پیش کیا، اسی نے توبہ کرنے سے بھی تمہیں باز رکھا ۔ حمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب قابل التوب الآیۃ[1]

۴۰- ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام ۔

ہجرت کے اٹھارویں سال شام میں طاعون پھیلا، اس کی ابتدا عمواس سے ہوئی جو بیت المقدس کے قریب ایک قصبہ تھا۔ اس سے ہلاک ہونے والوں میں صرف مسلمانوں کی تعداد علی اقل التقدیر پچیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ بہت سے صحابی اس کی نذر ہوئے جن میں سپہ سالار ابوعبیدہؓ ان کے مشیر معاذ بن جبلؓ، یزید بن ابی سفیانؓ اور شرحبیلؓ بن حسنہ چند ممتاز نام ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ رضا بقضا کے قائل تھے اس لئے طاعون سے بچنے کے لئے کسی محفوظ جگہ جاکر پناہ لینا غیر ضروری سمجھتے تھے، عمر فاروقؓ کا مسلک ان سے مختلف تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ ابوعبیدہؓ شام چھوڑنے یا کسی محفوظ جگہ منتقل ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں تو خطرہ سے نکالنے کے لئے انہوں نے ابوعبیدہؓ کو یہ خط بھیجا۔

سلام علیک، ایک معاملہ آن پڑا ہے جس میں تم سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا ہوں سخت تاکید ہے کہ میرا خط پڑھ کر اس وقت تک ہاتھ سے نہ رکھنا جب تک چل نہ دو[2]

ابوعبیدہؓ خلیفہ کا مدعا پا گئے اور معذرت لکھ بھیجی کہ چونکہ میں سپہ سالار ہوں میرے لئے مناسب نہیں کہ موجودہ مصیبت میں باقی مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دوں۔ اس لئے مجھے آنے پر مجبور نہ کیجئے ۔

---

[1] استیعاب (ابن عبدالبر، حیدر آباد ہند ۱۳۳۶ھ) ۲/۶۳۲-۶۳۳ [2] طبری ۴/۲۰۱، کنز العمال ۲/۳۲۴ باختلاف متن۔

۶۱۔ ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

ابوعبیدہؓ کا خط پڑھ کر عمر فاروقؓ کے آنسو نکل آئے، لوگوں نے پوچھا کیا ان کاؓ انتقال ہوگیا۔ بولے نہیں، مگر سمجھنا ہی چاہیئے۔ اس کے بعد یہ خط بھیجا۔

سلام علیک۔ تم نے مسلمانوں کو جہاں ٹھہرایا ہے [۱] نشیبی جگہ ہے۔ انہیں کسی بلند اور صاف ستھری جگہ لے جاؤ۔[۱]

۶۲۔ خط کی دوسری شکل۔

اُردن (جہاں تم مقیم ہو مرطوب اور وباخیز علاقہ ہے (اس کے برخلاف) جابیہ صاف ستھری صحت بخش جگہ ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو جابیہ لے جاؤ۔[۲]

۶۳۔ ابوعبیدہؓ بن جراحؓ کے نام۔

ساحلِ شام کے اہم ترین شہر قیساریہ کی فتح عرب راویوں نے ہجرت کے مختلف سالوں میں بتائی ہے۔ ۱۶ھ، ۱۸ھ، ۱۹ھ اور ۲۰ھ، فتوح الشام نے جو اس خط کا ماخذ ہے فتح کا مہینہ رجب اور سال ۱۹ دیا ہے اور خط کا مخاطب ابوعبیدہؓ کو قرار دیا ہے حالانکہ وہ جیسا کہ مشہور ہے ۱۸ھ کے طاعون میں وفات پا چکے تھے، فتوح الشام کی رو سے وہ ۱۹ھ اور اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہتے ہیں۔ خط کا سیاق و سباق حسب تصریح فتوح الشام یہ ہے کہ ابوعبیدہ نے ۱۹ھ میں فتح قیساریہ کی خوشخبری جس شخص کی معرفت بھیجی وہ نہایت پُرتکلف کپڑوں میں ملبوس تھا جو شکست خوردہ بزنطی فوج کے مالِ غنیمت سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے تھے۔ خلیفہ کو یہ لباس دیکھ کر افسوس ہوا۔ انہیں یہ خبر بھی ملی کہ مسلمان زندگی کے تنعمات میں پڑتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ابوعبیدہؓ کو لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے ابوعبیدہ

---

[۱] طبری ۴/۲۰۱ [۲] غریب الحدیث (ق ۱۰۵) ۔ لسان العرب ۱۴/ ۲۹۳ ۔ کنز العمال ۲/ ۳۲۴۔

عامر بن جراحؓ کے نام ۔ میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں مجھے اس خبر سے مسرت ہوئی کہ خدا نے مسلمانوں کو فتح عظیم عنایت کی اور قیصر کے خزانے عطا کئے جن کا رسول اللہؐ نے وعدہ کیا تھا ۔ عنقریب کسریٰ کے خزانے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں گے ، مجھے معلوم ہوا ہے کہ (فوج کے) بدو عرب لذائذ دنیوی کے شیفتہ ہو گئے ہیں اور ان پر فریب دنیا کا جادو چل گیا ہے ۔ جنت کی نعمتوں اور اس کے محلوں کو بھول گئے ہیں ۔ ساٹن اور ریشم کے کپڑوں میں اترا کر چلتے ہیں ، گیہوں کی روٹی اور حلوہ کھانے لگے ، تن و زبان کی لذتوں نے آخرت کی طرف سے انہیں غافل کر دیا ہے ۔ ابن جراحؓ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ نماز سے بے اعتنائی برتنے لگے ہیں اور مفروضہ احکامات کو بھولتے جا رہے ہیں ، اصیل گھوڑوں کی رسالہ فوج بھیج کر ان کی خبر لو ۔ ان کی بے راہ روی پر چشم پوشی سے نہیں سختی سے کام لو ۔ ورنہ وہ خود تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائیں گے

ان میں سے اگر کوئی اس فرض کی انجام دہی میں کوتاہی کرے جو اسلام کی طرف سے اس پر عاید ہوتا ہے تو اس کو قانونی سزا دو ۔ تمہیں یاد رہے کہ تم حاکم ہو اور ہر حاکم خدا کے سامنے رعیت کی بے راہ روی کے لئے جوابدہ ہے ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ، اگر ہم دنیا میں ان کو سیادت عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے ، زکوٰۃ دیں گے ، نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے ۔ ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکاۃ و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ۔ رسول اللہؐ نے تمہارے بارے میں فرمایا ہے ، ابو عبیدہ اس قوم کے امین ہیں ۔ پس امانت کا حق پورا پورا ادا کرو اور جو نماز نہ پڑھے اسے سزا دو ، رسول اللہؐ اور ہم باتیں کرتے ہوتے کہ نماز کا وقت آجاتا پھر وہ اور ہم نماز میں ایسے

مشغول ہو جاتے گویا نہ وہ ہمیں جانتے ہوں نہ ہم ان کو، رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجدوں کو اپنا گھر قرار دیا ہے، نیز یہ کہ جو لوگ مسجدوں میں عبادت کرتے ہیں وہ میرے مہمان ہیں اور بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جو گھر پر پاک و صاف ہو کر مجھ سے ملنے آئے، ایسے شخص کی عزت میزبان پر لازم ہے، رسول اللہؐ نے مزید فرمایا ہے: سارے فرائض خدا نے میرے لئے صرف دنیا تک فرض کئے ہیں مگر نماز ایسا فرض ہے جسے آسمان پر بھی ادا کرنے کی تاکید کی ہے میرا خط پاکر عمرو بن عاصؓ کو حکم دینا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ فوج کشی کریں اور عامر بن ربیعہ اور دوسرے مشائخ صحابہ کو پیش پیش رکھیں، اس کے علاوہ جس قدر فوج ہو سکے ربیعہ اور جُدّ بن صالح کا علاقہ (میسوپوٹامیہ) فتح کرنے بھیجو، خدا سے دعا ہے کہ تمہاری مدد فرمائے والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔[1]

۴۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ کے نام۔

فتوح الشام میں ہے کہ عمر فاروقؓ نے ذیل کا خط شام اور مصر کی فتح کے بعد لکھا، مصر کی فتح اکثر عرب مورخوں کی رائے میں ۲۰ھ یا اس کے بعد واقع ہوئی اور جیسا کہ مشہور ہے ابو عبیدہؓ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں وفات پا چکے تھے لیکن فتوح الشام کے راوی انہیں ۲۰ھ کے بعد تک زندہ بتاتے ہیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عامر بن جراح کو سلام علیک، اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، تم نے کفار کو قتل کرنے میں بڑی تندہی سے عمدہ کام کئے ہیں جن کا انعام

---

[1] فتوح الشام (مصر) ۲/۵۶-۵۷

روزِ جزا تمہیں ملے گا، فرائض کی انجام دہی میں ہم نے کبھی تم کو تساہل کرتے نہیں دیکھا، تم اپنے نبی کے جادہ پر گامزن رہے اور اسلام کی، سربلندی کیلئے جیسا چاہیئے جدو جہد کی، خدا تمہاری کوششوں کو قبول فرمائے اور ہماری اور تمہاری لغزشیں معاف کرے، میرا یہ خط پا کر عیاض بن غنمؓ کی سرکردگی میں ایک فوج ربیعہ اور بکر کے علاقہ (میسوپوٹامیہ) کو روانہ کردو، مجھے خدائے بزرگ و برتر سے امید ہے کہ وہ یہ سرزمین عیاض بن غنم کے ہاتھوں فتح کرائے گا، میری طرف سے عیاض کو ہدایت ہے کہ خدا سے ڈریں اور اس کی خوشنودی کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں، جہاد کے معاملہ میں کوتاہی نہ کریں، مجاہد مومنوں کے نقش قدم پر چلتے رہیں اور خدا کے اس فرمان کی جو اس نے سید المرسلین پر نازل فرمایا ہے پیروی کریں یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین (ترجمہ اے نبی کفار اور منافقوں سے جہاد کرو) والسلام علیک وعلی جمیع المسلمین وبرکاتہ"۔

۶۵- یزید بن ابی سفیانؓ کے نام۔

۱۸ھ کے بھیانک طاعون میں ابو عبیدہ کی وفات ہوئی، مرتے وقت انہوں نے مُعاذ بن جَبَل کو جو ان کے مشیر تھے اپنا جانشین مقرر کیا، چند دن بعد مُعاذ بھی طاعون کا شکار ہو گئے، انہوں نے عمرو بن عاص کو اپنا جانشین بنایا، لیکن عمر فاروقؓ نے سپہ سالاری کے لئے ابو سفیان کے لڑکے یزیدؓ کو زیادہ اہل سمجھ کر انہیں یہ خط لکھا:

تم کو معلوم ہو کہ میں نے شام کی کل فوجوں کا تمہیں سالارِ اعلیٰ مقرر کیا ہے اور فوجوں کو لکھ دیا ہے کہ تمہارے حکم کی تعمیل کریں اور کسی معاملہ میں تمہاری صوابدید کو نظر انداز نہ کریں، (جلد از جلد) فوجیں لے کر قیساریہ کا رخ کرو اور اس وقت تک اس کا محاصرہ

کھے رہو جب تک وہ فتح نہ ہو جائے، شام کی فتوحات سے اس وقت تک پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جب تک قیساریہؔ کے (بزنطی) باشندے سپر نہ ڈال دیں وہ تمہارے پہلو کا خار ہیں، اس کے علاوہ جب تک شام میں ایک شخص بھی قیصر کا مطیع و تبع ہے وہ شام کا خیال نہیں چھوڑے گا، اگر تم قیساریہؔ فتح کر لو گے تو شام سے اس کی توقعات منقطع ہو جائیں گی، اُمید ہے خدائے عظیمؔ بزتر اپنے کرم سے مسلمانوں کو قیساریہ ضرور فتح کرائے گا[1]

۶۶ - شام کے فوجی سالاروں کے نام۔

آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ میں نے یزید بن ابی سفیان کو شام کی تمام فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ قیساریہؔ پر چڑھائی کریں ان کے حکم اور صوابدید کے مطابق پوری طرح عمل کیجئے والسلام[2]

۶۷ - یزید بن ابی سفیانؓ کے نام۔

یہ خط کنز العمال سے ماخوذ ہے، اس کا سیاق و سباق نہیں بیان کیا گیا۔

ایک لشکر بھیجو اور اس کا جھنڈا قبیلہ، ربیعہ کے کسی لیڈر کو دو، میں نے رسُول اللہؐ سے سُنا ہے کہ جس لشکر کا جھنڈا کسی ربیعی کے ہاتھ میں ہوگا وہ کبھی نہیں ہارے گا[3]

۶۸ - یزید بن ابی سفیانؓ کے نام۔

یہ خط فتح قیساریہؔ کی خوشخبری پا کر لکھا گیا، قیساریہ صوبہ فلسطین میں ساحل سمندر پر ایک اہم تجارتی مرکز تھا، اس کا زبردست قلعہ ہفت خوان سے آنکھ ملاتا تھا۔ یہاں مسلمانوں کا شام کے ہر شہر سے زیادہ ممتد اور سخت مقابلہ ہوا کئی بار اس کا محاصرہ کیا گیا۔ لیکن اس کے محافظوں نے ہار نہ مانی، وجہ یہ تھی کہ یہاں بزنطی نسل کے عیسائی بڑی تعداد میں آباد تھے جن کی وفاداری اپنی حکومت، اپنے مذہب

---

[1] ازدی ص ۲۵۰، فتوح ابن اعثم میں بھی اس سے ملتا جلتا خط ہے [2] ازدی ص ۲۵۱ [3] کنز العمال

اور اداروں سے شام کے اصلی باشندوں کی نسبت بہت زیادہ تھی دوسرے قسطنطنیہ سے سمندر کے راستہ یہاں برابر رسد پہنچتی رہتی تھی۔ قیساریہ کی فتح مسلمانوں کے لئے ایک پریشان کُن مسئلہ بن گئی تھی۔

واضح ہو کہ تمہارا خط موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے، فتح قیساریہ کی خبر سُن کر جو شام کی آخری (کڑی) مہم تھی خدائے بزرگ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔ الحمد للہ کہ اطمینان نصیب ہوا، نئے وسائل کے دروازے تمہارے لئے کھل گئے، تمہارے دشمن ذلیل وخوار ہوئے اور تمہاری آرزو برآئی۔ ان نوازشوں کے لئے خدائے پاک کا شکر ادا کرو۔ شکر کرنے سے نعمتیں اور زیادہ ملتی ہیں اور سعادت کا مزانی ہمیشہ برقرار رہتی ہے، خدا کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر تم ان کا شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها، والسلام علیکم ورحمة اللہ[1]

۶۹ - عیاض بن غنم رضؓ کے نام

عربی اخبار و آثار کے ایک اسکول کی رائے ہے جیسا کہ ہم خط ۶۵ کے مقدمہ میں پڑھ آئے ہیں کہ ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مرتے وقت معاذ بن جبل کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور انہوں نے چند دنوں کے اپنی وفات کے وقت عمرو بن عاص کو لیکن عمر فاروقؓ نے عمرو کو ہٹا کر سپہ سالاری کے عہدہ پر یزید بن ابی سفیان کو فائز کیا۔ اخبار و آثار کے ایک دوسرے اسکول کی رائے ہے کہ ابو عبیدہ نے مرتے وقت اپنی جانشینی کے لئے عیاض بن غنم کو نامزد کیا تھا جو ان کے رشتہ دار، مشیر اور بڑے کمانڈر تھے۔ عمر فاروقؓ نے یہ تقرر بحال رکھا اور مراسلہ ذیل سے اس کی توثیق کر دی[2]:

میں تمہیں ان سارے علاقوں کا گورنر بناتا ہوں جو ابو عبیدہؓ کے زیر حکومت تھے، اپنے فرائض منصبی خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہوئے[3]

---

[1] ابن اعثم ص۵۵ [2] ابن سعد (طبقات، لائڈن ۱۹۰۸ء) جلد ۷، قسم ثانی ص۱۲۲
[3] ابن سعد جلد ۷۔ قسم ثانی ص۱۲۲

۷۰۔ عیاض بن غنم کے نام۔

عبد اللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عیاض بن غنم کو سلام علیک، ہم نے ہمیشہ تمہیں مسلمانوں کے مصالح اور مہموں کی سربراہ کاری میں تندہی سے معروفِ عمل پایا ہے اور تم ہمیشہ مسلمانوں کو عمل صالح کی ترغیب دیتے رہے ہو۔ تمہارے اسلاف کا بھی یہی ستودہ طریقہ تھا، تمہیں دنیا میں سرخروئی اور عقبیٰ میں انعامِ ایزدی کی بشارت دیتا ہوں، تمہارا ظاہر و باطن جب اتنا اچھا ہے تو مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ دین و دنیا میں ہمیشہ کامران رہو گے اور تمہارا ذکرِ خیر باقی رہے گا۔ بزنطی اکابر نے جزیرہ میں جو بڑی فوجیں جمع کی ہیں ان کی اطلاع تمہیں مل ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے مقابلہ کے لئے ایک فوج بھیجی جائے جو انہیں پراگندہ کر دے۔ اس فوج کا سالار بہادر، دانا، ماہرِ جنگ اور خداترس آدمی ہونا چاہیئے، اس معاملہ پر میں نے خود غور کیا اور ممتاز صحابہ سے مشورہ کیا ہم سب کی متفقہ رائے ہے کہ اس مہم کو تمہارے سپرد کیا جائے کیونکہ کوئی دُوسرا تم سے بہتر اسے انجام نہیں دے سکتا۔ اس خط کو پڑھ کر یزید بن ابی سفیان (کمانڈر ان چیف افواج شام) سے اس قدر فوج جو تمہارے مقصد کے لئے کافی ہو لے لو اور جزیرہ کی طرف روانہ ہو جاؤ، اپنا شعار خوفِ خدا کو بناؤ اور اس مالک سے ڈرتے رہو جو تمہارے ظاہر و باطن کا یکساں جانتا ہے۔ تمہارے سامنے جو مسائل اور قضیے آئیں انہیں قرآن کی رو سے طے کرو اور اگر قرآن میں ان کا حل نہ ملے تو سنت رسُول اللہؐ اور ابوبکرؓ کی طرف رجُوع کرو۔ دشمن کی کثرت اور اپنی قلت سے دل تنگ نہ ہو، اسلامی فوج بہت سے معرکوں میں دشمن سے کم رہی ہے لیکن بالآخر فتح اسی کو نصیب ہوئی۔ تم نے سُنا ہوگا کہ رسُول اللہؐ نے جنگِ خندق کے موقع پر ہم سے کہا تھا کہ وہ دن دُور نہیں جب خدا کسریٰ اور قیصر کے ملک تمہارے ہاتھوں

فتح کرائے گا اور ان کی دولت سے تمہیں بہرہ ور کرے گا، تم نے دیکھ لیا عیاض کہ خدا نے رسول اللہ کی پیش گوئی سچ کر دکھائی اور ہمیں کسریٰ اور قیصر کے ملکوں پر تصرف عطا کیا، کفار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر و مغلوب ہوئے، سب سے ہماری بالادستی تسلیم کی اور جزیہ دینا منظور کیا، کافروں کا بادشاہ ہرقل ڈر کر شام سے قسطنطنیہ بھاگ گیا ہے، یہ سب خدا کی عنایت اور کرم کا نتیجہ ہے اور ہم پر اس کا شکر بجالانا واجب ہے ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ میں نے یزید بن ابی سفیان کو خط لکھا ہے کہ تمہیں جزیرہ کی سرزمین میں بزنطی، فوجوں کو ٹھکانے لگانے کیلئے جس قدر فوج کی ضرورت ہو تمہارے ساتھ بھیجدیں، سعادتِ ایزدی کے ساتھ جزیرہ روانہ ہو جاؤ اور اس مہم کی سربراہ کاری میں لگ جاؤ[1]

۱۷۔ عیاض بن غنم کے نام۔

سنہ ۱۸ھ میں جزیرہ پہنچ کر عیاض نے سب سے پہلے رقہ کا قلعہ بند اور اہم شہر بذریعہ صلح فتح کیا، اس کے بعد دوسرے اہم شہر رہا پر چڑھائی کی اور اس پر بھی بذریعہ صلح قبضہ کر لیا، اگلی مہم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ شام سے دو ہزار، سواروں کی کمک آگئی، اس کے لیڈر صحابی بُسر بن ابی ارطاۃ تھے، انہوں نے عیاض سے اپنی فوج کے لئے اس مالِ غنیمت سے حصہ طلب کیا جو رقہ اور رہا پر چڑھائی کے دوران مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا عیاض نے کہا کہ دونوں شہر تمہارے آنے سے پہلے فتح ہو چکے تھے اس لئے مال غنیمت میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے، بُسر ناراض ہوگئے اور ان کی عیاض سے سخت باتیں ہوئیں، عیاض نے کہا مجھے، تمہاری مدد کی ضرورت نہیں ہے، تم واپس شام چلے جاؤ، بُسر غصہ ہو کر شام

---

[1] ابن اعثم صد ۵۴۔

چلے گئے اور یزید بن ابی سفیان سے جا کر شکایت کی، یزید نے سارا ماجرا عمر فاروقؓ کو لکھ بھیجا تو انہوں نے تحقیقِ حال کیلئے یہ خط عیاضؓ کو ارسال کیا:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ یزید بن ابی سفیان نے بُسر بن ابی ارطاۃ کی، سرکردگی میں ایک فوج شام سے تمہاری مدد کو بھیجی تھی، وہ فوج تم نے لوٹا دی، اس فوج کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے کام آئے، تمہاری عسکری قوت میں اضافہ ہو اور یہ جان کر کہ تمہارے پاس برابر کمک آرہی ہے تمہارے دشمن کے حوصلے پست ہو جائیں اور وہ جلد ہتھیار ڈال دے، میری سمجھ میں نہیں آیا کہ تم نے یہ کمک کیوں لوٹا دی، اس خط کو پڑھ کر حقیقتِ حال سے مطلع کر دو السلام [1]

۷۲۔ عِیاض بن غنمؓ کے نام۔

مذکورہ بالا خط کے جواب میں عیاض نے لکھا: رقّہ اور رہا دونوں بُسر کے آنے سے پہلے مسلمانوں کے قبضہ میں آچکے تھے اور جو سامان ملا تھا وہ تقسیم ہو چکا تھا بُسرؓ نے جب حِصّہ مانگا تو میں نے کہا کہ یہ دونوں مقام تمہاری آمد سے پہلے اور تمہاری مدد کے بغیر فتح ہوئے ہیں، اس لئے مالِ غنیمت کے تم مستحق نہیں ہو، تمہاری مدد سے جو مالِ غنیمت حاصل ہوگا اس میں تمہیں شریک کیا جائے گا، بُسر ناراض ہو گئے میں ڈرا کہیں مخالفت پر آمادہ نہ ہو جائیں یا فوج میں پھوٹ نہ پڑ جائے جس سے دشمن کا حوصلہ بڑھے اور مہموں کی جلد تکمیل میں دیر ہو میں ان کی مدد سے بھی بے نیاز تھا، اس لئے میں نے کہا کہ تمام واپس چلے جائیں، خلیفہ کو عیاض کی دلیلیں پسند آئیں، انہوں نے ان کی سمجھ بوجھ کو سراہا اور ذیل کا خط لکھا:

تمہارا خط ملا، اُن اسباب کا علم ہوا جن کی بناء پر تم نے بُسرؓ بن ابی ارطاۃ

---

[1] ابنِ اعثم صدی

اور ان کی فوج کو شام لوٹا دیا تھا، اطمینان ہوا کہ جو روش تم نے اختیار کی درست تھی، خلفائے بزرگ اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے تمہیں جزاء خیر دے، خدا سے دعاء ہے کہ جب تک "عمرؓ" زندہ ہے تمہیں سرکاری منصب پر بحال رکھے اور جب اسے موت آئے اور تم ہنوز زندہ ہو، تو وہ اپنے جانشین خلیفہ کو وصیت کرے کہ تمہیں سرکاری عہدہ پر برقرار رکھے اور جب تک تم زندہ ہو تمہیں معزول نہ کرے، ہر طرح، خوش رہو اور فوجی مہموں کی سربراہی میں جیسا کہ تاکید ہے ہر ممکن کوشش کرتے رہو والسلام [1]

۷۳۔ عیاض بن غنمؓ کے نام۔

یہ خط ابن عساکر کی تاریخ دمشق (فوٹو) سے ماخوذ ہے، اس کا سیاق وسباق یہ ہے کہ عیاضؓ زمین کا لگان وقت پر مدینہ نہ بھیج سکے تھے اور اس کی وجہ جہاں تک کہ ابن عساکر کے چند لفظی اور مبہم مقدمہ سے ظاہر ہے، یہ تھی کہ عیاضؓ نے جزیرہ میں لگان کی کوئی شرح مقرر نہیں کی تھی بلکہ وہاں کے زمینداروں سے یہ طے ہوا تھا کہ لگان کی مقدار زمین کی زرخیزی اور فصل کی حالت پر موقوف، ہوگی، اگر فصل اچھی ہوگی تو لگان زیادہ لیا جائے گا اور اگر کسی وجہ سے فصل خراب ہوگی تو لگان میں بھی کمی کردی جائے گی، مسلمانوں کی چڑھائی سے جو افراتفری پیدا ہوئی اس کے زیر اثر بہت سی زمینوں کی بروقت کاشت نہ ہوسکی اور بہت سے کھیتوں کا لگان متعین کرنے کے لئے لگان کی فراہمی اور اس کے مدینہ بھیجنے میں دیر ہوگئی، اس تاخیر کے عمر فاروقؓ اپنے خط میں شاکی ہیں۔

تم نے خراج بھیجنے میں دیر کردی حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ خراج کی، مسلمانوں کے لئے کیا اہمیت ہے، اسی کے سہارے وہ اپنے

---

[1] ابن اعثم ص۵۶۔

دشمنوں سے لڑتے ہیں اور یہی اُن کا ذریعہ معاش ہے۔ تمہیں میری اور یہاں کے مسلمانوں کی مالی ضرورت بھی علم ہے وانما هو بعق مسود (؟) لہٰذا خراج وصول لینے میں چستی اور تیزی سے کام لو، (کاشتکاروں کے ساتھ) نہ بیجا سختی ہو اور نہ ضرورت سے زیادہ نرمی[1]

۷۴ - عیاض بن غنمؓ کے نام -

عبداللہ عمرؓ امیر المومنین کی طرف سے عیاض بن غنم کو، سلام علیک - اس خدا کا سپاسگزار ہوں جس نے جزیرہ کا صوبہ مسلمانوں کے ہاتھ فتح کرایا اور ان کی بدحالی کو خوشحالی سے بدلا اور روزی کے دروازے ان پر فراخ کئے، مجھے اب ان کی تنگدستی یا افلاس کا ڈر نہیں ہے بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ کثرت دولت سے مغرور ہو کر کہیں وہ تباہ نہ ہو جائیں۔ تم نے جزیرہ کی مہم جس بلیغ کوشش سے پایۂ تکمیل کو پہنچائی اور وہاں جس عمدہ پالیسی پر عمل کیا اُس پر خدا تمہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے گا، یہ خط پڑھ کر فوج کے ایک بڑے افسر کو جس کے قول و فعل پر تمہیں اعتماد ہو جزیرہ کا گورنر مقرر کر دو اور خود شام واپس چلے جاؤ (شام کے سپہ سالار) یزید بن ابی سفیانؓ کی طبیعت ناساز ہے اور تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے اگر اُن کا انتقال ہو گیا تو وہ ملک ضائع ہو جائے گا اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائیگا - اس لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے جزیرہ سے چل دو۔ والسلام[2]

۷۵ - معاویہؓ بن ابی سفیان کے نام -

(عیاض جزیرہ سے لوٹ کر ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر حمص (شام) پہنچے ہی تھے کہ بیمار پڑ کر راہی ملک بقا ہوئے - یزید بن ابی سفیان پہلے سے دمشق (ہیڈ کوارٹر)

---

[1] ابن عساکر (ف) قلم ۱۹ [2] ابن اعثم ص۹۰۔

میں علیل تھے چند دن کے بعد وہ بھی چل بسے ، بلاذری نے ان کی موت ۱۸ھ میں بتائی ہے ۔ ان کے بھائی معاویہؓ شروع سے ہی شام کے مورچہ پر تھے اور اپنی محنت نیز معاملہ فہمی کی بدولت برابر ترقی کی منزلیں طے کرتے چلے جا رہے تھے ۔ یزیدؓ کی وفات کے وقت وہ قیساریہ فتح کر چکے تھے ، عمر فاروقؓ نے ان کی کارگزاری سے متاثر ہو کر یزیدؓ کے بعد ان کو افواج کا کمانڈر ان چیف مقرر کیا ، اس عہدہ پر فائز ہو کر انہوں نے وہ ساحلی شہر مسخر کئے جو ہنوز بزنطیوں کے قبضہ میں تھے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو ، تمہیں معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کو سربلند کیا اور مشرکوں کو خوار کر کے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ۔ پیغمبر خدا نے اپنی امت سے شام اور دوسرے ملکوں کی فتح کی جو پیشگوئی کی تھی اور جباروں کے خزانوں اور مال و متاع کے حصول کی جو بشارت دی تھی وہ پوری ہوئی ، ان فتوحات میں خاص طور پر قیساریہ کو اہمیت حاصل ہے جس کا قلعہ مضبوطی و استحکام میں انفرادی شان کا حامل تھا اور جسے بزنطی ناقابل تسخیر خیال کرتے تھے ۔ اب غزہ اور عسقلان (بندرگاہ) اور متعلقہ بستیوں کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ تم شام میں فتوحات حاصل کرو گے ، میں تمہیں دو دلہنوں یعنی غزہ اور عسقلان کی فتح کی بشارت دیتا ہوں ، آپؐ نے فرمایا کہ وہ وقت دور نہیں جب مسلمان ساحل سمندر پر آباد ہوں گے ، آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مشرق و مغرب میں خانہ جنگیاں شروع ہو جائیں اور شہروں نیز قریوں میں رہائش دشوار ہو جائے تو تمہیں عسقلان میں آباد ہونا چاہیے نیز یہ کہ ہر چیز کا ایک عمدہ حصہ ہوتا ہے اور شام کا عمدہ شہر عسقلان ہے خط کا مضمون پڑھ کر بلا تاخیر عسقلان پر چڑھائی کر دو اور اسے نیز اس کے مضافاتی علاقہ کو بزنطی اقتدار سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش کرو ، امید ہے کہ یہ نفیس شہر اور متعلقہ بستیاں خدائے بزرگ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا ۔ عسقلان پہنچ کر

ہر روز مقامی حالات اور واقعات سے مجھے مطلع کرتے رہو والسلام۔[1]

۷۶ - معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام -

امیر معاویہؓ جب شام کے ساحلی شہر (عکا، صور، یافا وغیرہ) فتح کر چکے تو انہوں نے خلیفہ کو لکھا کہ اگر اجازت ہو تو جزیرۂ قبرص (CYBRUS) پر چڑھائی کروں، قبرص ساحل شام سے اتنا قریب ہے کہ وہاں کے پرندوں کی آواز سنائی دیتی ہے، وہ بہت زرخیز ہے اور قدرتی نعمتوں سے مالا مال، مختلف اقسام کے میوے اور پھل وہاں ہوتے ہیں اور اس پر قبضہ کرنا بھی آسان ہے، عمر فاروقؓ نے مصر کے گورنر عمرو بن عاصؓ سے سمندری سفر کے بارے میں رائے لی تو انہوں نے خطرات کا مہیب نقشہ کھینچا اور فوج کشی کی مخالفت میں رائے دی، عمر فاروقؓ نے امیر معاویہؓ کو لکھا:

> تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے امتِ محمدؐ کی دیکھ بھال کا بار میرے کندھوں پر رکھا ہے، اس بارے عہدہ برآ ہونے کیلئے میں خدا کی مدد کا طالب ہوں، میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں سمندر کے خطروں میں مبتلا کروں اور کشتیوں پر سوار ہو کر جزیرہ قبرص پر چڑھائی کی اجازت دوں، پھر بھی مزید اطمینان کے لئے میں نے خود اس معاملہ میں غور وخوض کیا اور اُن لوگوں کی رائے بھی معلوم کی جو سمندر کے حالات سے واقف ہیں اور سمندری سفر کا تجربہ رکھتے ہیں، ان کی رائے یہ ہے کہ اس خطرناک اقدام سے اجتناب کیا جائے، لہذا تم قبرص پر چڑھائی کا خیال چھوڑ دو اور پھر کبھی سمندری جہاد کے بارے مجھ سے خط وکتابت نہ کرنا والسلام۔[2]

۷۷ - خط کی دوسری شکل -

قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ نبی برحق مبعوث کیا، میں کبھی کسی مسلمان کو سمندر کے سفر پر نہیں بھیجوں گا۔[3]

---

[1] ابن اعثم ص٦٠ [illegible]

۷۸- خط کی تیسری شکل

ہم نے سنا ہے کہ ساحلِ شام کے سامنے دنیا کا سب سے لمبا سمندر ہے جو رات دن خدا سے اس بات کی اجازت مانگتا رہتا ہے کہ اسے زمین پر بہنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ زمین کو غرقاب کر دے، پھر میں کیسے اسلامی لشکر کو ایسے سخت کافر پر سفر کرنے بھیجوں، خدا کی قسم، ایک مسلمان کی جان میری نظر میں ساری بزنطی حکومت سے زیادہ عزیز ہے، خبردار بحری فوج کشی کی ممانعت میں میرے حکم کی خلاف، ورزی نہ کرنا تمہیں اس سزا کا علم ہے جو میں نے علاء (بن حضرمی) کو دی تھی جب انہوں نے میری بلا اجازت (جنوبی فارس پر) فوج کشی، کی تھی۔[1]

۷۹- بزنطی قیصر کے نام۔

ذیل کے چاروں خط شاید فتح قیساریہ (۱۸ھ) کے بعد لکھے گئے، قیساریہ شام میں بزنطیوں کا آخری گڑھ تھا، اس کے سقوط پر بزنطی قیصر نے شام میں جارحانہ کارروائی بند کر دی تھی اور مدینہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنیکا خواہشمند ہو گیا تھا، عربی اخبار و آثار کے بعض ناقل کہتے ہیں کہ اس نے عمر فاروقؓ سے درخواست کی کہ مجھے ایسے چند جامع لفظ لکھ بھیجے جن میں "سارا علم" سمو دیا گیا ہو، انہوں نے لکھا:

رعایا کیلئے وہی بات پسند کرو جو خود اپنے لئے پسند کرتے ہو، اور جو بات خود تمہیں پسند نہ ہو وہ رعایا کیلئے بھی پسند نہ کرو، اگر ایسا کروگے تو سارے عقل و دانش کے مالک بن جاؤ گے، نظر سے اوجھل لوگوں کو ان، لوگوں پر قیاس کرو جو نظر کے سامنے ہیں اسطرح تمہاری واقفیت کا دائرہ نہایت وسیع ہو جائے گا۔[2]

---

[1] طبری ۵/۵۲ - [2] طبری ۵/۵۲ -

۸۰۔ دوسری بار قیصر نے ایک شیشی بھیجی اور فرمائش کی کہ اس میں وہ چیز بھر دیجئے جو دنیا میں سب کچھ ہے، عمر فاروقؓ نے اس میں پانی بھر دیا اور لکھا:

یہ (پانی) دنیا میں سب کچھ ہے[۱]

۸۱۔ قسطنطنیہ سے اگلی سفارت قیصر کی طرف سے یہ سوال لے کر آئی: حق و باطل میں کتنا فاصلہ ہے؟ عمر فاروقؓ نے لکھا:

چار انگل، جو باتیں آنکھوں سے نظر آتی ہیں انہیں حق کہتے ہیں اور جن باتوں باتوں کا عینی مشاہدہ نہیں ہوتا بلکہ بیشتر سنی جاتی ہیں وہ اکثر باطل ہوتی ہیں[۲]

۸۲۔ ایک بار قیصر نے آسمان و زمین اور مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت معلوم کی تو خلیفہ نے لکھا:۔

اگر راستہ صاف اور کشادہ ہو تو ایک مسافر اس مسافت کو پانچ سو سال میں طے کر سکتا ہے[۳]

۸۳۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام۔

لوگوں سے پردہ کر کے نہ بیٹھو، غریب کو اجازت دو کہ تم سے ملے اور اس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آؤ تاکہ اس کی زبان کھلے اور ہمت بڑھے، پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ اگر (فیصلہ کے لئے) اس کو زیادہ رکنا پڑا تو وہ گھبرا جائے گا۔ اس کی حوصلہ شکنی ہوگی اور وہ اپنا حق چھوڑ کر لوٹ جائے گا[۴]۔

اس سے ملتا جلتا خط (۳۱) ابوعبیدہ بن جراحؓ کے نام بھی نقل ہو چکا ہے۔

۸۴۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کے نام۔

جادۂ حق پر ثابت قدمی سے چلتے رہو، ایسا کرو گے تو خدا اہل حق کی ساری منزلیں تم پر واضح کر دے گا، ہر فیصلہ کے وقت حق اور انصاف کو نظر میں رکھو[۵]

---

[۱] طبری ۵/۵۲ [۲] ایضاً [۳] ایضاً [۴] ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۲، ۱۹۱، ۱۹۲ [۵] کنز العمال ۸/۲۰۸

۸۵ - سعید بن عامر جذیم رضی اللہ عنہ کے نام۔

یہ خط قرقیسیاء کے محاصرہ کے دوران موصول ہوا۔ خط کے ماخذ مدونۃ الکبریٰ امام مالک میں غلطی سے قیسساریہ قلمبند ہو گیا ہے۔ قرقیسیا، جزیرہ کا ایک شہر تھا اور قیساریہ شام کے جنوب مغربی ساحل پر واقع تھا اسے ۱۹ھ میں امیر معاویہؓ نے فتح کر لیا تھا، سعید بن عامر کا قیساریہ کے محاذ پر کسی راوی نے ذکر نہیں کیا ہے وہ جزیرہ میں عیاض بن غنمؓ کے ایک سالار تھے، کاتب یا راوی نے دونوں شہروں کی صوری و صوتی مشابہت سے دھوکہ کھا کر قرقیسیاء کو قیساریہ قرار دیدیا ہے۔

تمہارا کوئی آزاد شخص یا غلام اگر دشمن کے کسی فرد کو امان دیدے تو جب تک وہ تمہارے پاس مقیم رہے یا جب تک تم اسے محفوظ جگہ (اس کے علاقہ میں) نہ پہنچا دو وہ تمہاری امان میں رہے گا۔ اگر تم نے ممانعت کر دی ہو کہ کوئی مسلمان دشمن کے کسی فرد کو امان نہ دے اور پھر کوئی امان دیدے یا تو اس وجہ سے کہ اسے تمہاری ممانعت کا علم نہ تھا یا وہ بھول گیا تھا یا دیدہ و دانستہ اس نے تمہارے حکم کی خلاف ورزی کی تھی، بہر حال تم دشمن کے اس فرد کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ تمہیں چاہیئے کہ اسے حفاظت کی جگہ پہنچا دو الّا یہ کہ تمہارے ساتھ رہنا چاہے بندگانِ خدا کے ساتھ زیادتی نہ کرو، کیونکہ بلاشبہ تم خدا کے سپاہی ہو اگر کوئی مسلمان دشمن کے کسی فرد کی طرف اشارہ کرے کہ آ میں تجھ سے لڑوں اور وہ بات سمجھے بغیر محض اشارے پر آ جائے تب بھی تم اسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے بشرطیکہ تمہیں اطمینان ہو کہ وہ اشارہ پر آیا ہے لیکن اگر تمہیں اس بارے میں شک ہو یا گمان اور یقین نہ ہو کہ وہ از خود آیا ہے تو اسے محفوظ جگہ لوٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو ذمی بنا کر جزیہ وصول کرو اور اگر کیمپ میں باہر کے کسی شخص کو جس نے اپنی انفرادیت مخفی رکھی ہو پکڑ لو تو اسے نہ امان دو اور نہ ذمی بناؤ۔

اس بارے میں ہر وہ فیصلہ کر سکتے ہو جو تم سمجھو کہ مسلمانوں کے مفاد میں ہے[۱]۔

۸۶۔ عُمیر بن سعد انصاری رضؓ کے نام۔

عیاض بن غنم رضؓ جب جزیرہ فتح کر کے یزید بن ابی سفیان رضؓ سے شام کی سپہ سالاری کا چارج لینے آ رہے تھے تو ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر حمص ہی پہنچے تھے کہ موت نے آ دبایا۔ شام کی سپہ سالاری خلیفہ نے یزید کے چھوٹے بھائی امیر معاویہ رضؓ کو سونپ دی اور صوبۂ حمص کی گورنری پر ایک صحابی سعید رضؓ بن عامر بن حذیم کو مقرر کیا۔ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ سعید رضؓ کا بھی انتقال ہو گیا، ان کے جانشین عُمیر رضؓ بن سعد رضؓ ہوتے جو جزیرہ میں عیاض بن غنم کی فوج کے ایک ممتاز سالار تھے، عمر فاروق رضؓ نے انہیں لکھا۔

اپنی عملداری کے مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ اپنے غلاموں کو مُکاتب بنائیں اور ان سے کہیں کہ بھیک مانگ کر زرِ مکاتبت فراہم کریں[۲]۔

۸۷۔ عُمیر بن سعد رضؓ کے نام

رقہ[۳] کے دیہاتی علاقہ پر بھی چار دینار (بیس روپے) سالانہ جزیہ لگاؤ جیسا کہ رقہ کے شہریوں پر لگایا ہے[۴]۔

۸۸۔ عُمیر بن سعد رضؓ کے نام۔

حمص کا گورنر ہوتے ایک سال گزر گیا لیکن اس اثناء میں عمیر رضؓ نے خلیفہ کو نہ تو کوئی خط لکھا نہ سرکاری روپیہ (جزیہ، لگان، زکاۃ وغیرہ) بھیجا، عمر فاروق رضؓ کے دل میں مختلف وسوسے پیدا ہوئے اور انہوں نے عمیر کو یہ خط لکھا:

میرا خط پڑھتے ہی چل دو، جتنا خراج (جزیہ لگان، زکاۃ وغیرہ) وصول کیا ہو ساتھ لے لینا[۵]۔

۸۹۔ خط کی دُوسری شکل۔

میں نے تمہیں گورنر بنایا تھا معلوم نہیں تم میری حسب ہدایت

---

۱ مدونۃ الکبریٰ ۱/۲۰۱ ۲ کنز العمال ۵/۲۵۵ ۳ شامی سرحد کے قریب جزیرہ کا ایک بڑا تجارتی مرکز ۴ بلاذری ص۱۸۱ ۵ ازالۃ الخفاء ۲/۲۰۳۔

راستبازی سے کام کر رہے ہو یا خیانت کے جادہ پر گامزن ہو، میرا خط پاکر جتنا سرکاری روپیہ تمہارے پاس جمع ہو گیا ہو لے کر یہاں آجاؤ۔[1]

۹۰۔ اہل رُعاش کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمر امیر المومنین کی طرف سے اہل رُعاش کو۔ سلام علیکم، میں اس ذات کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، تم نے مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر مرتد ہو گئے، تم میں سے جو ارتداد سے توبہ کرے اور راہِ راست پر آجائے اسے ارتداد کی سزا نہیں ملے گی اور ہم اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، یہ بات یاد رکھو اور تباہی سے بچو، تم میں سے اسلام لانے والوں کو خوش ہونا چاہیئے اور جو نجرانی عیسائیت پر اڑا رہے گا۔ وہ ماہ صوم کی آخری تہائی کے بعد اگر نجران میں ٹھہرا تو اسلام کی امان سے محروم کر دیا جائے گا۔ واضح ہو کہ یعلیٰ (گورنر یمن) نے مجھے لکھا ہے کہ انہوں نے نہ تو کسی کو اسلام لانے پر مجبور کیا اور نہ کسی کو مارا پیٹا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس پر دباؤ ڈالا ہو اور دھمکایا ہو جس کی انہیں اجازت نہیں دی گئی تھی میں نے یعلیٰ کو حکم دیا ہے کہ تم سے پیداوار کا آدھا لگان لیں، جب تک تمہارا طرز عمل ٹھیک ہے میں تمہیں ہرگز نہیں نکالوں گا۔[2]

نجران کی متعدد زرخیز وادیوں میں سے ایک وادی کا نام رُعاش تھا۔ رعاش سے غالباً حارث بن کعب نامی قبیلہ مراد ہے جو ۱۰ھ میں رسول اللہؐ کی فرستادہ فوج سے ڈر کر مسلمان ہو گیا تھا اور جس نے ان کی وفات کے بعد اسلام اور مدینہ کی غاوری سے منہ موڑ لیا تھا، ابن سلام نے اپنی کتاب الاموال میں نجرانی عیسائیوں کو اس خط کا مخاطب قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ چونکہ وہ مرتد ہو گئے تھے خلیفہ نے انہیں یہ خط لکھا، ابن سلام کی یہ رائے درست نہیں معلوم ہوتی، نجرانی عیسائی مسلمان نہیں

---

[1] کنز العمال، ۷/۶۵ [2] ابن سلام صفحہ ۹۹ [3] ہمدانی (صفۃ جزیرۃ العرب لائڈن ۱۸۸۴ء) صفحہ ۱۶۹

ہوئے تھے اس لئے ان کے مرتد ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، وہ اس معاہدہ کے مطابق جزیہ گذار تھے اور اپنے مذہب پر قائم جو رسول اللہ نے ان سے کیا تھا خط میں لگان کی تصریح سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب نجرانی عیسائی نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول اللہ کے معاہدہ میں ان پر کوئی لگان یا زراعی محصول نہیں تھا خط کے الفاظ۔ والنصاری بنجوان۔ اگر راویوں نے نہیں بڑھائے ہیں تو ان سے والنصاری بنواش مراد لینا ہی قرین صواب معلوم ہوتا ہے خط کی یہ عبارت، واضح ہو کہ یعلی نے مجھے لکھا ہے .... جس کی انہیں اجازت نہیں دی گئی تھی، بے تکی سی ہے اور اس کا خط کی دوسری شکل میں نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے راویوں نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔

۹۱ خط کی دوسری شکل

کتاب الاموال میں مذکورہ بالا خط کے راوی فقیہ بصرہ ابن سیرین (متوفی ۱۱۰ھ) ہیں، یہی ابن سیرین کنز العمال میں خط کا مضمون ان چند لفظوں میں بیان کرتے دکھائے گئے ہیں:-

> میں نے یعلی کو فہمائش کر دی ہے کہ تم میں سے جو مسلمان ہو جائے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور انہیں حکم دیا ہے کہ پیداوار کا آدھا وصول کریں جب تک تمہارا طرز عمل ٹھیک ہے میں تمہیں نہیں نکالوں گا[1]

۹۲ - یعلی بن امیہ کے نام -

> وہ ساری اراضی سرکاری نگرانی میں لے لو جس کے مالک جلا وطن ہو گئے ہوں جس اراضی پر اب تک زراعت نہ ہوئی ہو اور جس کی سینچائی بارش یا بارش سے ممکن ہو، اس میں کھجور وغیرہ کے جو باغ ہوں نجرانی مسلمانوں کو دیدو تاکہ وہ اس کی داشت و پرداخت کریں، باغوں کی پیداوار کا

---

[1] کنز العمال ۲/۳۱۴۔

دو تہائی حصہ مرکزی بیت المال کے لئے وصول کیا جائے اور ایک تہائی کاشت کاروں کے پاس چھوڑ دیا جائے، اگر باغوں کی سینچائی ڈول سے ہو تو ان کی پیداوار کا دو تہائی باغ والے لیں گے اور ایک تہائی مرکزی خزانہ کو دیں گے۔ وہ اراضی جس پر اب تک زراعت نہ ہوئی ہو اور جس کی سنچائی بارش یا بارش پر منحصر ہو وہ بھی نجرانی مسلمانوں کو دیدو اس کی پیداوار کا ایک تہائی کاشت کاروں کا اور دو تہائی مرکزی خزانہ کا حق ہے ایسی اراضی کی سنچائی اگر ڈول سے ہو تو پیداوار کا دو تہائی کاشتکاروں کا اور ایک تہائی مرکزی بیت المال کا حق ہے[1]

۹۳۔ شام وعراق کے گورنروں کے نام۔

عربی اخبار و آثار میں نجرانی کے عیسائیوں کی جلاوطنی سے متعلق تین سبب بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ بستر مرگ پر رسول اللہ ؐ نے حکم دیا تھا کہ جزیرۂ عرب میں اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب باقی نہ چھوڑا جائے، دوسرا یہ کہ نجرانیوں سے رسول اللہ ؐ کے معاہدہ کی ایک دفعہ یہ تھی کہ وہ سود کھانا چھوڑ دیں گے، اس پر کئی برس عمل کرنے کے بعد انہوں نے عمر فاروق رضؓ کے عہدِ خلافت میں پھر سود کھانا شروع کر دیا تھا تیسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور انہوں نے اتنے ہتھیار اور گھوڑے جمع کر لئے تھے کہ یمن کے مسلمانوں اور سرکارِ مدینہ کو ان کی طرف سے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ کہیں حملہ نہ کر دیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ دستاویز عمر امیر المومنین نے اہل نجران کے لئے لکھی ہے کہ ان میں سے جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے جائیں گے وہ خدا کی امان میں رہیں گے۔ کوئی مسلمان انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس عہد کے ماتحت جو پیغمبر محمد ؐ اور ابوبکرؓ نے ان سے کیا تھا۔ واضح ہو کہ امرائے عراق وشام میں سے جس کسی کے پاس نجران کے عیسائی

[1] ابو یوسف ص۷۵۔

جائیں گے وہ انہیں کاشت کے لئے زمین دیں گے اور جتنی زمین وہ جوت بولیں گے نجران میں چھوڑی اراضی کے عوض وہ اس کے مالک ہوجائیں گے۔ اسے جوتنے بونے اور اپنے تصرف میں رکھنے سے کوئی انہیں نہیں روکے گا اور نہ کوئی مالی مواخذہ ان پر عائد کرے گا، اگر کوئی ان پر ظلم کرے تو جو مسلمان موقع پر ہوں انہیں چاہیئے کہ نجرانیوں کی حمایت کریں کیونکہ وہ ہماری حفاظت میں آگئے ہیں، نئی جگہ بسنے کے چوبیس ماہ تک ان سے جزیہ نہیں لیا جائے گا، ان سے بلا ظلم وستم صرف اسی زمین کا لگان وصول کیا جائے گا جس پر وہ زراعت کریں گے[۱]

خط کا آخری جملہ۔ ان سے بلا ظلم وستم صرف الخ راویوں کا اضافہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ نہ تو نجرانیوں سے رسول اللہؐ کے معاہدہ میں لگان کا کوئی ذکر ہے نہ خط کی دوسری شکل میں۔

۹۴۔ خط میں دوسری شکل۔

واضح ہو کہ شام یا عراق کے جس گورنر کے پاس بھی نجرانی پہنچیں چاہیئے کہ نجرانیوں کو کاشت کرنے کی اجازت دیں، جتنی زمین وہ جوت بولیں گے ان کی ملکیت ہوجائے گی۔ خدا کی خوشنودی کی خاطر اور ان کی خاطر اور ان کی چھوڑی ہوئی زمین کے بدلہ میں[۲]

۹۵۔ یَعلیٰ بن امیہؓ کے نام۔

یمن کے پایۂ تخت صنعا کی ایک عورت کا خاوند کہیں سفر پر ایسا گیا کہ پھر نہ لوٹا۔ عورت کا کچھ بڑے لوگوں سے ناجائز تعلق ہوگیا۔ اس کا ایک لڑکا بھی تھا، اس خوف سے کہ کہیں لڑکا خفیہ ملاقاتوں کا بھانڈا نہ پھوڑ دے ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش صنعاء کے ایک کنوئیں میں ڈال دی۔ عورت نے یَعلیٰ بن امیہؓ (گورنر) کو آکر خبر دی کہ میرا لڑکا کہیں لاپتہ ہوگیا ہے۔ یَعلیٰ نے ایک عام جلسہ میں لوگوں

---

۱ ابن سعد ۱/۲ ۳۵، ابو یوسف ص۴۳، ۲ ابن سلام ص۱۸۹، بلاذری ص۶۶

سے اپیل کی کہ لڑکے کو تلاش کرکے دیں ۔ ایک شخص کا گزر کنوئیں کی طرف سے ہوا تو اس نے بہت سی نیلی مکھیاں کنوئیں میں آتی جاتی دیکھیں ، اسے کچھ شبہ ہوا اور اس نے کنوئیں میں جھانکا تو ناک نہ دی گئی ۔ وہ یعلیٰ سے ملا اور کہا کہ غالباً لڑکا کنوئیں میں مرا پڑا ہے ، لوگ اتارے گئے تو لڑکے کی لاش ملی ۔ مجرمان نے قتل اور عورت نے قتل کی سازش میں شرکت کا اعتراف کیا ۔ واقعہ کی رپورٹ مدینہ بھیجی گئی تو خلیفہ نے لکھا :-

ان سب کو قتل کی سزا دو جو قتل میں شریک ہوں ، اگر صنعاء کے سارے باشندوں نے قتل کی سازش کی ہوتی تو بلا شبہ میں سب کو قتل کرا دیتا ۔

۹۶ - خط کی دوسری شکل ۔

ان سب کی گردن مار دو اور ان کے ساتھ عورت کو بھی قتل کر دو ۔ اگر صنعا کے سب لوگ اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرا دیتا[1]

۹۷ - یعلیٰ بن امیہ کے نام ۔

یمن میں کئی خوشبودار چیزیں ہوتی تھیں جن میں سے ایک عنبر تھا ، یہ عدن اور مخا کے درمیانی ساحل پر سمندر کی تہوں سے نکل کر آ جمع ہوتا تھا ۔ ایک شخص نے کافی مقدار میں عنبر پایا ، گورنر کو اس کا علم ہوا تو وہ فیصلہ نہ کر سکے کہ اس پر محصول لیا جائے یا نہیں ، انہوں نے خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا :-

عنبر تحفۂ خداوندی ہے ، اس پر اور سمندر سے جو کچھ برآمد ہو ، پانچواں حصہ محصول لیا جائے[2]

۹۸ - یہ کتاب الخراج (ابو یوسف) کی روایت ہے ، قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں اس موضوع پر جو خط بیان کیا ہے اس میں دسواں حصہ لینے کا حکم ہے :-

سمندر سے جو موتی اور عنبر برآمد ہو اس پر دسواں حصہ محصول لیا جائے[3]

۹۹ - سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ کے نام

طائف کے گورنر سفیان بن عبداللہ نے عمر فاروق کو لکھا کہ طائف کی عملداری میں

---

[1] دارقطنی ص ۳۲۲ [2] ابو یوسف ص ۷۰ [3] ابن سلام ص ۳۴۵

کثرت سے شہد کے چھتے پائے جاتے ہیں، ان کے مالک رسُول اللہؐ کو دسواں حصہ بطور ٹیکس دیتے تھے جس کے بالمقابل رسُول اللہؐ نے ان کے چھتے سرکاری حفاظت میں لے لئے تھے مالکوں نے ٹیکس دینا تو بند کر دیا ہے لیکن چاہتے ہیں کہ ان کے چھتے بدستور سرکاری حفاظت میں رہیں، آپ کی رائے ہے؟ عمر فاروقؓ نے لکھا :-

چھتوں کے مالک حسب سابق اگر اتنا ٹیکس ادا کریں جتنا رسُول کو دیتے تھے تب تو ان کے چھتوں کی حکومت کی طرف سے حفاظت کی جائے ورنہ نہیں[1]

۱۰۰۔ خط کی دوسری شکل

اگر وہ شخص دس فیصد ٹیکس جو رسُول اللہؐ کو دیتا تھا ادا کرتا رہے تب تو اس کی وادی سَلَبہ کی حفاظت حکومت کی طرف سے کی جائے ورنہ نہیں، عدم ادائگی ٹیکس کی صورت میں ہر شخص کو شہد کھانے کی اجازت ہوگی (کیونکہ شہد انسانی محنت سے نہیں تیار ہوتا ہے بلکہ) مکھیاں بارش سے پیدا ہونیوالے پھول کا رس چوس کر شہد بناتی ہیں[1]

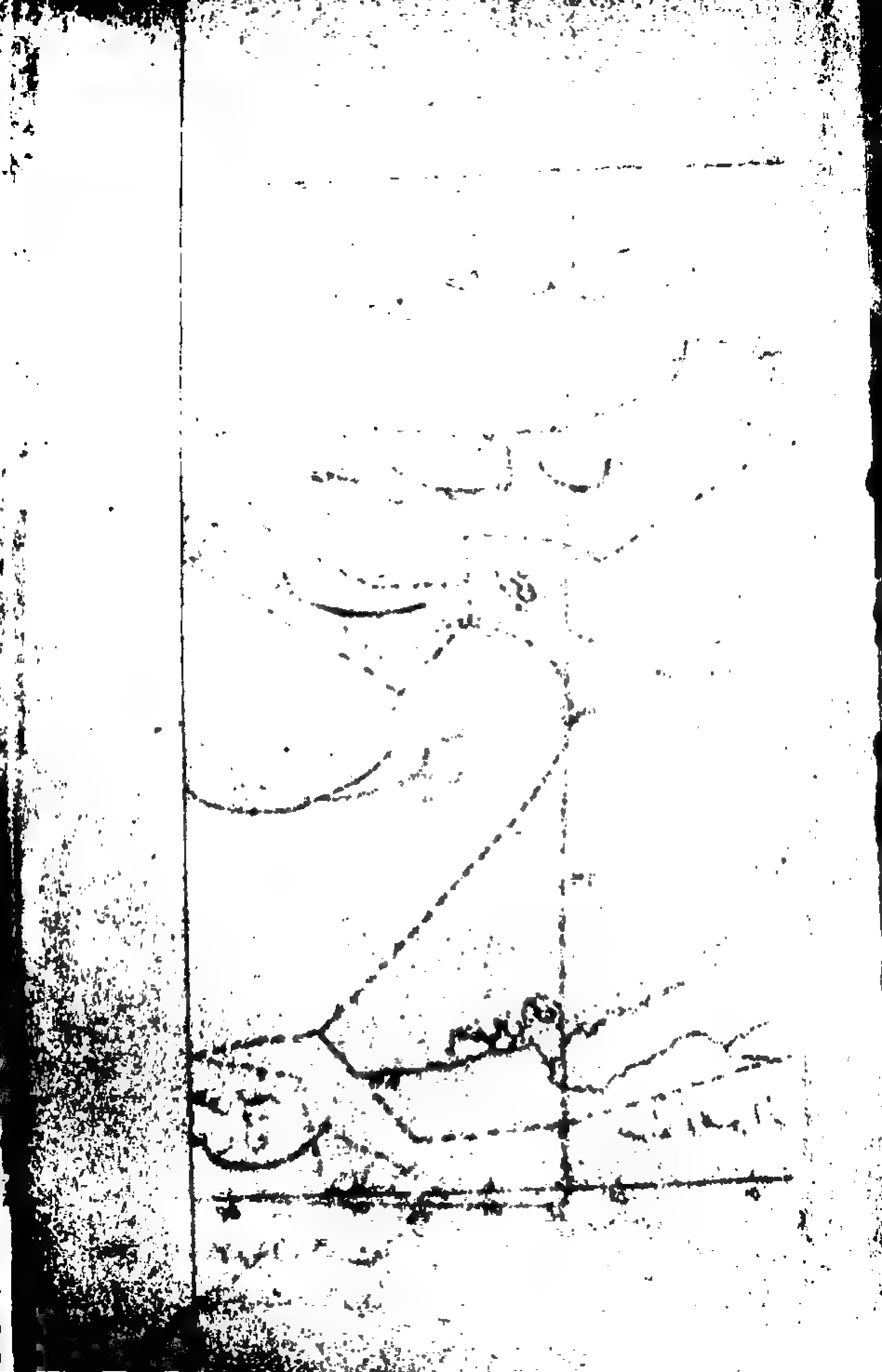
۱۰۱۔ سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کے نام۔

اسلامی قانون ہے یحرم من الرضاع مایحرم من النسب۔ جو کام خونی رشتہ کے باعث ناجائز ہیں وہ رضاع کے زیر اثر بھی ممنوع ہیں، طائف کے گورنر نے عمر فاروقؓ سے اس قانون کی وضاحت چاہی تو انہوں نے لکھا:-

اگر کوئی عورت ضرار یعنی دو بچوں یا افراد کو مستقبل میں شادی سے محروم کرنے کے لئے دودھ پلائے یا کوئی بچہ یا فرد اس کے پستان کا بچا کھچا دودھ پی لے یا صرف ایک بار پستان چوسے تو ان تینوں حالتوں میں) حرمت لازم نہیں ہوگی[2]

---

[1] ابو یوسف ص۵۵-۵۶، بلاذری ص۹۵، بیہقی ۴/۱۲۶ [1] ابو داؤد (سنن مصر) ۲/۱۰۹، زیلعی (نصب الرایہ مصر) ۲/۴۹۰، لسان العرب ۴/۳۸۲ باختلاف متن، کنز العمال ۳/۳۰۳، ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۱ [2] کنز العمال ۳/۲۲۵۔



۲۔ محاذ عراق و فارس

۱۰۲۔ مثنیٰ بن حارثہؓ اور دوسرے سالاروں کے نام

سیف بن عمر کے مدرسۂ تاریخ کی رائے ہے اور ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں (۱۲ھ سے ۱۳ھ تک)، خالد بن ولیدؓ اور ان کے دست راست مثنیٰ بن حارثہ شیبانیؓ نے خلیج بصرہ کے ساحلی شہر کاظمہ سے لے کر حیرہ تک زیرین اور وسطی عراق کا کافی علاقہ جو شہروں، دیہاتوں اور حکومتِ فارس کے فوجی اڈوں پر مشتمل تھا فتح کر لیا تھا، ربیع الاوّل ۱۳ھ میں حکومت مدینہ کی طرف سے خالد بن ولیدؓ کو شام کے محاذ پر جانے کا حکم ملا اور وہ اپنی کمان مثنیٰ کو سونپ کر دمشق چلے گئے فارس میں اس وقت سخت سیاسی انتشار تھا تخت پر کوئی باصلاحیت بادشاہ نہ تھا، حکومت کی باگ ڈور فوجی افسروں کے ہاتھ میں تھی جو آپس میں لڑ رہے تھے، مثنیٰ نے ان حالات سے فائدہ اُٹھانے کی ٹھانی، وہ ابوبکر صدیق سے ملنے مدینہ آئے اور فارسی حکومت کی کمزوری اور وہاں کی خانہ جنگی کا ذکر کرکے عراق پر فوج کشی کی اجازت مانگی اور رسد طلب کی، ان کے آنے کے چند دن بعد ابوبکر صدیقؓ رحلت کر گئے۔ عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہوکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ عراق کے لئے ایک فوج تیار کی اور ایک ثقفی تاجر ابوعبید کی قیادت میں اسے روانہ کیا۔ مثنیٰ بن حارثہ ان سے پہلے وہاں پہنچ گئے اور دجلہ و فرات کے درمیانی دیہاتوں پر ترکتازنہ شروع کر دی۔ چند دن بعد جب ابوعبید آئے تو فارسی فوجوں سے ان کے کئی کامیاب مقابلے ہوئے لیکن ایک لڑائی میں جو یوم الجسر (پل کی لڑائی) کے نام سے مشہور ہے (آخر رمضان

۱۳ھ) ابوعبیدہ نے اپنے ساتھیوں کے مشورہ کے برخلاف تہور اور بے احتیاطی سے کام لیا اور لڑتے ہوئے مارے گئے۔ مسلمانوں کو شکستِ فاش ہوئی، چار ہزار مسلمان قتل یا غرق ہوئے، اس وقت فارس کے حکمرانوں میں پھر پھوٹ پڑ گئی، جنگ جسر کے فاتح سالار واپس بلالئے گئے اور فارسی حکومت کی توجہ عربوں کی طرف سے ہٹ گئی، معرکہ جسر کے بعد مرکز سے کئی چھوٹی چھوٹی فوجیں آئیں جن کی مدد سے مثنی نے فارسیوں کو کئی لڑائیوں میں پسپا کیا، حالات سازگار دیکھ کر انہوں نے اب بڑے پیمانہ پر بالائی وسطی اور زیریں عراق میں دہشت انگیزی اور ترکتاز شروع کر دی بغداد، ساباط اور تکریت کے شہر اُن کی دست برد میں آگئے اور فارس کے عراقی پایۂ تخت مدائن پر خطرہ منڈلانے لگا، عراق کے رئیسوں اور عمائد کا ایک وفد رستم اور فیروزان سے ملا جو ملک کی سب سے بڑی پارٹیوں کے سرغنہ تھے۔ اس وقت حکومت کی باگ ڈور ملکہ پوران کے ہاتھ میں تھی اور رستم اس کا وزیر تھا۔ وفد نے دونوں لیڈروں سے جن کے درمیان فارسیوں کی وفاداری بٹی ہوئی تھی اپیل کی کہ متحد ہو کر عراق کو عربوں کی دست برد سے بچائیں۔ دونوں لیڈروں نے ہمدردی سے اپیل سنی۔ اس کے بعد ممتاز فوجی افسروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی، حکومت کی کمزوری، نظم و نسق کی ابتری اور عربوں کی ترکتاز کا جائزہ لیا گیا، سب نے اتفاق رائے سے طے کیا کہ کسروی نسل کے شہزادہ یزدجرد کو بادشاہ منتخب کیا جائے اور کسروی خاندان کے عمائد اور فوجی کمانڈر اس کی وفاداری کا عہد کر کے نظم و نسق قائم کرنے میں لگ جائیں، وقت کا اہم ترین مسئلہ یہ تھا کہ عربوں کا سیلاب روکا جائے۔ نئے بادشاہ نے از سرِ نو عسکری تنظیم کی، عراق کی جو چھاؤنیاں معطل پڑی تھیں انہیں پھر مستحکم کیا گیا اور نئی فوجی چوکیاں قائم کی گئیں، اس کے علاوہ عراق کے دیہاتوں میں عربوں کے خلاف سخت پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ مدینہ کی تحت گزار عراقی بستیوں میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی، عرب محصل جو تھوڑی بہت فوج لے کر ساتھ جزیہ وصول کرنے کے لئے دیہاتوں میں مقیم تھے بھاگ نکلے، فارسی فوجیں ہر سمت سے اُٹھنے لگیں، ان حالات میں مثنی کو ترکتاز بند کرنا پڑی اور وہ اپنے بکھرے ہوئے دستوں

کوسمیٹ کر عربی سرحد میں آگئے اور عرب عراق سرحد کے ایک نخلستان ذی قار میں کیمپ لگایا۔ فارسی انقلاب اور فارسی تیاریوں کی مرکز کو پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی۔ عمر فاروقؓ نے مثنی اور دوسرے فوجی لیڈروں کو لکھا :-

فارسی فوجوں کی زد سے ہٹ جاؤ اور ان دریاؤں، نہروں اور چشموں کے ساحلوں پر جو تمہارے اور ان کے علاقہ سے متصل ہوں مورچے بنالو، (عیسائی قبائل) ربیعہ، مضر اور ان کے حلیفوں کے سب بہادروں کو ساتھ لے لو۔ یہ لوگ اگر فوجی خدمت کے لئے برضا و رغبت تیار نہ ہوں تو انہیں جلاوطن کردو، عربوں سے کہدو کہ خوب سنبھل جائیں اور جس سنجیدگی اور لگن سے فارسی اٹھے ہیں اسی سنجیدگی اور لگن سے وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار رہیں۔[1]

۱۰۳۔ خط کی دوسری شکل

مثنی بن حارثہؓ کے نام

(عراق سے ہٹ کر) عربی سرحد میں آجاؤ اور تمہارے آس پاس جو عرب قبیلے ہوں انہیں دعوت دو کہ تمہارے ساتھ مل کر فارسیوں سے لڑیں۔ اپنی سرحد میں ایسی جگہوں پر مورچے بنالو جہاں فارسی فوجیں تم سے قریب ہوں اور میری اگلی ہدایات کا انتظار کرو۔[2]

۱۰۴۔ خط کی تیسری شکل -

واضح ہو کہ خدا نے طے کر دیا ہے کہ کچھ لوگ قتل ہوں گے اور کچھ طبعی موت مریں گے۔ خوش نصیب ہیں وہ جو راہِ خدا میں ثواب کی خاطر قتل ہوں ! تمہارے بارے میں مجھے جو خبریں موصول ہوتی ہیں وہ میری منشا کے عین مطابق ہیں۔ جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو۔ جو عرب قبیلے تمہارے آس پاس ہوں انہیں اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دو، میرے پاس

---

[1] طبری ۴/۲۸ [2] ایضاً۔

سے رسد آنے تک جو عنقریب پہنچے گی دشمن سے لڑنے میں عجلت نہ کرو الا یہ کہ وہ خود جنگ چھیڑ دے یا اس کو زک دینے کا کوئی موقع تمہارے ہاتھ آئے۔[1]

۱۰۵۔ عرب حاکموں کے نام

یزدجرد کی تاجپوشی، عراق میں عربوں کے خلاف بغاوت اور بڑے پیمانہ پر فوجی تیاری کی خبر سن کر عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر بھرتی شروع کر دی اور یہ ارجنٹ مراسلہ جزیرہ نمائے عرب کے حاکموں کو بھیجا:۔

ہر اس شخص کو جو مرد میدان ہو یا جس کے پاس ہتھیار ہو یا گھوڑا یا وہ جنگی بصیرت کا مالک ہو (لام پر جانے کے لئے) منتخب کر لو اور جلد از جلد میرے پاس بھیج دو۔

۱۰۶۔ سعد بن ابی وقاص کے نام۔

جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے اس وقت سعد بن ابی وقاصؓ بعض عرب قبیلوں میں محصل زکوٰۃ تھے۔ انہوں نے بھرتی سے متعلق خلیفہ کا ارجنٹ مراسلہ پا کر ایسی بلیغ کوشش کی کہ ایک ہزار سوار ہتھیاروں سے لیس جنگ پر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ کچھ تو اس کارگزاری کے صلہ میں اور کچھ صحابہ کی سفارش پر حضرت عمر فاروقؓ نے سعدؓ کو عراق کی فوجوں کا سالار اعلیٰ مقرر کر دیا۔ مدینہ سے روانگی کے وقت اُن کی کمان میں چار ہزار جوان تھے۔ جن میں یمن کے لوگوں کی اکثریت تھی۔ سعدؓ کو ہدایت تھی کہ زرُود جا کر کیمپ لگائیں اور وہاں بسنے والے قبائل (تمیم، اَسد اور رباب) کو محاذ جنگ پر جانے کی دعوت دیں۔ زرُود کی نخلستانی بستیاں مدینہ سے کئی سو میل شمال میں عرب۔ عراق سرحد پر حیرہ کے مضافات میں شہر قادسیہ (جہاں چند ماہ بعد جنگ ہوئی) اور مدینہ کے تقریباً وسط میں واقع تھیں۔

سعدؓ کو زرُود آئے چند ہفتے ہی گزرے تھے کہ تمیم، اسد اور رباب قبیلوں کے آٹھ ہزار جوان اُن کی فوج میں ضم ہو گئے۔ مثنیٰ بن حارثہؓ کے ایک کاری زخم لگا تھا جو ناسور

---

[1] الفاروق ص ۲۶۶

بن کر لا علاج ہو گیا تھا، چند ماہ علیل رہ کر وہ فوت ہو گئے اور ان کی آٹھ ہزار فوج بھی سعدؓ سے آ ملی، کل ملا کر قادسیہ کے معرکہ میں تیس پینتیس ہزار مسلمان شریک ہوئے جن میں عربی شجاعت، شرافت اور سپاہ گری کا بہترین عنصر شامل تھا۔

سعدؓ ابھی زرود ہی میں مقیم تھے کہ انہیں مثنیٰ بن حارثہؓ کے انتقال کی خبر ملی، مثنیٰ بڑے باحوصلہ اور دم خم والے سالار تھے جن کی بے پناہ ترکتازنے سارے عراق میں ہلچل مچا دی تھی، جنگ جسر کے کئی ہزار شکست خوردہ مسلمانوں کو وہ غیر معمولی ہمت وجرأت سے دریا پار نکال لائے تھے اور اس وقت عراق کی سرحدی فوجوں کے قائدِ اعلیٰ تھے۔ جنگِ جسر میں ان کے ایک کاری زخم لگا تھا۔ کئی ماہ علیل رہ کر ان کا انتقال کی خبر سعدؓ کی معرفت حضرت عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے زرود میں سعدؓ کا مزید قیام غیر مناسب سمجھ کر انہیں حکم دیا کہ سرحدِ عراق کی طرف کوچ کریں اور وہاں مثنیٰ کی وفات اور ان کی فوجوں کے ہٹنے سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے پُر کریں:۔

شراف کی طرف پیشقدمی کرو، اپنے ساتھی مسلمانوں کی سلامتی کا خیال رکھو، جہاں تک ممکن ہو تمہارا طرزِ عمل اصلاحی ہونا چاہیئے[1]

۱۰۷۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

سعدؓ نے جب زرود سے شراف کی طرف کوچ کیا تو یہ خط موصول ہوا۔ شراف قادسیہ سے اندازاً سو میل جنوب میں ایک کارروان سٹیشن تھا[2]

ایک سالار کو جس کا تقرر تمہاری صوابدید پہ چھوڑتا ہوں کچھ فوج کے ساتھ فرج الہند (دجلہ فرات کے دہانہ) بھیجو جس کے سامنے وہ مورچہ بنالے تاکہ اگر کوئی فارسی فوج فرج الہند کی طرف سے تمہارے عقب پر حملہ کرنا چاہے تو اُسے روک لے[3]

۱۰۸۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

شراف میں پڑاؤ کے دوران وصول ہوا۔

---

[1] الکفاروق، ص ۲۴۵ [2] ابن ورستہ (الا علاق النفیسہ لائڈن ۱۸۹۲ء) ص ۱۷۴-۱۷۵ [3] طبری ۴/۸۶

میرا یہ خط پاکر مسلمانوں کو دس حصوں (ڈویژنوں) میں بانٹو اور دس سپاہیوں پر ایک عریف (مکھیا) مقرر کردو اور ہر ڈویژن پر ایک سالار پھر ساری فوج کو جنگی ڈھنگ سے مرتب کرو (یعنی میمنہ، میسرہ، قلب وغیرہ بناؤ) یہ کام مسلمان لیڈروں کی نگرانی اور مشورہ سے ہو، ڈویژن بناتے وقت بھی وہ موجود رہیں، اس کے بعد سالار شکر ان کے ماتحت ڈویژنوں میں بھیجدو اور ان سے کہو کہ قادسیہ کے میدان میں ملیں، مغیرہ بن شعبہ ایران کے رسالوں کو اپنے پاس واپس بلالو اور مجھے لکھو کہ فارسیوں کے منصوبے کیا ہیں[۱]۔

۱۰۹- سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

اپنی فوجوں کے ساتھ شراف سے فارس (قادسیہ) کی طرف بڑھو، خدا پر بھروسہ رکھو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگو، دھیان رہے کہ تم ایک ایسی قوم سے لڑنے جا رہے ہو جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے جس کے ہتھیار تم سے بہتر ہیں جو بڑی بہادر ہے اور ایک ایسے ملک میں داخل ہو رہے ہو جو اگرچہ میدانی ہے پھر بھی دریاؤں، نہروں، اور اندھیری راتوں کی وجہ سے یہاں نقل و حرکت دشوار ہے، جب دشمن کی فوج یا اس کا کوئی سپاہی تم سے مقابل ہو تو اس کے حملہ کا انتظار کئے بغیر اس پر ٹوٹ پڑو، دشمن کے ساتھ کسی قسم کی گفتگو یا مناظرہ نہ کرو، اس بات کا خیال رکھو کہ دشمن جو چالوں میں بڑا ماہر ہے کوئی چال چل کر تمہیں زک نہ پہنچا دے، اس کی مادی طاقت تم سے بہت زیادہ ہے اور تم اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہو جب پوری لگن اور ہمت سے اس کا مقابلہ کرو، جب قادسیہ پہنچو جو عہد جاہلیت میں فارس کا دروازہ تھا جہاں فارسیوں کے لئے عراق میں داخل ہونے والے ہر راستہ سے زیادہ اشیاء ضرورت مہیا ہیں، جو فوجی اعتبار سے مستحکم اور وسائل سے بھرپور بستی ہے جس کے آگے پل اور دشوار گزار نہریں ہیں تو تم کو چاہیئے کہ قادسیہ آنے والے سب

---

[۱] طبری ۸۶/۴

راستوں پر مورچے جماؤ اور تمہاری فوج (مغرب میں، صحرائے عرب اور (مشرق میں) آبادی کی درمیان کھلے میدان میں خیمہ زن ہو، فوج کو اس طرح مرتب کرکے تم پامردی سے اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ جب دشمن دیکھے گا کہ تم نے (آس پاس کی ترکتازسے) اسے پریشان کردیا ہے تو وہ رسالوں، پیادوں اور اپنی ساری مسلح طاقت سے تم پر ایک شدید حملہ کرے گا، اگر اس حملہ میں تم صبر کا دامن تھامے رہے اور ثواب کی خاطر سچے دل سے لڑائی لڑی تو مجھے امید ہے تمہیں فتح حاصل ہوگی، دشمن شکست کھاکر پھر کبھی اتنی بڑی تعداد میں مقابلہ نہ کرسکے گا اور اگر کیا بھی تو اس کے حوصلے پست ہوں گے اور اگر شکست تمہیں ہوئی، تو صحرا (عربی علاقہ) تمہارے عقب میں ہوگا اور تم آبادی سے ہٹ کر اپنے صحرائی علاقہ کی طرف پلٹ سکو گے اور چونکہ تم دشمن کی نسبت اس علاقہ سے زیادہ واقف ہوگے اور وہاں پہنچ کر تمہاری ہمتیں بھی بلند ہوں گی تم پلٹ کر اس پر حملہ کردوگے اور خدا تمہیں فتح عطا کریگا[1]

طبری کا نسخہ یہاں ختم ہوجاتا ہے، الاکتفاء میں یہ عبارت زیادہ ہے:

ضروری ہے کہ جہاں تم کیمپ لگاؤ تو وہ کھلی اور وسائل سے بھرپور جگہ ہو اور جب تم کسی جگہ خیمہ زن ہو تو اسے چھوڑ کر پیچھے نہ ہٹو کیونکہ اس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہوگی اور تمہارے دشمن کا حوصلہ بڑھے گا۔ دشمن کی فوج میں جاسوس بھیجو اور اس ٹوہ میں رہو کہ اس پر اچانک حملہ کا موقع مل جائے، اپنے اور بیگانہ کسی پر بھروسہ نہ کرو اور جہاں کیمپ لگاؤ اس کے گردوپیش کا حال مجھے لکھو اور یہ بتاؤ کہ دشمن کے اگلے اور پچھلے دستے تم سے کتنے فاصلہ پر ہیں اور وہ جگہ کیسی ہے جدھر ان کا رخ ہے۔ مجھے القاء ہوا ہے کہ تم فارس فتح کرلوگے اور سربلند ہوگے[2]

۱۱۰۔ سعد بن ابی وقاص کے نام۔

---

[1] طبری ۹/۴ [2] الاکتفاء ۲۶۶

شراف سے کوچ کر کے سعد مغیثہ کی کاروان منزل پر خیمہ زن ہوئے۔ مغیثہ ایک گاؤں تھا، قادسیہ سے اندازاً چالیس میل جنوب مشرق میں، یہاں سے انہوں نے چند دستے قادسیہ کے قریب کیمپ کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے بھیجے یہ دستے شمال میں عذیب نامی گاؤں پہنچے جہاں پانی اور گھاس کے علاوہ بہت سے کھجور کے باغ بھی تھے، عذیب سے قادسیہ چند میل جنوب میں تھا، دستوں کے ارباب نظر نے یہ جگہ اسلامی فوج کے پڑاؤ کے لئے مناسب سمجھ کر سعدؓ کو لکھا کہ ہم نے جگہ تلاش کر لی ہے اب آپ ساری فوج کے ساتھ آجائیے، سعدؓ روانہ ہو گئے اور عذیب و قادسیہ کے درمیان کھلے میدان میں خیمے لگائے، قادسیہ جہاں چند ماہ بعد وہ فیصلہ کن جنگ ہوئی جس نے ساسانی قصرِ حکومت کی بنیادیں ہلا دیں ایک وسیع میدان میں واقع تھا جس کی ایک حد عراق کے مزروعہ علاقہ سے ملتی تھی اور دوسری عرب ریگستان سے مٹی پتھریلی ہونے کے باعث یہاں نہ زراعت تھی نہ درخت، اس کے مشرق میں متعدد نالے اور تالاب تھے اور چند میل جنوب میں عذیب کے نخلستان، ساسانی حکمرانوں نے عراق کو عربوں کی غارت گری سے محفوظ رکھنے کے لئے قادسیہ اور اس کے آس پاس متعدد فوجی چوکیاں بنائی تھیں۔[1]

سعدؓ کو قادسیہ آئے کئی ہفتے گزر گئے لیکن چند سرحدی جھڑپوں کو چھوڑ کر کوئی زوردار جنگ نہیں ہوئی، فارسی فوجیں ابھی تک قادسیہ کے افق پر ظاہر نہیں ہوئی تھیں، ایک ماہ بعد سعدؓ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ دشمن کی کوئی فوج ابھی تک ہم سے لڑنے نہیں آئی ہے، خدا سے ہماری فتح کی دعا کیجئے۔ ہمارے سامنے ایک وسیع ملک (عراق) ہے جہاں موج خون سے گزرے بغیر پہنچنا ممکن نہیں جیسا کہ خدا نے پہلے ہی خبردار کر دیا ہے "تم ایک بڑی سورما قوم سے لڑنے بلائے جاؤ گے۔ ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید جواب میں عمر فاروقؓ نے لکھا۔

واضح ہو کہ ابوبکر رحمۃ اللہ جب تک زندہ رہے توفیق خداوندی سے سیدھے راستہ پہ گامزن رہے، جب تک وہ جیتے خدا نے ان پر نظرِ کرم رکھی اور ان کی مدد فرمائی جب ان کا انتقال ہوا تو خدا ان سے خوش تھا ان کے بعد مجھے حکومت

---

[1] ابن رستہ ص ۱۷۵-۱۷۴، اصطخری (مسالک الممالک لائڈن ۱۸۷۰ء) ص ۸۲-۸۱، یاقوت ۱۲۱/۶

کی آزمائش میں ڈالا گیا اسے سنبھالنا اور اس سے عہدہ برآ ہونا میرے لئے اسی وقت ممکن ہے جب خدائے قوی و عظیم کی نظرِ رحم و کرم میرے شاملِ حال رہے۔ مجھے معلوم ہے کہ فارسی افواج اپنے ہزار ہزار سورماؤں اور زبردست ہتھیاروں کے ساتھ عنقریب تمہاری طرف بڑھنے والی ہیں تم ان سے کوئی مناظرہ نہ کرنا، جیسا کہ تم نے مجھے لکھا ہے قادسیہ ضروری اشیاء سے بھرپور جگہ ہے جو مہم تمہارے سپرد کی گئی اسے سنجیدگی سے انجام دو، مجھے لکھو کہ کتنی فارسی فوج تم سے لڑنے آئی ہے ان کا سپہ سالار کون ہے اور فارسیوں کی اگلی صفوں اور ان کے بادشاہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ان کے بارے میں سب باتیں صاف صاف مجھے تحریر کرو۔ بحمداللہ تم ایک ایسی مہم پر ہو جس کا والی و ناصر اللہ ہے۔ اللہ ان کی مدد کرتا ہے جو اللہ کی مدد کرتے ہیں اس نے مسلمانوں کی کامیابی کا ذمہ لیا ہے اور وہ اپنی ذمہ داری سے پھرنے والا نہیں ہے، وہ اسلام کو سربلند کر کے رہے گا جس کے ساتھ خدا بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے اپنی عطا کردہ نعمتوں کے استعمال میں استبازی اور ان پر شکرگذار رہنے، اپنی اطاعت کرنے اور اپنے حقوق پہچاننے کی توفیق عطا کرتا ہے جس شخص میں یہ صفات ہوں اللہ عزوجل اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی بہترین آرزو پوری کرتا ہے۔ بلاشبہ خدا کی عنایتیں تمام نعمت کی شکل میں اس شخص کے شاملِ حال رہتی ہیں جس کے دین و ایمان پر کوئی داغ نہ آیا ہو۔ بلاشبہ خدا اس کے عزمِ جہاد کو اور زیادہ راسخ کر دیتا ہے جس کے دل میں اطاعت کا شوق ہو۔ بلاشبہ خدا کی نظر میں بندوں کے مرتبے اُن کے عزمِ جہاد کے مطابق ہوتے ہیں پس خدا کو خوب یاد کرو اور اس کی منشا کے مطابق عمل کرو۔ ایسا کرنے سے راحت کے طالب کو راحت میسّر ہو گی اور ایک ایسی کامیابی جس کا اجر اسے آخرت میں ملے گا، تمہاری سلامتی اور کامرانی مجھے عزیز ہے اور چونکہ تمہارا مقابلہ ایک زبردست دشمنِ اسلام سے ہے دل کو تمہاری طرف سے فکر بھی ہے، میں اپنے اور تمہارے

لیے میتجے ایمان اور پاک عمل کی دعا کرتا ہوں[۱]۔

۱۱۱۔ خط کی دوسری شکل۔

دلوں میں خوف و ہراس نہ آنے دو، لشکر کو سچی لگن سے لڑنے اور جہاد کے ذریعہ ثواب حاصل کرنے کی تلقین کرو۔ جن کے دلوں میں جہاد کی سچی لگن نہ ہو ان میں یہ جذبہ پیدا کیا جائے، شدائدِ جنگ میں صبر و ہمت سے کام لو، کیونکہ جس پایہ کی لگن ہوتی ہے اسی پایہ کی خدا مدد کرتا ہے اور جس پایہ کا جذبۂ ثواب ہوتا ہے اسی پایہ کا انعام بھی خدا کی طرف سے ملتا ہے، ماتحتوں کے ساتھ تمہاری طرف سے کوئی زیادتی نہیں ہونا چاہیئے اس بات کا بھی پورا خیال رکھو کہ جو مہم تمہارے سپرد ہے اس کی انجام دہی میں تمہاری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو، تم سب خدا سے سلامتی اور عافیت کی دعا مانگو اور لاحول و لاقوۃ کا ورد رکھو، مجھے لکھو کہ تمہاری معلومات کے مطابق فارسی لشکر کہاں تک پہنچا ہے اور اس کا سپہ سالار کون ہے میں کچھ ہدایتیں لکھنا چاہتا تھا لیکن تمہاری فرودگاہ اور دشمن کے حالات کا علم نہ ہونے کے سبب نہیں لکھ سکتا، لکھو مسلمان کہاں پڑاو ڈالے ہیں اور اس علاقہ کا جغرافیہ بتاؤ جو تمہارے اور (فارس کے پایۂ تخت) مدائن کے درمیان واقع ہے۔ یہ اتنا مفصل اور واضح ہو گویا میں خود اس علاقہ کو دیکھ رہا ہوں اپنے احوال سے مجھے ٹھیک ٹھیک باخبر رکھو خدا سے ڈرتے رہو اسی سے فتح کی امید رکھو اور اپنی تیاری یا طاقت پر نہ بھولو۔ تمہیں یاد ہے کہ خدا نے تمہاری فتح کا ذمہ لیا ہے اور اس کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے سے کبھی نہیں پھرے گا۔ کوئی بات ایسی نہیں ہونی چاہیئے، جس کی سزا میں وہ تمہیں فتح سے محروم کر دے اور تمہاری بجائے کسی دوسری قوم کو اپنی عنایتوں کا مستحق بنائے[۲]۔

۱۱۲۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

خلیفہ کا خط پاکر سعدؓ نے قادسیہ کے آس پاس کا جغرافیہ پیش کرتے ہوئے اپنے خط

---

[۱] اکتفاء ق ۲/۱۶۲، [۲] طبری ۴/۸۹-۹۰۔

میں لکھا کہ عراق کے دیہاتی علاقہ کے وہ رئیس جنہوں نے خالد بن ولیدؓ اور مثنی بن حارثہ سے سمجھوتے کئے تھے باغی ہو کر فارسیوں سے مل گئے ہیں اور ان کے ساتھ لڑنے آرہے ہیں نیز یہ کہ فارسی فوج کی کمان رستم اور دوسرے ممتاز فوجی افسروں کے ہاتھ میں ہے، عمر فاروقؓ نے جواب دیا :-

تمہارا خط موصول ہوا۔ حالات معلوم ہوئے، جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو حتیٰ کہ دشمن تم پر حملہ آور ہو تمہیں یاد رہے کہ ہونے والی جنگ کے بعد اور لڑائیاں ہوں گی اگر خدا کے کرم سے دشمن پسپا ہو تو اس کا تعاقب کرنا اور اس کے پایۂ تخت مدائن میں گھس پڑنا خدا نے چاہا تو مدائن تباہ ہوگا۔[1]

۱۱۴ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

سعدؓ کو جاسوسوں سے معلوم ہوا کہ فارسی فوجیں رستم اور دوسرے بڑے سالاروں کی کمان میں مدائن سے روانہ ہو کر قادسیہ کے مضافات میں آپہنچی ہیں۔ سعدؓ نے مرکز کو رپورٹ بھیجی جس میں لکھا تھا کہ فارسیوں کا ایک بڑا سالار جس کا نام رستم ہے بہت بڑی فوج کے ساتھ جس میں ہاتھی بھی ہیں ہم سے لڑنے آگیا ہے اور اس وقت ہم سے صرف پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے، اس کے اور یزدجرد کے درمیان جو مدائن کے قصر ابیض میں مقیم ہے نوے میل سے زیادہ مسافت ہے۔ حضرت فاروقؓ نے لکھا۔

تمہارا خط آیا معلوم ہوا کہ دشمن کہاں تک پہنچ گیا ہے اور تمہارے اور ابن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے جو خدا کی رہنمائی کا طالب ہوتا ہے خدا اس کا دل اسلام کے لئے کھول دیتا ہے ایک وفد ابن کسریٰ کے پاس بھیجو جو اسے اسلام جزیہ یا جنگ کی دعوت دے، وہ اگر اسلام لے آئے تو اس کے حقوق و ذمہ داریاں وہی ہوں گی جو تمہاری ہیں اور اگر جزیہ دینا چاہے اور اسلام نہ لائے تو اس کا اچھا عمل اس کے کام آئے گا اور بُرے عمل سے نقصان اٹھائیگا اسے جان کی امان دی جائے گی۔ اس کی قلمرو بحال رہے گی اور اس کے خلاف

---

[1] طبری ۴: ۹۰

کسی قسم کی ناحق کارروائی نہیں کی جائے گی اور اگر وہ اسلام اور جزیہ دونوں سے انکار کردے تو پھر تمہیں اس سے لڑتے ہوئے نہ تو گھبرانا چاہیئے نہ اس کی بڑی فوج اور عمدہ ہتھیاروں کی خبروں سے پریشان ہونا چاہیئے۔ اللہ سے مدد مانگو اور فتح کے لئے اسی پر بھروسہ کرو۔ جب تم دشمن سے مقابل ہو تو اپنے سورماؤں کو آگے بڑھاؤ لیکن اس شان سے نہیں کہ ان کی بے قدری ظاہر ہو اور نہ انہیں اندھا دھند خطرہ کے منہ میں جھونکو، جنگ کے شدائد صبر اور ہمت سے برداشت کرو۔ صبر فتح کی کنجی ہے، جنگ جیتو تو بھاگتی ہوئی مشرک فوجوں کو پیچھے سے موت کے گھاٹ اتار دو۔ دشمن کے جوانوں کو قتل کردو لیکن ان کے بچوں اور عورتوں پہ ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ اپنی فوج کے عقب میں بھی دشمن کے کسی فرد کو نہ چھوڑو، فارسی اگر صلح کی پیش کش کریں تو اس شرط پر قبول کرلو کہ وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر جلاوطن ہو جائیں گے۔ ناقابلِ جنگ اور بے ضرر لوگوں کو اس شرط سے مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے، میری ہدایت گرہ میں باندھ لو اور اس کے مطابق عمل کرو[1]۔

۱۱۴۔ سعد بن ابی وقاص کے نام۔

فارسی فوج کی کثرت اور اعلیٰ ساز و سامان کی خبروں سے ہرگز غمگین نہ ہو، خدا سے مدد کی دعا مانگو اور اسی کی چشم کرم پر نظر رکھو، رستم کے پاس ایک وفد بھیجو جس میں وجیہ، صاحب رائے اور قوی دل لوگ ہوں جو اسے اسلام کی دعوت دیں، مجھے یقین ہے کہ اس دعوت سے ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے، اور انہیں شکست ہوگی، ہر روز مجھے اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہو[2]۔

۱۱۵۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام۔

الکتفاء میں مدائنی کے حوالہ سے اس خط کا افتتاح ان الفاظ میں کیا گیا ہے: جب سعد رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے مدد مانگی تو انہوں نے لکھا۔

---

[1] الکتفاء ص ۲۷۹ [2] طبری ۹۲/۴

تم نے مجھ سے مدد مانگی ہے حالانکہ تمہارے پاس دس ہزار فوج ہے جس میں مالک بن عوف، حنظلہ بن ربیعہ، طُلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب اور ان جیسے دُوسرے عرب شہسوار اور ایسے جانباز مجاہد ہیں جن کے دلوں میں ثواب اور جہاد کی پُرزور لگن ہے، خُدا پر بھروسہ کرو اور اسی سے مدد کی دُعا مانگو۔ دشمن سے لڑو اور ڈرو مت۔ سچی لگن۔ اچھے عزم۔ ثواب کی آرزُو دُنیا سے بے رغبتی اور انصاف کے ذریعہ فتح طلب کرو، جنگ کے مصائب پورے صبر سے برداشت کرو اور سچی لگن سے دشمن کا مقابلہ کرو۔ صبر فتح کی کنجی ہے جس پایہ کا جذبۂ سرفروشی ہوتا ہے اسی پایہ کا خدا اجر دیتا ہے مسلمانوں کی سلامتی کا خیال رکھو اور دشمن کے شب خون سے چوکنا رہو، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کا ورد رکھو۔ غازیوں کو دشمن سے لڑنے بھیجو، سورماؤں کو ان کے حصّہ سے زیادہ دو۔ مقتول دشمن کے ہتھیار اور کپڑے اس کے مسلمان قاتل کو دیئے جائیں، مجرموں کو عبرت ناک سزا دو۔ فوج کو سات حصّوں میں بانٹو اور ہر حصّہ پر ایک افسر مقرر کرو، میں نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا ہے کہ بصرہ میں ان کے پاس جتنی فوج ہو اس کا ایک حصّہ لے کر تم سے آملیں اور ابو عبیدہ کو ہدایت کی ہے کہ شام سے ایک فوج تمہاری مدد کو بھیجیں، جب یہ کمک آجائے تو دشمن سے جنگ کرو، اس کے آنے سے پہلے اگر دشمن کو زک دینے کا کوئی اچھا موقع تمہارے ہاتھ آجائے تو اس سے ضرور، ضرور فائدہ اٹھاؤ اپنی فوج کی کمی اور دشمن کی کثرت سے مت گھبراؤ، اکثر کم تعداد کو خدا فتح عطا کرتا ہے اور کثیر تعداد کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے، تمہارے ساتھ طُلیحہ بن خُویلد، عمرو بن معدیکرب، حنظلہ بن ربیعہ، اوس بن معدان اور ابن زید الخیل ہیں۔ ان میں سے کسی کو سو سے زیادہ جوانوں کا سالار نہ بنانا، عمرو اور طلیحہ سے جنگی معاملات میں مشورہ لو لیکن ان دونوں کو کوئی فوجی عہدہ نہ دو[1]۔

---

[1] الکتفاء ص ۲۰۱

۱۱۶ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -
طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے جنگی امور میں صلاح مشورہ کرو، کیونکہ ہر کاریگر اپنی صنعت سے واقف ہوتا ہے لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو[1]

۱۱۷ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -
غازیوں کو زمانہ جاہلیت کے واقعات سننے سنانے سے باز رکھو، ایسا کرنے سے پرانی عداوتیں تازہ ہوں گی اور نئے کینے جنم لیں گے اور جب تک وہ دلچسپی سے سنیں قرآنی آیتوں کے ذریعہ انھیں پند و نصیحت کرو[2]

۱۱۸ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -
جو کمک تمہارے پاس مرنیوالوں کے سڑنے گلنے سے پہلے پہنچ جائے اسے مالِ غنیمت میں شریک کر لو[3]

۱۱۹ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -
مجھے القا ہوا ہے کہ دشمن کو تمہارے مقابلہ میں شکست ہوگی پس شک و شبہ کو دل سے نکال دو اور خوفِ خدا کو اس کی جگہ دو، تمہارا کوئی فوجی اگر مذاق میں بھی کسی فارسی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے جس کا مطلب امان ہو یا زبان سے ایسا لفظ نکالے جسے فارسی چاہے سمجھتا ہو لیکن اس کے ملک میں امان کی علامت سمجھا جاتا ہو تو اس لفظ یا اشارہ سے امان نافذ کر دو، میدانِ جنگ میں ہنسنے ہنسانے میں محترز رہو، دشمن سے کیا ہوا وعدہ وفا کرو، وفا تو بے وفائی کے موقع پر بھی اچھا اثر دکھاتی ہے لیکن غداری اگر غلطی سے بھی کی جائے تو اس کا انجام تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا - غداری سے تمہاری طاقت کم ہوگی، دشمن کی طاقت بڑھے گی تمہاری فتح شکست سے اور دشمن کی شکست فتح سے بدل جائے گی اس تمہیں

---

[1] ابن ابی الحدید ۳/ ۹۸، ازالۃ الخفاء - ۲/ ۱۹۳، ابن جوزی ص۸۵ [2] بلاذری انساب الاشراف، ۹/ ۵۹۵ [3] الرد علی سیر الاوزاعی (ابو یوسف مصر) ص۲۹ ، سرخسی ۲/ ۲۵۱ -

ایسے طرزِ عمل سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہوں جو مسلمانوں کے لئے نازیبا ہو یا جس سے اُن کی طاقت کو نقصان پہنچے۔[1]

۱۲۰۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

میں تمہیں اور تمہاری فوج کو تاکید کرتا ہوں کہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہیں کیونکہ خُدا کا خوف دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار اور جنگ کی سب سے موثر چال ہے، تم اور تمہارے فوجی دشمن سے جتنا چوکتا رہیں اُس سے زیادہ معاصی سے بچنے کی کوشش کریں کیونکہ فوج کو دشمن سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا خود اپنے معاصی سے پہنچتا ہے۔ مسلمانوں کی فتح کا راز یہ ہے کہ ان کا دشمن گرفتارِ معاصی ہے، اگر ایسا نہ ہو تو دشمن پر ہمارا قابو نہ چل سکے کیونکہ ہماری تعداد اس سے کم ہے اور ہمارے ہتھیار اس کے ہتھیاروں سے گھٹیا ہیں، اگر معاصی میں ہم دشمن کے برابر ہوں تو وہ قوت میں ہم سے بڑھ جائے اور اگر ہم اپنی اچھی صفات سے اس پر غلبہ نہ پا سکیں تو اپنی فوجی طاقت سے یقیناً نہیں پا سکیں گے یاد رہے کہ تمہارے ساتھ خُدا کی طرف سے ایسے فرشتے مامور ہیں جو تمہارے چال چلن پر نظر رکھتے ہیں جنہیں تمہارے ہر فعل کا علم ہوتا ہے۔ ان سے غیرت کرو اور معاصی سے بچتے رہو۔ یہ نہ کہو کہ دشمن چونکہ ہم سے بُرا ہے اس لئے ہم پر کبھی فتح نہ پا سکے گا کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوم پر اُس سے بُری قوم غالب آجاتی ہے جس طرح آگ کا احترام کرنے والے پارسی بنو اسرائیل پر غالب آگئے جب بنو اسرائیل نے معاصی سے خدا کو ناراض کیا، پارسی ان کے گھروں میں گھس گئے اور خُدا کا حکم پورا ہو کر رہا۔ فجاسوا خلال الدیار وکان امر اللہ مفعولاً " معاصی سے بچنے کی خُدا سے دعا مانگو جس طرح دشمن پر فتح پانے کی دُعا مانگتے ہو، میں بھی اپنے اور تمہارے لئے خُدا سے یہ دُعا مانگتا ہوں، کوچ کے دوران فوج کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ اور انہیں

---

[1] طبری ۴/۹۰

اتنا نہ چلاؤ کہ وہ تھک جائیں، پر سہولت اور پر آرام جگہ ٹھہرنے سے انہیں نہ روکو تاکہ وہ جب دشمن سے مقابل ہوں تو اُن کی توانائی بحال ہو، وہ ایک ایسے دشمن سے لڑنے جا رہے ہیں جو اپنے گھر میں ہے جس کے سپاہی اور جانور تازہ دم ہیں۔ دورانِ کوچ ہر ہفتہ ایک دن اور ایک رات قیام کرو تاکہ فوج سستا کر تازہ دم ہو جائے اور اپنے ہتھیار اور سامان درست کر سکے، جن لوگوں سے تم نے معاہدہ کر لیا ہو یا جو جزیہ دے کر تمہاری پناہ میں آ گئے ہوں ان کی بستیوں سے دُور پڑاؤ ڈالو اور کسی کو ان کی بستیوں میں نہ جانے دو۔ سوائے اس شخص کے جس کی دیانتداری پر تمہیں بھروسہ ہو، بستی والوں کی کسی چیز پر ناجائز قبضہ نہ کیا جائے کیونکہ تم نے ان کی جان و مال کی حفاظت کا ذمّہ لے لیا ہے اور یہ ذمّہ داری جو ایک آزمائش ہے تمہیں پوری کرنا ہے جس طرح اپنے مواخذات سے عہدہ برآ ہونے کی ذمّہ داری ذمیوں اور اہل معاہدہ کے لئے ایک آزمائش ہے۔ جب تک وہ اپنے مواخذات سے عہدہ برآ ہوتے رہیں تم ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، ان پر ظلم و ستم کر کے دشمن پر فتح پانے کے طالب نہ ہو جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو تحقیق حال کے لئے جاسوس بھیجو اور دشمن کے حالات سے پوری طرح باخبر رہو، تمہارے پاس جاسوسی کے لئے ایسے عرب یا مقامی لوگ ہوں جن کی نیک نیتی اور حق گوئی پر تمہیں پورا اعتماد ہو کیونکہ عادۃً جھوٹے کی رپورٹ کا کچھ حصّہ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے تمہیں فائدہ نہیں پہنچے گا اور دھوکہ باز تمہارے خلاف جاسوسی کرے گا تمہارے حق میں نہیں۔ دشمن کے علاقہ کے قریب پہنچ کر رسالے اور دستے اپنے اور دشمن کے درمیان پھیلا دو۔ یہ دستے رسد اور فوجی ضرورت کی چیزیں دشمن تک نہ پہنچنے دیں اور رسالے دشمن کے فوجی راز دریافت کریں، رسالوں کے لئے ایسے لوگ منتخب کرو جو بڑے بہادر اور صائب رائے ہوں اور ان کو تیز رفتار گھوڑے دو۔ دستوں میں ایسے لوگ ہوں جنہیں جہاد کی لگن ہو اور جو تلواروں کے نیچے پامردی سے ڈٹے رہیں، رسالوں اور دستوں کے انتخاب میں ذاتی خواہش کو دخل نہ دو کیونکہ ایسا کرنے سے تمہاری

ہم کو نقصان پہنچے گا اور تمہاری لیاقت پر جو حرف آئے گا وہ اس فائدہ سے کہیں زیادہ ہوگا جو مقریوں کے ساتھ رعایت کرنے سے ممکن ہے۔ رسالے اور دستے ایسی جگہ نہ بھیجو جہاں ان کے شکست کھانے، نقصان اٹھانے یا تباہ ہونے کا اندیشہ ہو جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو اپنی بکھری ہوئی فوجیں رسالے اور دستے قریب بلالو اور اپنی قوت اور چالوں سے کام لینے کے لئے تیار ہو جاؤ، جب تک دشمن خود حملہ آور نہ ہو لڑنے میں جلدی نہ کرو تاکہ تم اس کی فوجی کمزوریوں سے واقف ہو سکو اور اپنے گردوپیش سے مقامی باشندوں کی طرح واقف ہو جاؤ، یہ واقفیت حاصل کر کے تم ایسی بصیرت سے لڑ سکو گے جس سے وہ (دشمن) خود لڑنے پر قادر ہوگا۔ اپنی فوج پر پہرہ دار بھی مقرر کرو اور حتی الامکان شب خون سے چوکنا رہو، اگر کوئی ایسا قیدی جسے امان نہ دی گئی ہو تمہارے پاس لایا جائے تو اس کی گردن مار دو تاکہ دشمن کے دل میں ڈر بیٹھ جائے، اللہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا سہارا ہے، وہی دشمن پر تمہاری فتح کا ذمہ دار ہے اور وہی اس قابل ہے کہ اس سے مدد مانگی جائے[1]

۱۲۱۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

ایک اطلاع کے مطابق عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ (گورنر شام) حکم دیا تھا کہ یمنی لیڈر قیس بن مکشوح مرادی کی سرکردگی میں ایک فوج سعدؓ کی مدد کو بھیجیں قیس اپنے سات سو ساتھیوں کے ساتھ جب قادسیہ پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی، اس کے باوجود انہوں نے مال غنیمت طلب کیا، سعدؓ نے خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:

اگر قیس (بن مکشوح) مقتولین کے دفن سے پہلے آگئے ہوں تو ان کو بھی حصہ دو[2]

---

[1] ابن عبدربہ ۱/ ۹۰-۹۸، نویری (نہایۃ الارب، مصر) ۶/ ۱۶۸-۱۶۹، جواہر الادب (احمد ہاشم بک، مصر) ۱/ ۱۷۷، عمدۃ القرآن (محمد مہدی بصیر بغداد) صفحہ ۴۴-۴۵

[2] بلاذری صفحہ ۱۵۹

۱۲۲۔ خط کی دُوسری شکل۔

فتح قادسیہ کی خوشخبری میں سعدؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ جنگ ختم ہونے کے دُوسرے دن شام سے کئی سو مجاہدوں کی ایک کمک موصول ہوئی۔ وُہ مصر ہیں کہ انہیں بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے۔ آپ کی رائے کیا ہے؟ عمر فاروقؓ نے لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط ملا۔ اس فتح کے لئے خُدا کا بہت بہت شکرگزار ہوں جو تمہارے ہاتھوں اس نے عطا کی۔ خُدا نے مجھے تمہارا حاکم بنا کر میری اور تمہیں میرا ماتحت بنا کر تمہاری آزمائش کی ہے، وانی واللہ لا احصی شیئا من امورکم فاعلموا واما اذا اجتمع صلح (؟) جب حاکم ہمدرد اور رعایا اس کی خیر اندیش ہو تو حاکم کا فرض ہے کہ رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور رعایا کا فرض ہے کہ حاکم کی خیر اندیش رہے اور اس کے حسن سلوک کی شکرگزار۔ مال غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو جنگ میں شریک ہوں اور جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے تین دن بعد آئیں انھیں بھی مال غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیئے، تمہارے جو غلام جنگ میں شریک ہوں اور اس کے خاتمہ پر تین دن کے اندر اندر آزاد کر دیئے جائیں تو وُہ بھی غنیمت سے حصہ کے مستحق ہیں۔ مفتوحہ علاقہ کے ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔[۱]

۱۲۳۔ خط کی تیسری شکل۔

واضح ہو کہ مال غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً جنگ میں شریک ہوں لیکن جو لوگ بطور کمک جنگ ختم ہونے کے بعد تین دن کے اندر اندر آ جائیں انھیں بھی مالِ غنیمت کا کچھ حصہ ملنا چاہیئے۔ ذمیوں میں سے جن لوگوں نے تمہاری مدد کی ہو اور جنگ کے تین دن کے اندر اندر مسلمان ہو گئے ہوں

---

[۱] فتوح الشام (مصر) ۲/ ۱۱۵

اور جو غلام جنگ میں تمہارے ساتھ لڑے ہوں اور اس کے بعد تین دن کے اندر آزاد کر دیئے گئے ہوں ان سب کو مالِ غنیمت کا حصہ دو۔[1]

۱۲۴ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

جنگ قادسیہ ۱۴ ، ۱۵ یا ۱۶ھ کے بعد عمر فاروقؓ نے سعدؓ کو لکھا :۔

مجھے بتاؤ کہ غازیوں کی جنگی کارگزاری کس پایہ کی تھی ۔ آیا عرب قبیلے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لڑے یا سب کی کارکردگی کا معیار ایک ساتھا۔[2]

۱۲۵ - خط کی دوسری شکل -

مجھے بتاؤ کہ قادسیہ کی جنگ میں کون سب سے اچھا سوار اور کون سب سے اچھا پیادہ ثابت ہوا اور سواروں میں کون خطرات کے سامنے سب سے زیادہ ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹا رہا۔[3]

۱۲۶ - خط کی تیسری شکل -

مجھے بتاؤ کہ لیلۃ الہریر میں کس غازی نے سب سے زیادہ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔[4]

۱۲۷ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

زہرہ بن حویہ تمیمی سعدؓ کی فوج میں ایک نو عمر کمانڈر تھے ، تلوار بازی اور تیر اندازی میں انہیں غیر معمولی مہارت تھی ، جنگ قادسیہ میں بہت سے فارسی ان کی تلوار کا شکار ہوئے ان میں سے ایک بہت بڑا فوجی افسر جالینوس تھا ، زہرہؓ نے اس کی وردی اور ہتھیار اتار لیئے ۔ وردی پر اتنا قیمتی کام تھا کہ اس کی قیمت پینتیس[25] ہزار روپے (ستر ہزار درہم) اٹھی ۔ زہرہؓ وردی پہن کر سعدؓ کے پاس آئے تو انہوں نے وردی اتار لی اور ترشی سے کہا کہ تم نے میری اجازت کا بھی انتظار نہیں کیا اور وردی پر قابض ہو گئے ۔ زہرہؓ کو یہ سختی ناگوار گزری اور انہوں نے شکایتی خط خلیفہ کو لکھا ، سعدؓ نے بھی زہرہؓ کی بے ضابطگی اور اس قدر قیمتی وردی پر تن تنہا قابض ہونے کی شکایت کی تو عمر فاروقؓ کا یہ خط موصول ہوا :۔

---

[1] اکتفاء ، ۲۹۹ [2] اکتفاء ، ص۲۸۲ [3] اکتفاء ، ص۲۸۴ [4] ایضاً

تم زہرہ جیسے سورما کا دل دکھاتے ہو حالانکہ وہ جنگ کی آگ میں بُری طرح جلا ہے اور یہ آگ ابھی ٹھنڈی بھی نہیں ہوئی ہے، تم اس کا حوصلہ توڑتے ہو اور اس کا دل بُرا کرتے ہو۔ وردی اور ہتھیار (جو اس نے جالینوس کو مار کر لئے ہیں اسے دیدو اور بلند پایہ کارگزاری کے لئے) مجاہدین قادسیہ سے اسے پانچسو درہم زیادہ دو[1]۔

۱۲۸ - سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

کسی نے سعدؓ سے شکایت کی کہ زہرہؓ نے جالینوس کے وہ مرصع بازو بند چرا لئے ہیں جنہیں وہ فوج کے امتیازی نشان کے طور پر بازو پر باندھے ہوئے تھا۔ سعدؓ نے خلیفہ کو اس شکایت سے مطلع کیا تو یہ جواب آیا:

میں تمہاری نسبت زہرہ سے زیادہ واقف ہوں، بلاشبہ وہ ایسا آدمی نہیں (کہ مقتول کے) ہتھیار اور وردی کا کوئی حصہ چھپالے، تمہارا مخبر اگر جھوٹا ہو تو خدا ایک جوڑ بازو بند اس کے بازوؤں پر بھی بندھوا دے جس طرح اس نے زہرہ کے بندھوائے ہیں۔ میری ہدایت ہے کہ جب کوئی غازی دشمن کے کسی سپاہی کو میدانِ جنگ میں مار دے تو اس کا لباس اور ہتھیار غازی کو دیدیئے جائیں[2]۔

۱۲۹ - سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

نضلہ بن معاویہ انصاری کی سرکردگی میں ایک فوج حلوان کے مضافات میں چھاپے مارنے بھیجو[3]۔

حلوان عراق کی شمالی سرحد کا آخری شہر تھا جہاں سے فارس کا پہاڑی علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔

۱۳۰ - سعدؓ بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

---

[1] طبری ۴/۱۳۵، ابن مسکویہ تجارب الامم، رقم ۴۴۴ ۲، دارالکتب، قاہرہ، ص۲۲۶، ابن خلدون وتاریخ مصر، ۲/۹۹ [2] طبری ۴/۱۳۵، یہ ہدایت خط ۱۳ میں گزر چکی ہے [3] ازالۃ الخفاء ۲/۱۶۷۔

سعدؓ نے تین سو سوار نضلہ بن معاویہ کی قیادت میں روانہ کئے، انہوں نے حلوان کے مضافات میں چھاپے مارے اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل کر لیا، سعدؓ نے خلیفہ کو اس کامیابی کی خبر دی تو یہ خط موصول ہوا۔

اپنی مہاجر اور انصاری فوج کے ساتھ جا کر (حلوان کے) پہاڑ پر کیمپ لگاؤ اور اس سے میرا اسلام کہو[1]

اس خط کے کنز العمال[2] والے نسخہ میں یہ عبارت زیادہ ہے، کیونکہ رسول اللہ نے ہمیں خبر دی ہے کہ عیسیٰ بن مریم کے ایک وصی عراق کے آخر میں واقع ہونے والے اس پہاڑ پر مقیم ہیں۔

۱۳۱- سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

جسر کی شکست میں چار ہزار مسلمان قتل یا غرق ہوئے، دو ہزار بھاگ گئے اور ان کی ایک جماعت مدینہ میں روپوش ہو گئی، مثنیٰ بن حارثہ کے پاس صرف تین ہزار غازی رہ گئے، فارسیوں سے نپٹنے کے لئے انہوں نے مدینہ سے کمک طلب کی، عمر فاروقؓ نے یمن کے قبیلہ بجیلہ کو جو اس وقت مدینہ آیا ہوا تھا، مثنیٰ کی مدد کو بھیجنا چاہا لیکن وہ عراق کی بجائے شام جانا چاہتے تھے، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جسر کی تباہی سے عام طور پر عرب ڈرے ہوئے تھے اور عراق کے محاذ پر جانے سے گھبراتے تھے، دوسرے شام کے محاذ پر یمن کے بہت سے قبیلے پہلے سے موجود تھے اور بجلی عرب اپنے ہم وطن اور ہم نسل قبائل کے ساتھ رہنے کے خواہشمند تھے، وقت کے شدید تقاضہ کے ماتحت عمر فاروقؓ نے بجیلہ کو خاص رعایت دے کر عراق کی طرف مائل کرنا مناسب سمجھا۔ انہوں نے بجیلہ کے لیڈر جریر سے کہا کہ اگر تم اپنے قبیلہ کے ساتھ محاذِ عراق چلے جاؤ گے تو تمہیں اور تمہارے قبیلہ کو ہونے والی فتوحات کے خمس کا چوتھائی حصہ دیدوں گا۔ جریر اور ان کے قبیلہ کے عرب جانے کے لئے تیار ہو گئے، اگلی جنگ میں جو معرکہ بویب کے نام سے مشہور ہے مسلمان فتحیاب ہوئے تو حسب قرارداد جریر اور ان کے قبیلہ کو خمس کا چوتھا حصہ دیدیا گیا، جنگ

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۶۸ [2] ۲۷۹/۶

قادسیہ میں بھی جریر اور ان کے قبیلہ نے شرکت کی اور جب فتح ہوئی تو انہوں نے مالِ غنیمت کے خمس کا چوتھا حصہ طلب کیا، سعدؓ کو یہ حصہ دیتے ہوئے تامل ہوا تو انہوں نے خلیفہ سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا :۔

(اگر میں اب بھی بجیلہ کو ربع خمس دوں) تب تو یقیناً یہ میری گمراہی ہوگی میں نے تو ان کو ربع خمس اس موقع پر دینے کا وعدہ کیا تھا جب انہیں مثنیٰ کی مدد کے لئے بُوَیب بھیجا تھا۔ بُوَیب کی فتح پر وہ ربع خمس لے چکے، اس کے بعد وہ (مثنیٰ کی) دوسری جنگوں میں شریک نہیں ہوئے اور عرب علاقہ میں لوٹ آئے۔ اس غیر معقول مطالبہ پر جسے پورا کرنے کا مجھے حق نہیں، انہیں ڈانٹو ڈپٹو اور ان سے کہو کہ لولا انی قاسم مسئول لبلغت منہم[1]

۱۳۲، ۱۳۳۔ سعد بن وقاص رضؓ کے نام

تمہارا خط ملا، تم نے لکھا ہے کہ مسلمان مالِ غنیمت کے علاوہ وہ اراضی بھی آپس میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے بزورِ شمشیر فتح کی ہے۔ میرا خط پاکر دیکھو کہ مسلمان تمہارے کیمپ میں دشمن کا کیا سامان اور مویشی لائے ہیں خمس نکال کر لشکر میں بانٹ دو، اراضی دریا اور نہروں کو کاشتکاروں کے پاس چھوڑ دو تاکہ اس سے جو لگان وصول ہو وہ غازیوں کی تنخواہوں میں میں دیا جاسکے۔ اگر ہم نے یہ اراضی فوج میں تقسیم کردی تو بعد میں آنے والی غازی نسلوں کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔[2]

کتاب الخراج قاضی ابو یوسفؒ (م۱۸۲) اور یحییٰ بن آدم قرشی (م۲۰۳) کے متن خط میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :۔

میں نے تمہیں ہدایت کی تھی کہ (لڑنے سے قبل) دشمن کو اسلام کی دعوت دینا نیز یہ کہ جنگ سے پہلے جو شخص یہ دعوت قبول کرے گا اس کے حقوق و

---

[1] الکتفا، ص۳۹۹ [2] ص ۲۶۵ ، سیرۃ الحیری ص۲۶۵ و ۳۸۷، ابن سلام ص۵۹، بلاذری ص۲۶۵، سرخسی ۲۶۱/۲، کنز العمال ۲/۱۹۵ و ۲۹۷، یاقوت ۱۹۲/۵، ابن عساکر ۱۸۱/۱

ذمہ داریاں مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور مال غنیمت سے بھی اسے حصّہ ملے گا لیکن جو شخص شکست اور جنگ کے بعد اسلام لائے گا اس کا شمار تو مسلمانوں میں ہوگا لیکن اس کا مال و متاع مسلمان غازی آپس میں بانٹ لیں گے کیونکہ اس کی دولت اس کے اسلام لانے سے پہلے ان کی ملک ہو چکی ہے، یہ تھا میرا حکم اور یہ تھی میری ہدایت۔ یحییٰ بن آدم قرشی کی کتاب الخراج (ص۳۴) میں یہ عبارت اور زیادہ ہے:۔

جب مسلمان اپنے مال کی زکوٰۃ اور ذمی از روئے معاہدہ مقرر کیا ہوا جزیہ ادا کر دے تو ان دونوں سے عُشور (دس فیصد تجارتی ٹیکس) نہیں لیا جائے گا عُشور صرف حربی تاجروں سے وصول کیا جائے گا جب وہ تجارت کی اجازت لیکر ہماری عملداری میں آئیں گے۔

۱۲۴۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

فتح قادسیہ کے بعد سعدؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ عراق کے ان زمینداروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے جو (۱) خالد بن ولیدؓ اور مثنّیٰ بن حارثہؓ سے کئے ہوئے معاہدوں پر قائم رہے تھے (۲) جو جنگِ قادسیہ سے پہلے گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے (۳) جن کا دعویٰ تھا کہ فارسی حکومت نے انہیں معاہدے توڑنے اور جنگ میں مسلمانوں سے لڑنے پر مجبور کیا تھا لیکن وہ لڑے نہیں تھے بلکہ روپوش ہوگئے تھے (۴) جو اپنے گھروں میں مقیم رہے اور جزیہ دینے کو تیار رہے۔ عمر فاروقؓ نے جواب میں لکھا:۔

واضح ہو کہ خدائے بزرگ و برتر نے ہر معاملہ میں بعض وقت ترک و اخذ کا اختیار دیا ہے لیکن انصاف اور یادِ خدا کا معاملہ اس سے مستثنیٰ ہے، کسی انسان کو کسی حال میں یادِ خدا ترک کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ یاد کیا جائے۔ انصاف کے معاملہ میں بھی لازم ہے کہ ہر حال میں انصاف سے کام لیا جائے، انصاف اگرچہ نرم نظر آتا ہے لیکن اس میں بڑی طاقت ہے اور ظلم دور کرنے کی بڑی صلاحیت اور ظلم سے جو طاقتور نظر آتا ہے کفر

بڑھتا اور پھیلتا ہے۔ عراق کے جو ذمی معاہدوں پر قائم رہے ہوں اور انہوں نے تمہارے دشمن کی مدد بھی نہ کی ہو ان کے معاہدے بحال رکھے جائیں اور ان سے جزیہ وصول کیا جاتا رہے۔ اور فارسیوں کا وعدہ ہے کہ انہیں عہد شکنی اور لڑنے پر مجبور کیا گیا تھا لیکن وہ تم سے نہ تو لڑے تھے اور نہ گھر بار چھوڑ کر بھاگے تھے ان کا دعویٰ چاہے مان لو اور چاہے اسے رد کر کے انہیں جلاوطن کر دو۔[1]

۱۳۵۔ عراق کے فوجی سالاروں کے نام۔

جو غیر ذمی زمیندار اپنے اپنے علاقوں میں رہے ہوں ان کے ساتھ ذمیوں کا سا معاملہ کیا جائے، کیونکہ انہوں نے گھر بار نہیں چھوڑا تھا اور نہ وہ تمہارے خلاف لڑے تھے۔ جن کاشتکاروں کا طرز عمل یہ رہا ہو ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے۔ جو فارسی دعویٰ کریں کہ انہوں نے تمہارے خلاف جنگ نہیں کی تھی اور ان کے دعویٰ کی تائید میں ثبوت فراہم ہو جائے تو انہیں بھی ذمی بنا لو اور اگر ثبوت فراہم نہ ہو تو ان کا دعویٰ رد کر دو جن زمینداروں نے فارسیوں کے ساتھ تعاون کیا ہو اور گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہوں ان کے معاملہ میں تمہیں اختیار ہے کہ انہیں بلا کر ان کی اراضی و املاک لوٹا دو اور وہ ذمی بن جائیں اور اگر وہ واپس آنا پسند نہ کریں تو ان کی اراضی و املاک آپس میں بانٹ لو۔[2]

۱۳۶۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

سعدؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ ایک اراضی بغیر لڑے ہمارے ہاتھ آئی ہے اسے فوج میں تقسیم کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے عمر فاروقؓ نے یہ جواب دیا:۔

تم چاہو تو یہ اراضی آپس میں بانٹ لو اور چاہو تو اسے زمینداروں کے پاس کاشت کے لئے چھوڑ دو تاکہ آنے والی نسلیں اس کی آمدنی سے مستفید ہو سکیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اراضی تم نے آپس میں بانٹ لی، تو اس کے پانی اور آبپاشی کے بارے میں تمہارے درمیان جھگڑے پیدا ہو جائینگے

---

[1] طبری ۴/ ۱۴۵ [2] طبری ۴/ ۱۴۵-۱۴۶

اور تم ایک دُوسرے کو قتل کرنے لگو گے[1]

۱۲۷۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

فتح قادسیہ کے دو ماہ بعد عمر فاروق رضؓ نے فارس کے عراقی پایۂ تخت مدائن پر پیشقدمی کا حکم دیا۔ قادسیہ سے مدائن کا فاصلہ اندازاً ڈیڑھ سو میل تھا، مدائن کے راستہ میں فارسی فوجوں کا چار جگہ مسلمان غازیوں سے مقابلہ ہوا اور ہر جگہ فارسی پسپا ہوئے، مدائن کئی شہروں اور محلوں کا مجموعہ تھا جو زیادہ تر دجلہ کے مشرقی کنارہ آباد تھے، اس سے متعلقہ ایک شہر جس کا نام بہرسیر تھا غربی کنارہ پر واقع تھا اور مدائن سے ایک پل کے ذریعہ ملا ہوا تھا۔ بہرسیر میں ایک مضبوط قلعہ تھا اور حملہ آوروں کے سامنے فارسیوں نے ایک خندق بھی کھود لی تھی، مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا جو دو ماہ تک چلا، اس اثنا میں سعدؓ کے رسالے دجلہ و فرات کی درمیانی بستیوں پر ترکتازہ کرتے رہے اور ایک لاکھ کسان پکڑ لائے سعدؓ نے خلیفہ سے رجوع کیا کہ ان کسانوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ جواب آیا:۔

یہ کسان جو تمہارے پاس لائے گئے ہیں اگر پچھلی جنگ کے دوران اپنے گھروں پر رہے ہوں اور انہوں نے تمہارے خلاف فارسیوں کی مدد نہ کی ہو تو انہیں امان دی جائے (اور جو تمہارے پاس نہ آئے ہوں اور گھر بار چھوڑ کر بھی نہ گئے ہوں وہ بھی امان میں رہیں گے۔ اضافہ از اکتفاء) اور جو گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمہارے ہاتھ آگئے ہوں ان کے ساتھ جیسا چاہو معاملہ کرو[2]۔

۱۲۸۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

فتح مدائن کی خبر پا کر عمر فاروق رضؓ نے لکھا:۔

مَیں تمہیں خدا سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں، خدا جس کے خوف سے خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے اور جس سے بیخوف ہو کر لوگ بدنصیبی کا شکار ہوتے ہیں، تم ان عنایتوں سے واقف ہو جو خدا نے ہمارے ساتھ کی ہیں۔ اس نے بزرگ

---

[1] حنبل (الاستخراج الاحکام الخراج عبدالرحمٰن حنبلی مصر ۱۹۳۴ء) صفحہ ۱۴۰ [2] طبری ۴/ ۱۶۸

اور شرک والوں سے ہمیں بچایا۔ ہمیں ان کے بتوں کی تعظیم سے نجات دلائی۔ ہمیں ان کی گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی اور ہم اس حال میں مشرکین قریش کے چنگل سے نکلے کہ کئی مسلمان مع زادِ راہ ایک اونٹ کی پیٹھ پر سوار تھے صرف ایک لحاف تھا جسے ہم باری باری سے اوڑھتے تھے۔ ہم میں سے جو لوگ مدینہ پہنچے وہ تھک کر چور ہو چکے تھے اور جو مسلمان مکہ میں رہ گئے وہ مختلف آزمائشوں سے دوچار تھے۔ ایذا رسانی میں ان کے قریب ترین عزیز سب سے آگے تھے۔ (ان حالات میں) رسولؐ قسم کھا کر کہتے:۔ قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے قبضہ میں آئیں گے جو یہ بات سنتا اسے حیرت ہوتی، خدا نے تمہیں زندہ رکھا اور یہ پیشگوئی تمہارے ہاتھوں پوری ہوئی۔ دنیا کے ٹھاٹ باٹ میں نہ پڑو حتیٰ کہ ان بھوکے مجاہدوں سے جا ملو جنہوں نے چیتھڑوں میں دنیا چھوڑی۔ جن کے پیٹ پیٹھوں سے لگے ہوئے تھے اُن کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں تھا۔ دنیا جن پر اپنا جادو نہ چلا سکی، اور جو دنیا کے دھوکا میں نہیں آئے ان لوگوں کو اپنا مقتدا بناؤ اور دنیا کی محبت میں پڑ کر گمراہ نہ ہو اور وہ قابلِ تعریف اور مبارک قوم بنے رہو جس کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے انہیں پیشوا بنایا ہے، ہمارے حکم سے وہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔ ہم نے انہیں اچھے کام کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی توفیق عطا کی ہے، وہ ہمارے فرمانبردار ہیں[1]

۱۳۹۔ قطبہ بن قتادہ سدوسیؓ کے نام۔

سنہ ۱۲ھ سے قطبہ نامی ایک عرب لیڈر شط العرب (دجلہ فرات ڈیلٹا) کے فارسی دیہاتوں اور فوجی چوکیوں پر چھاپے مار رہا تھا، اسی سال ابوبکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو جو اس وقت مسیلمہ کا قصہ پاک کر کے یمامہ میں مقیم تھے حکم دیا کہ مثنیٰ بن حارثہ

---

[1] الکتفاء، ص ۱۲۷

کی تقویت کے لئے جائیں۔ مثنیٰ اس وقت حیرہ کے آس پاس فارسی فوجی چوکیوں اور دیہاتوں پہ حملے کر رہے تھے۔ راستہ میں خالدؓ نے قطبہ کے تعاون سے خریبہ نامی ایک اہم فارسی چوکی فتح کی جو شط العرب کے جنوب میں عرب سرحد کے قریب واقع تھی اور جس کے ذریعہ شط العرب کے زرخیز علاقہ اور اہواز جانے والی سڑک کی عرب غارتگری سے حفاظت کی جاتی تھی۔ شط العرب میں فتوحات کرتے، وہاں کے رئیسوں کو جزیہ گزار بناتے اور قطبہ کو خریبہ اور عرب سرحد کی نگہداشت سونپ کر خالدؓ حیرہ کی طرف بڑھ گئے۔ قطبہ نے محسوس کیا کہ شط العرب کے فارسی حکام خالدؓ کی تاخت کے بعد ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ انہوں نے صورتِ حال سے فائدہ اٹھا کر فارسی حکام کو شط العرب سے نکالنے کا منصوبہ بنایا اور عمر فاروقؓ کو ایک عریضہ لکھا کہ مجھے تھوڑی سی کمک بھیج دیجئے تاکہ میں ڈیلٹا سے فارسیوں کو نکال دوں

عمر فاروقؓ نے جواب دیا۔

> تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے اپنے آس پاس کی فارسی بستیوں پر ترکتاز کا ذکر کیا ہے، تمہاری یہ کارروائی مناسب اور درست ہے، میری اگلی ہدایت تک جہاں ہو وہیں ڈٹے رہو اور چوکنا رہو کہ دشمن کے ہاتھوں تمہارے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

۱۷۰۔ عتبہ بن غزوانؓ کے نام

ربیع الاول یا ربیع الثانی ۱۴ھ میں عمر فاروقؓ نے عتبہ بن غزوان کو قطبہؓ کی تقویت کے لئے بھیجا عتبہؓ پانچسو مجاہدوں کے ساتھ قطبہؓ سے جا ملے اور شط العرب کا وہ بین الاقوامی بندرگاہ فتح کیا جو اُبلہ کے نام سے مشہور ہے، یہاں چین، سماترا، جاوا، لنکا، ہند اور سندھ کا سامان درآمد ہوتا تھا اور یہاں سے بزنطی قلمرو، مصر، عراق، اور شام کا سامان مشرقی ملکوں کو برآمد کیا جاتا تھا۔ بندرگاہ اور اس کی تجارت فارسیوں کے ہاتھ میں تھی، یہاں کے مالِ غنیمت سے سلمہ نامی عرب کو ایک دیگچی ملی جو پیتل کی سمجھی گئی لیکن تھی سونے کی۔ جب یہ بات عتبہؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے سلمہ سے دیگچی طلب کی لیکن انہوں نے دینے سے

---

[1] طبری ۴/۱۵۰

انکار کر دیا، اس معاملہ میں عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے لکھا۔

مسلمہ کو قسم دی جائے اور اگر وہ قسم کھا کر کہے کہ میں نے دیکھی پیتی کی سمجھ کر لی تھی تب تو اسے دیدی جائے اور اگر وہ قسم نہ کھائے تو اس سے زبردستی لے کر مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے۔[۱]

۱۴۱۔ عتبہ بن غزوانؓ کے نام۔

عتبہؓ نے خُرَیبہ میں جس کے پاس کچھ دن بعد بصرہ کا شہر بسایا گیا اپنا کیمپ لگایا اور عمر فاروقؓ سے مسلمانوں کے لئے ایک مستقل چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت مانگی تو یہ جواب دیا۔

اپنی ساری فوج ایک ایسی جگہ جمع کرو جو پانی اور چراگاہ سے قریب ہو اور مجھے اس کی جائے وقوع اور جغرافیہ سے مطلع کرو۔[۲]

۱۴۲۔ عتبہ بن غزوانؓ کے نام۔

واضح ہو کہ تم اب امیر ہو، تمہاری بات سُنی جاتی ہے، تمہارے احکامات پر عملدرآمد ہوتا ہے مصیبت ہے وہ نعمت جس سے (خدا اور انسان کی نظر میں) تمہاری قدر و منزلت نہ بڑھے اور جسے پاکر تم اپنے سے کم رتبوں پر زیادتیاں کرو، اس لئے نعمتوں سے گریز کرو جس طرح مصیبت سے گریز کرتے ہو اور بچو ایسی غلطیوں سے جن پر چشم پوشی نہ ہو سکے اور ایسی لغزشوں سے جو معاف نہ کی جائیں والسلام۔[۳]

۱۴۳۔ حرقوص بن زُہیر سعدیؓ کے نام۔

مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے ایک ایسی جگہ کیمپ لگایا ہے جہاں چڑھنا دشوار ہے۔ تم میدان میں کیمپ لگاؤ تاکہ کسی مسلمان یا ذمی کو تمہارے پاس جانے میں دقت نہ ہو۔ جو کام تمہارے سپرد ہے اس کی سربراہ کاری میں مستعد رہو، ایسا کرو گے تو آخرت میں انعام پاؤ گے اور دُنیا میں بھی شاد کام رہو گے، اپنے فرائض کی انجام دہی میں نہ جلد بازی سے کام لو نہ کوتاہی سے ورنہ دنیا کا سکھ آرام کھو دو گے اور آخرت کی سرخروئی بھی۔[۴]

---

[۱] طبری ۴/ ۱۵۲ [۲] بلاذری صفحہ ۳۴۱ [۳] ابن عبدربہ ۳/ ۱۵۱ [۴] طبری ۴/ ۲۱۲

۱۴۴:- عتبہ بن غزوانؓ کے نام۔

مسلمانوں کو (ذمیوں پر) ظلم کرنے سے روکو، اس بات سے ڈرتے رہو کہ تمہاری کسی بدعہدی یا ظلم سے سیادت وحکومت تم سے چھین لی جائے، اور کوئی دوسری قوم اس کی وارث ہوجائے۔ سیادت وحکومت تم نے خدا کی مدد اور اس سے کئے ہوئے راست بازی کے ایک عہد کے تحت حاصل کی ہے اور اس عہد پر قائم رہنے کی خدا نے تمہیں تاکید کی ہے۔ پس ضروری ہے کہ تم خدا سے کیا ہوا عہد پورا کرو اور اس کا حکم بجالاؤ، ایسا کروگے تو اس کی مدد ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے گی[1]

۱۴۵- علاء بن حضرمیؓ کے نام۔

ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ سے علاءؓ بحرین کے گورنر تھے۔

عتبہ بن غزوان کے (بصرہ) روانہ ہوجاؤ، میں نے ان کی جگہ تمہیں گورنر مقرر کردیا ہے۔ یاد رہے کہ تم ایک ایسے شخص کے پاس جارہے ہو جس کا تعلق مہاجرین اولین میں سے ہے جن کی عاقبت خدا پہلے ہی بخیر کرچکا ہے، میں نے عتبہ کو اس وجہ سے برطرف نہیں کیا ہے کہ ان میں دیانتداری حق کے معاملہ میں سخت گیری اور اعلیٰ شجاعت کے صفات موجود نہیں ہیں۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ تم بصرہ کے محاذ پر ان سے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوگے، عتبہ کے حق اور رتبہ کا لحاظ رکھو۔ تم سے پہلے میں نے ایک اور شخص کو گورنر مقرر کیا تھا لیکن اس کا بصرہ پہنچنے سے انتقال ہوگیا۔ اگر خدا کی مرضی ہوگی کہ تم وہاں کے حاکم بنو تو تم ہی ہوگے اور اگر وہ عتبہ کو گورنری کے عہدہ پر برقرار رکھنا چاہے گا تو عتبہ ہی حاکم رہیں گے، اختیار سب باتوں کا اللہ رب العالمین ہی کو ہے اور سارے انسانوں پر اسی کا حکم چلتا ہے تمہیں یاد رہے کہ خدا کے حکم پر آنچ نہیں آسکتی۔ وہی اس کا محافظ ہے جس نے اسے نازل کیا ہے، پس اسی ذات پر

[1] طبری ۴/ ۲۱۲

اپنی نفعہ رکھو یعنی کی رضاجوئی کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو، تمہاری کدوکاوش اسی کے لئے ہو۔ اس کے سوا کسی سے دل نہ لگاؤ۔ دنیا بلاشبہ فانی ہے اور آخرت باقی و پائندہ۔ یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ دنیا جس کی نعمتیں فانی ہیں تمہیں آخرت سے بے پرواہ کردے جس کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں، خدا سے پناہ مانگو کہ تم سے ایسے کام سرزد ہوں جس سے وہ ناراض ہو، بلاشبہ خدا جسے چاہتا ہے علم و حکمت میں فضیلت عطا کرتا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے عذاب سے بچائے رکھے[۱]۔

۱۴۳۔ عتبہ بن غزوانؓ کے نام۔

علاءؓ بن حضرمی سعد بن ابی وقاصؓ کے حریف تھے۔ دونوں میں مسابقت کا جذبہ تھا۔ علاءؓ سعدؓ سے آگے بڑھنا چاہتے اور سعدؓ علاءؓ سے علاءؓ کو جب معلوم ہوا کہ سعدؓ نے قادسیہ میں ایک عظیم الشان فتح حاصل کر کے کسریٰ حکومت کی بنیادیں ہلا دیں اور عراق میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو ان کے دل میں بھی پُرزور خواہش ہوئی کہ فارس میں کوئی بڑی کامیابی حاصل کریں، انہوں نے خلیفہ کی بلا اجازت بحرین سے فارس کے جنوبی صوبہ پر جسے اس زمانہ میں فارس کہتے تھے سمندر کے راستہ سے فوجیں اتار دیں، چند ابتدائی فتوحات کے بعد انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، فارسیوں نے ان کے ساحلی اڈے پر قبضہ کر لیا اور ان کی ساری کشتیاں جلا دیں، بمقام طاؤس ایک جنگ ہوئی جس میں طرفین کا بھاری نقصان ہوا، عرب فوجیں شکستہ حال خشکی کی راہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوگئیں، فارسیوں نے ہر طرف سے انہیں گھیر لیا، بحری فوج کشی اور اس کے انجام بد کا جب عمر فاروقؓ کو علم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوئے اور علاء کو بحرین کی گورنری سے معزول کر کے انہیں سعدؓ کا ماتحت بنا دیا، دوسری طرف انہوں نے علاء کی فوج کو مصیبت سے نکالنے کے لئے گورنر بصرہ کو یہ خط لکھا:۔

---

[۱] ابن سعد ۴/۸۰، کنز العمال ۳/۱۴۹

علاء بن حضرمی مسلمانوں کی ایک فوج لے کر سمندر کی راہ سے فارس کے ساحل پر جا گئے فارسیوں نے (ان کے بحری مستقر پر قبضہ کر کے) ان کی واپسی کی راہ کاٹ دی ہے۔ علاء نے یہ اقدام میری خلاف مرضی کیا اور میرا خیال ہے کہ ان کے پیشِ نظر خدا کی خوشنودی بھی نہیں تھی، مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مدد نہ کی گئی تو دشمن ان پر قابو پاکر انہیں لوٹ کھسوٹ لے گا۔ لہٰذا تم ان کی مدد کے لئے بصرہ سے ایک فوج بھیجو اور قبل اس کے کہ وہ تباہ کر دیئے جائیں انہیں اپنے پاس بلا لو۔[۱]

۱۴۶۔ علاء بن حضرمیؓ کے نام۔

خدا نے حاکموں کو اعلیٰ اقتدار اس لئے عطا کیا ہے کہ لوگ ان کی اطاعت کریں کیونکہ عدم اطاعت سے بدامنی اور سماجی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ تم نے میری بغیر اجازت ایک فوج تیار کی، فارس پر حملہ کیا اور مسلمانوں کو تباہی کے خطرات میں ڈالا۔ میں نے بصرہ کے گورنر کو لکھا ہے کہ تمہاری مدد کے لئے ایک فوج بھیجیں اور تمہیں تباہی سے بچائیں۔ اب تمہیں بحرین واپس جانے کی اجازت نہیں ہے۔ تم بلا تاخیر سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس چلے جاؤ، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کی ماتحتی سے زیادہ اور کوئی بات تمہیں ناگوار ہوگی تو وہی کرتا۔[۲]

۱۴۷۔ مغیرہ بن شعبہؓ کے نام۔

بصرہ کے رئیس اور گورنر عتبہ بن غزوان کے انتقال کے بعد بصرہ اور اس کے ماتحت صوبوں کے گورنر مغیرہ بن شعبہؓ ہوئے، عتبہ کے عہد میں نافع بن حارث نے جو مشہور عرب طبیب حارث بن کلدۃ کے لڑکے اور رسول اللہؐ کے مولیٰ ابوبکرہ کے بھائی تھے، بصرہ کے قریب شطّ العرب کے ایک ہرے بھرے میدان میں گھوڑے پالنے کا ایک مرکز قائم کیا تھا۔ مدینہ میں ایک ملاقات کے

---

[۱] طبری ۴/ ۲۱۴ [۲] ناسخ التواریخ ۴/ ۳۶۷

موقع پر انہوں نے خلیفہ سے درخواست کی کہ مجھے وہ قطعہ زمین دے دیجئے جس پر میں گھوڑے پالتا ہوں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر بصرہ کو یہ سفارشی خط لکھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ کو سلام علیک، میں اس خدا کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں۔ واضح ہو کہ ابو عبداللہ (نافع) نے مجھے بتایا کہ ابن غزوان رضی اللہ عنہ کے عہد میں انہوں نے بصرہ (کے قریب) کاشت کی اور گھوڑے پالے جب کہ بصرہ کے کسی دوسرے شخص نے ادھر توجہ نہیں کی تھی، ابو عبداللہ کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے۔ تم زراعت اور گھوڑے پالنے میں ان کی مدد کرو۔ میں نے انہیں زراعت کی اجازت دے دی ہے، انہیں وہ اراضی دے دو جس پر انہوں نے کاشت کی ہے۔ بشرطیکہ وہ ذمیوں کی نہ ہو اور ذمیوں کے پانی سے اس کی سینچائی ہوتی ہو، نافع کے ساتھ اچھے سلوک کی پھر سفارش کرتا ہوں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ[1]

۱۴۸۔ خط کی دوسری شکل۔

ایک دوسری روایت کے بموجب سفارشی خط کے مخاطب مغیرہ کے جانشین ابو موسیٰ اشعری تھے اور اس کا مضمون یہ تھا :۔

ابو عبداللہ نے (ڈیلٹائے) دجلہ کے کنارہ مجھ سے ایک قطعہ زمین گھوڑے پالنے کے لئے مانگی ہے (اگر اسے دینے سے کسی مسلمان کو ضرر نہ پہنچتا ہو۔ اضافہ کتاب الخراج قرشی[2]) اگر یہ قطعہ ذمیوں کا نہ ہو اور نہ ذمیوں کے پانی سے اس کی سینچائی ہوتی ہو تو انہیں دے دو۔[3]

۱۴۹۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے نام

مغیرہ بن شعبہ کی گورنری کے زمانہ میں ہجرت کے سترہویں یا اٹھارہویں

---

[1] بلاذری ص ۳۵۹ [2] ابن سلام ص ۲۷۷، قرشی ص ۴۶ [3] بلاذری ص ۳۵۹ کنز العمال ۲/۱۸۹، طبقات ابن سعد (۷/۳۹) میں اس خط کا جو خلاصہ بیان کیا گیا ہے اس میں نافع کو دس جریب زمین دینے کی سفارش کی گئی ہے۔

سالی ایک عورت اُمِ جمیل جس کا تعلق شریف خاندان سے تھا ان کے گھر آیا کرتی تھی،
اس کا خاوند جنگ میں مارا گیا تھا۔ شوہر کے بعد مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر ام جمیل بصرہ
کے بڑے گھروں میں مدد کے لئے آتی جاتی تھی۔ مغیرہ کو ام جمیل سے محبت تھی۔ مغیرہ کے
کمرہ کی کھڑکی کے سامنے رسول اللہؐ کے مولیٰ ابوبکرہؓ کی کھڑکی کھلتی تھی، ابوبکرہ مغیرہ کو
ناپسند کرتے تھے۔ مغیرہؓ ان کی طرف بڑھتے لیکن ابوبکرہ ان سے دُور بھاگتے، ان کا
خیال تھا کہ مغیرہ میں وہ اخلاقی طہارت نہیں پائی جاتی جو مسلمانوں کے گورنر میں ہونی چاہیئے
ایک دن ہوا کے جھونکے سے ابوبکرہؓ اور مغیرہؓ کے کمروں کی کھڑکیاں جو آمنے سامنے تھیں
کھل گئیں، ابوبکرہ کھڑکی بند کرنے اُٹھے تو سامنے مغیرہ کو ایک عورت سے ساتھ مشغول پایا
وہ سمجھے ام جمیل ان کے پاس ہے، انہوں نے اپنے تین ساتھیوں کو جن سے وہ باتیں کر
رہے تھے بلاکر یہ نظارہ دکھایا اور جب مغیرہؓ نماز پڑھنے نکلے تو ان کا راستہ روک لیا اور
انہیں مسجد میں جانے سے باز رکھا۔ لوگوں نے ابوبکرہؓ کو مشورہ دیا کہ خلیفہ سے جا کر
شکایت کریں گورنر کو نماز پڑھانے سے روکیں، ابوبکرہ مع تینوں گواہوں کے مدینہ
چلے گئے، عمر فاروقؓ نے ان کی شکایت سن کر صحابی ابو موسیٰ اشعریؓ کو بلایا اور کہا:۔
میں تمہیں بصرہ کا گورنر بناتا ہوں جہاں شیطان نے انڈے دیئے ہیں۔ یہ خط مغیرہ کو دو
اور بلاتاخیر انہیں مدینہ بھیجدو:۔

مجھے ایک سنگین خبر ملی ہے میں ابو موسیٰ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں،
انہیں حکومت کا چارج دے کر فوراً چلد و۔[1]

۱۵۰۔ خط کی دوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک ایسا (شرمناک) کام کیا ہے کہ اگر اسے
کرنے سے پہلے تم مرجاتے تو بہتر تھا۔[2]

۱۵۱۔ بصرہ کے باشندوں کے نام۔

مذکورہ بالا خط کے ساتھ خلیفہ نے بصرہ کے باشندوں کو یہ فرمان بھیجا:۔

---

[1] طبری ۴/۲۰۷، ابن خلدون ۲/۱۱۰ [2] ابن سعد ۷/۱۴۱، کنزالعمال ۱/۲۲۸

میں ابو موسیٰ کو تمہارا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں تاکہ وہ ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کی مدد کریں، تمہارے تعاون سے دشمنوں کے ساتھ لڑیں، ذمیوں کی حمایت کریں، خراج وصول کر کے تمہارے درمیان تقسیم کریں اور سرکاری راستوں کو محفوظ رکھیں[1]

۱۵۲۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

ابھی کچھ عرصہ مدائن میں قیام کرو تاکہ تمہاری فوج اور جانور تازہ دم ہو جائیں، وہ کمک لوٹا دو جو ابو عبیدہؓ نے (شام سے) بھیجی تھی، بزنطی فوجیں ہم سے لڑنے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور حمص میں جمع ہو رہی ہیں اس وقت مدائن میں ٹھہرے رہو جب تک کہ ہم شام کی جنگ سے عہدہ برآ نہ ہو جائیں[2]

۱۵۳۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

اپنے ہیڈ کوارٹر مدائن میں آٹھ ماہ قیام کے بعد سعدؓ کو معلوم ہوا کہ ایک فارسی فوج ان سے لڑنے کے لئے بمقام جلولاء اور دوسری عرب قبیلوں اور بزنطیوں پر مشتمل بمقام تکریت جمع ہوئی ہے۔ جلولا، عراق کے شمال میں عراق خراسان کی شاہراہ پر ایک بڑے دریا کے کنارہ مدائن سے تقریباً سو میل پر واقع تھا اور تکریت مدائن و موصل کے درمیان غربی دجلہ پر ایک قلعہ بند شہر تھا۔ مدائن سے لگ بھگ سو میل کے فاصلہ پر، سعدؓ نے دونوں فوجوں کی نقل و حرکت کی اطلاع خلیفہ کو دی تو انھوں نے یہ دو فرمان بھیجے۔

ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں بارہ ہزار فوج جلولا بھیجو، اس فوج کے ہراول دستوں کے لیڈر قعقاع بن عمرو ہوں۔ میمنہ، میسرہ اور ساقہ (عقب کی حفاظتی فوج) کی کمان سعد بن مالکؓ، عمرو بن مالک اور عمرو بن مُرّہ جہنی کے ہاتھ میں ہو[3]

---

[1] طبری ۴/۲۰۷ [2] ابن اعثم ص۲۵، تاریخ التواریخ ۲/۱۵۱ [3] طبری ۴/۱۷۹

۱۵۴۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

دوسرا فرمان :۔

(عرب اور بزنطی افواج کے کمانڈر) انطاق کے مقابلہ کیلئے عبداللہ بن معتم کی قیادت میں ایک فوج بھیجو۔ اس کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر ربعی بن افکل عنزی ہوں، میمنہ، میسرہ، ساقہ اور رسالوں کی کمان اعلیٰ بالترتیب حارث بن حسان ذہلی، فرات بن حیان عجلی، ہانی بن قیس اور عرفجہ بن ہرثمہ کے ہاتھ میں ہو[1]

۱۵۵۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

اگر خدا کی مدد سے مہران اور انطاق کے لشکر کو شکست ہو تو ہراول دستوں کے لیڈر قعقاع بن عمرو کو حکم دو کہ عراق اور جبال کی سرحد پر مورچے بنائیں[2]

۱۵۶۔ خط کی دوسری شکل۔

اگر خدا کی مدد سے تم جلولاء میں فتحیاب ہو تو قعقاع بن عمرو کو حلوان تک فارسیوں کا تعاقب کرنے بھیجو تاکہ دشمن مڑ کر مسلمانوں پر وار نہ کر سکے اور عراق اس کے حملہ سے محفوظ ہو جائے[3]

۱۵۷۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

تعاقب کے حق میں سیف بن عمر کے مذکورہ خط کے مقابلہ میں طبری نے تعاقب کی مخالفت میں محمد بن اسحاق مدنی کی سند پر یہ خط نقل کیا ہے :۔

جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو اور فارسیوں کا تعاقب نہ کرو، مسلمانوں کے لئے ایک ہجرت گاہ اور بڑی چھاؤنی بناؤ لیکن میرے اور ان کے درمیان کوئی دریا حائل نہ ہو[4]

۱۵۸۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

جلولاء کی فتح کے بعد عرب فوج کے سپہ سالار ہاشم بن عتبہ جلولاء میں حفاظتی فوج چھوڑ

---

[1] طبری ۱۸۶/۴ [2] ایضاً ۱۷۹/۴ [3] ایضاً ۱۸۵/۴ [4] ایضاً ۱۴۱/۴

کر مدائن لوٹ آئے، اس اثنار میں ایک فارسی فوج مسلمانوں سے لڑنے کے لئے موہ جبال سے عراق میں داخل ہوئی، اس کی خبر سعدؓ نے خلیفہ کو دی تو یہ حکم موصول ہوا :-

فارسیوں کے مقابلہ میں ضرار بن خطابؓ کی کمان میں ایک فوج بھیجو جس کے ہراول دستوں کے لیڈر ابن ہذیل اسدی ہوں، بازوؤں کے سالار عبداللہ بن راسبی اور مضارب بن فلان عجلی ہوں۔[1]

۱۵۹۔ مسلمان غازیوں کے نام۔

جب مسلمان غازی خانقین میں مقیم تھے تو یہ خط موصول ہوا خانقین جلولا سے تقریباً بیس پچیس میل شمال مشرق میں اس سڑک پر واقع تھا جو حُلوان جاتی تھی شکست خوردہ فارسی فوجیں جلولار سے بھاگ کر خانقین میں پناہ گزین ہوگئی تھیں جلولار سے ایک عرب فوج ان کے تعاقب میں آئی اور انہیں شکست دے کر خانقین پر قابض ہوگئی :-

جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور اہل قلعہ اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کو تیار ہوں کہ ان کے ساتھ خدا کی منشار کے مطابق معاملہ کیا جائے تو ان کی یہ بات نہ مانو کیونکہ تمہیں ان کے بارے میں خدا کی منشار کا علم نہیں ہے بلکہ وہ اس شرط پر ہتھیار ڈالیں کہ تمہاری صوابدید کے مطابق ان کے ساتھ معاملہ کیا جائے، پھر جو مناسب ہو ان کے ساتھ برتاؤ کرو جب تمہارا کوئی فوجی دشمن کے کسی سپاہی سے کہے :لا تو جل یا لا تخف (ڈر مت) یا مطرس (مترس، ڈر مت بزبان فارسی) یا لا تدھل (ڈر مت بزبان نبطی اضافہ از سنن بیہقی) تو یہ سارے الفاظ امان کے مترادف ہیں کیونکہ خدا سب زبانیں جانتا ہے۔[2]

۱۶۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

جَلولار کی فتح اور ہاشم کی مدائن واپسی کے بعد سعدؓ کو خبر ملی کہ جزیرہ (میسوپوٹامیہ) سے ایک فوج ہرقل کی مدد کے لئے اور دوسری مسلمانوں سے جنگ کے لئے مدائن

---

[1] طبری ۴/۱۸۷، [2] ابو یوسف ۱۲۶، بیہقی ۹/۹۶، کنز العمال ۴/۲۹۸۔

کے مغرب میں واقع غربی فرات کے شہر ہیت روانہ ہوئی ہے، کمانڈران چیف نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دی تو یہ فرمان آیا:۔

اہل جزیرہ کی فوجوں سے مقابلہ کے لئے عمرو بن مالک بن عتبہ کی قیادت میں ایک فوج ہیت بھیجو، اس کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر حارث بن یزید عامری ہوں، میمنہ اور میسرہ کی کمان اعلیٰ بالترتیب ربعی بن عامر اور مالک بن حبیب کے ہاتھ میں ہو۔[1]

۱۶۱۔ فاتحین عراق کے نام۔

عراق کے فاتح اکابر کی ایک جماعت نے خلیفہ سے درخواست کی کہ صوافی کو فوج میں تقسیم کرنے کی اجازت دی جائے تو انہوں نے یہ خط بھیجا:۔

صوافی کے پانچ حصوں میں سے چار حصے عراق کے فاتح لشکر کو دیئے جائیں اور پانچواں حصہ (خمس) اس کی مقررہ مدوں میں صرف کرنے کے لئے میرے پاس بھیج دیا جائے، اگر فاتحین خود صوافی میں آباد ہونا چاہیں تو انہیں اس کا بھی حق ہے۔[2]

صوافی سے مراد وہ اراضی تھی (۱) جس کے مالک شاہی خاندان کے لوگ تھے۔ (۲) جس کی آمدنی شاہراہوں، ڈاک کے راستوں، پلوں کی مرمت اور آتش کدوں کے لئے وقف تھی (۳) جس کے مالک بھاگ گئے تھے یا جنگ میں مارے گئے تھے۔ (۴) جس میں جنگلات تھے، (۵) جس میں تالاب اور چشمے تھے۔ صوافی سے سالانہ بیس لاکھ روپے (چالیس لاکھ درہم) اور بقول بعض پینتیس لاکھ روپے (ستر لاکھ درہم) آمدنی ہوتی تھی۔[3]

۱۶۲۔ فاتحین عراق کے نام۔

اپنے مفتوحہ اراضی (فئی) پہ قبضہ کرلو، اگر تم نے ایسا نہ کیا اور بہت دن گزر گئے فتقادم العهد يلحج (؟) میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتا ہوں

---

[1] طبری ۴/۱۸۷ [2] طبری ۴/۱۸۴ [3] ابویوسف ص۵۷، قرشی ص۹۲، بلاذری ص۲۸۱

مالک تو گواہ رہنا۔[۱]

اس خط میں فئ سے بظاہر سوادِ عراق کی اراضی مراد ہے

۱۶۳۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

فتح جلولا ، کے بعد کمانڈران چیف نے دجلہ کے مغرب میں واقع مدائن سے جلولا تک مفتوحہ عراق کے کاشتکاروں کا شمار کرایا تو ایک لاکھ اور کچھ اوپر تیس ہزار تعداد آئی، انہوں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو یہ فرمان آیا۔

کاشت کاروں کو زراعت کے لئے آزاد چھوڑ دو ، ان میں سے جو لوگ تم سے لڑے ہوں یا بھاگ کر دشمن سے مل گئے ہوں اور انہیں تم نے پکڑ لیا ہو تو ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو عراق کے دوسرے کاشتکاروں کے ساتھ کر آئے ہو اور جب میں (کسی پیشہ کے) لوگوں کے بارے میں کوئی ہدایت دوں تو ان جیسے دوسرے پیشہ وروں کے ساتھ بھی میری اسی ہدایت کے مطابق عمل کرو۔[۲]

۱۶۴۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

مذکورہ بالا خط کاشتکاروں کے بارے میں تھا ، سعدؓ نے ان لوگوں کے متعلق بھی ہدایت طلب کی جو زراعت پیشہ نہیں تھے تو یہ جواب موصول ہوا :۔

غیر زراعت پیشہ لوگوں کو اگر تم نے آپس میں تقسیم نہ کیا ہو تو ان کے ساتھ تمہیں اختیار ہے جیسا چاہو معاملہ کرو اور جو لوگ تمہارے ساتھ لڑے ہوں اور اپنی جائیداد اور زمین چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں ان کی جائیداد کے مالک مسلمان ہیں ، اگر تم نے انہیں واپس آنے کی دعوت دی ہو اور انہوں نے جزیہ گزار بننا منظور کر لیا ہو اور ان کی جائداد تقسیم کرنے سے پہلے لوٹا دی ہو تو وہ ذمی ہو کر رہیں گے اور اگر تم نے واپس آنے کی دعوت نہ دی ہو تو فاتح غازی ان کی جائداد کے مالک ہوں گے۔[۳]

---

[۱] طبری ۴/۱۸۴، [۲] طبری ۴/۱۰۳، [۳] ایضاً

۱۶۵ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

عراق کی فتح مکمل ہونے کے بعد عراق سے ایک وفد مدینہ آیا۔ خلیفہ نے ان کے چہرے بے رونق اور جسم دُبلے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ عراق کی آب و ہوا ہمیں راست نہیں آئی۔ خلیفہ نے تحقیق کے لئے سعدؓ کو خط لکھا تو انہوں نے بھی وفد کے قول کی تائید کی، عمر فاروقؓ نے یہ فرمان بھیجا۔

عربوں کو وہی جگہ راست آتی ہے جو ان کے اونٹوں کے لئے سازگار ہوتی ہے۔ سلمانؓ اور حذیفہؓ کو ایک ایسی (صحت بخش) جگہ تلاش کرنے کے لئے بھیجو جو صحرا اور دریا سے متصل ہو لیکن کوئی دریا میرے اور تمہارے درمیان حائل نہ ہو۔[1]

۱۶۶ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

مذکورہ بالا فرمان کے تحت ہجرت کے سترہویں سال ایک نہایت وسیع میدان میں کوفہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس میدان کا ایک بازو دریائے فرات سے سیراب ہونے والے مزروعہ علاقہ سے متصل تھا اور دوسرا صحرائے عرب سے۔ سب سے پہلے مسجد کی داغ بیل رکھی گئی۔ مسجد کے صحن کے سامنے گورنر کا مکان بیت المال اور دفاتر بنائے گئے، کچھ دن ہی گزرے تھے کہ بیت المال میں نقب لگا اور بہت سا روپیہ چوری ہو گیا۔ اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے یہ خط بھیجا:-

مسجد ہٹا کر دار الامارہ (گورنر کی رہائش گاہ) کے برابر بناؤ اس طرح کہ مسجد کا اندرونی حصہ دار الامارہ سے متصل ہو۔ مسجد میں نمازیوں کی رات دن موجودگی سے خزانہ محفوظ رہے گا۔[2]

۱۶۷ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ سعدؓ نے سرکاری رہائش گاہ بنانے کے لئے خلیفہ سے اجازت مانگی تو یہ جواب دیا:-

---

[1] طبری ۴/۱۸۹ [2] بلاذری ص۲۹۲ [3] ایضاً ۴/۱۹۴

ایسی جگہ بنالو جہاں دھوپ اور بارش سے محفوظ رہو۔[1] تاریخ دمشق ابن عساکر میں یہ الفاظ زیادہ ہیں :۔ کیونکہ دنیا عارضی قیام گاہ ہے۔[2]

۱۶۸ ۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام ۔

خلیفہ کے زیر ہدایت سعدؓ نے مسجد دارالامارۃ کے برابر منتقل کردی' دارالامارۃ کی عمارت کچی تھی، شاید اسی وجہ سے نقب بھی لگا تھا۔ ایک فارسی رئیس نے اپنی نگرانی میں اسے چونے سے بنوایا، پتھر کے ستون لگائے اور اس میں محل کی سی شان پیدا کردی عمارت کے باہر ایک پھاٹک بھی لگایا گیا، دارالامارۃ اور مسجد کے اردگرد بازار تھا اور وہاں غیر معمولی شور کے باعث سعدؓ اور ان کے عملہ کے کام میں سخت خلل پڑتا۔ لوگوں نے یہ مشہور کردیا کہ سعدؓ نے ٹھیکہ دار سے کہا تھا کہ ایسی عمارت بناؤ کہ شور وشغب کی آواز مجھ تک نہ آئے۔ عمر فاروقؓ کو خبر پہنچی کہ سعدؓ نے اپنے لئے محل بنوایا ہے جس کے باہر ایک پھاٹک بھی ہے یہ بات انہیں ناگوار ہوئی، انہوں نے اپنے معتمد بن مسلمہ کو مندرجہ ذیل دیا اور انہیں تاکید کی کہ پہنچتے ہی سعدؓ کے محل کا پھاٹک جلا دیں، ایسا ہی کیا گیا خط کا مضمون یہ تھا :۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک محل بنوایا ہے اور اسے قلعہ کی طرح جائے پناہ بنا لیا ہے۔ اسے قصر سعد کہا جاتا ہے اور تم نے اپنے اور پبلک کے درمیان ایک پھاٹک بھی لگوایا ہے۔ یہ تمہارا محل نہیں بلکہ ہلاکت کا محل ہے۔ اس کے اس حصے میں بود وباش رکھو جو خزانہ سے متصل ہے باقی عمارت بند کردو۔ محل میں کوئی پھاٹک نہ لگواؤ تاکہ لوگوں کو اندر آنے اور اپنی ضروریات تمہارے سامنے پیش کرنے میں رکاوٹ نہ ہو۔ انہیں تمہاری مجلس میں آنے اور گھر سے نکلتے وقت تم سے ملاقات کا موقع ملنا چاہیئے۔[1]

۱۶۹ ۔ عثمان بن حنیفؓ کے نام ۔

عثمان بن حنیفؓ کو عمر فاروقؓ نے دریائے فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۸۰ [2] قلم ۱۶ جز ر ۱۴

کی پیمائش اور لگان بندی کا کمشنر مقرر کیا تھا جب وہ پیمائش سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے لگان بندی سے متعلق انہیں یہ مراسلہ بھیجا :-

ہر جریب (ایک سو ساٹھ مربع گز) زمین پر خواہ اس پر عملاً کاشت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو ایک درہم (آٹھ آنے) نقد اور ایک قفیز غلہ مقرر کر دو، انگور کی ہر جریب سے دس درہم (پانچ روپے) اور ترکاریوں کی ہر جریب سے پانچ درہم (ڈھائی روپے) وصول کرو لیکن کھجور اور دوسرے پھلدار درختوں پر ٹیکس نہ لگاؤ۔[1]

۱۷۰۔ عثمان بن حنیف رض کے نام

عراق کی بہت سی اراضی اور جائداد فارسی شاہی خاندان کی ملک تھی، حضرت عمر فاروق نے اس اراضی سے کچھ لوگوں کو جائدادیں عطا کیں، ان میں سے ایک جریر بن عبد اللہ بجلی تھے جنہوں نے عراق کی جنگوں میں بہادری کے جوہر دکھائے تھے، جریر نے خلیفہ سے عراق میں جائداد مانگی تو انہوں نے جریر کو یہ خط دے کر عثمان بن حنیف رض کے پاس بھیجا :-

جریر بن عبد اللہ بجلی کو اتنی زمین دیدو جو ان کے گزارہ کے لئے کافی ہو، نہ اس سے کم نہ زیادہ۔[2]

۱۷۱۔ عثمان نے زمین نہیں دی۔ انہیں شاید خط کے جعلی ہونے کا اندیشہ تھا۔ انہوں نے خلیفہ سے توثیق چاہی تو یہ جواب آیا :-

(زمین کے بارے میں) جریر کا قول اور پیش کردہ خط صحیح ہے، اسے نافذ کردو، تم نے اچھا کیا کہ مجھ سے رجوع کر لیا۔[3]

۱۷۲۔ حذیفہ بن یمان رض کے نام۔

حذیفہ بن یمان دجلہ سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کے کمشنر تھے ان کا ہیڈ کوارٹر عراق کا مرکزی شہر مدائن تھا۔ انہوں نے ایک یہودی عورت

---

[1] زیلعی ۳/۴۰۰ [2] طبری ۴/۱۴۰ [3] ایضاً

سے شادی کرلی، اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے یہ فرمان بھیجا۔
مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے مدائن کی ایک کتابی عورت سے شادی کی ہے۔
اسے طلاق دے دو۔[1]

۱۷۳۔ خط کی دوسری شکل۔

میں تاکید کرتا ہوں کہ میرا خط پاتے ہی (اپنی یہودی) بیوی کو طلاق دیدو۔
مجھے ڈر ہے کہ دوسرے مسلمان تمہاری پیروی میں ذمی عورتوں کے حسن و جمال
سے متاثر ہوکر ان سے شادی بیاہ کرنے لگیں گے اور یہ مسلمان عورتوں کے
لئے سخت آزمائش ہوگی۔[2]

۱۷۴۔ خط کی تیسری شکل۔

اسے طلاق دے دو۔ تم فارسی علاقہ میں ہو اور مجھے اندیشہ ہے کہ جاہل لوگ کہیں گے
کہ رسول اللہؐ کے ایک ساتھی نے کافر عورت سے شادی کرلی ہے۔ وتحلیل الرخصۃ
التی کانت من اللہ فیتزوجوا النساء المجوس[3] (؟)

۱۷۵۔ حذیفہ بن یمانؓ کے نام۔

حذیفہ نے اس حکم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے خلیفہ سے پوچھا کیا کتابی عورت
سے شادی جائز نہیں ہے تو یہ جواب موصول ہوا۔
کتابی عورت سے شادی جائز ہے لیکن چونکہ عجمی عورتیں دل فریب ہوتی ہیں
اس لئے اگر تم نے ان سے شادی کی تو وہ تمہاری عرب بیویوں پر چھا جائیں گی۔[4]

۱۷۶۔ خط کی دوسری شکل۔

کتابی عورت سے شادی حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہیں تم کتابی رنڈیوں
سے شادی بیاہ نہ کرنے لگو۔[5]

۱۷۷۔ حذیفہ بن یمانؓ کے نام۔

یہ خط عبدالرحمٰن حنبلی نے اپنی الاستخراج لاحکام الخراج میں نقل کیا ہے، حذیفہ نے

---

[1] طبری ۱/۱۴۷ [2] ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۱ و ۱۸۱ [3] کنز العمال ۸/۳۰۱ [4] ۱/۱۴۷
[5] جصاص ۲/۳۲۲۔

نے خلیفہ سے پوچھا کہ میرے علاقہ کے کچھ لوگ لگان لگنے سے پہلے اسلام لے آئے تھے اور کچھ لگان وجزیہ لگنے کے بعد مسلمان ہوئے ہیں، بتائیے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے تو عمر فاروقؓ نے لکھا۔

جو لوگ لگان اور جزیہ لگنے سے پہلے اسلام لے آئے ہوں ان سے زمین کا عشر لو اور جزیہ ساقط کردو اور جو لگان وجزیہ گزار ہونے کے بعد اسلام لائے ہوں ان سے لگان وصول کرو (جزیہ نہ لو) کیونکہ ان کی زمین اس وقت ہماری ملک ہو چکی تھی جب وہ غیر مسلم تھے[1]

۱۷۸۔ حذیفہ بن یمانؓ کے نام۔

مسلمانوں کو ان کے وظیفے اور راشن دے دو۔ حذیفہ نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ سب کو دینے کے بعد بہت سا روپیہ اور راشن بچ رہا ہے تو یہ فرمان موصول ہوا۔ یہ دولت غیر مسلموں سے لڑ کر غازیوں نے حاصل کی ہے۔ یہ عمرؓ اور ان کے کنبہ کا مال نہیں ہے، اُسے بھی غازیوں میں تقسیم کردو[2]

۱۷۹۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

ذیل کے خط کا سیاق وسباق بقول سیف بن عمر یہ ہے کہ شام کی فتح اور بزنطی قیصر کے شام سے خروج کے بعد ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنے ہیڈکوارٹر حمص میں مقیم تھے اور خالد بن ولیدؓ شمال کے سرحدی شہروں پر حملے کر رہے تھے کہ میسوپوٹامیہ کے عیسائیوں نے قیصر سے خط وکتابت کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا معاہدہ کر لیا اور کچھ عرصہ بعد قیصر اور میسوپوٹامیہ کی فوجوں کے ساتھ حمص پر چڑھائی کی، اُن کے کئی ڈویژن شام کی دُوسری چھاؤنیوں (اجناد) کی طرف بھیجے گئے تاکہ انہیں ابو عبیدہؓ کی مدد کو جانے سے باز رکھیں، ابو عبیدہؓ نے خالد اور کئی دوسرے فوجی سالاروں کو حمص بلا لیا۔ پھر بھی ان کی قوت اتنی نہ تھی کہ وُہ دشمن کا خاطر خواہ مقابلہ کر سکتے، دشمن نے وہ سارے راستے روک لئے جن سے مسلمان فوجیں اپنے اڈوں سے حمص آسکتیں، ابو عبیدہؓ نے حمص کے قلعہ میں پناہ

---

[1] حنبلی ص ۱۲ [2] کنز العمال ۳/۳۱۷

لی اور ارجنٹ خط بھیج کر خلیفہ کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی۔ عمر فاروقؓ نے سعدؓ کو جو کوفہ میں بس چکے تھے یہ خط لکھا :۔

جس دن یہ خط موصول ہو اسی دن ایک فوج قعقاع بن عمرو کی سرکردگی میں حمص بھیجو۔ وہاں ابو عبیدہ کا محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ فوج کو جلد از جلد حمص پہنچنے کی تاکید کر دی جائے۔[1]

۱۸۰۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

سُہیل بن عدی کی سرکردگی میں ایک فوج جزیرہ کے شہر رقّہ بھیجو، جزیرہ کے لوگوں نے ہی بزنطیوں کے حمص پر حملہ کے لئے اُبھارا ہے اور ان سے پہلے قرقیسیا کے باشندے یہی حرکت کر چکے ہیں، دوسری فوج عبداللہ بن عتبان کی سالاری میں (جزیرہ کے شہر) نصیبین پر چڑھائی کے لئے روانہ کرو، یہاں کے باشندوں کو بھی اہلِ قرقیسیا نے حملہ کے لئے اکسایا تھا؛ جب یہ دونوں سالار رقّہ اور نصیبین سے فارغ ہو جائیں تو حران اور (جزیرہ کے پایۂ تخت) رُہا کا قصد کریں، ایک تیسری فوج ولید بن عقبہ کی کمان میں جزیرہ کے (عیسائی) عرب قبائل ربیعہ اور تنوخ کی جانب روانہ کرو اور عیاض بن غنم کو بھی جزیرہ کے محاذ پر بھیجو، اگر جنگ ہو تو دوسرے سارے سالارانِ فوج عیاض کے ماتحت ہوں گے۔[2]

۱۸۱۔ خط کی دُوسری شکل۔

جزیرہ پر فوج کشی کے موضوع پر سیف بن عمر کا بیان کیا ہوا خط اوپر پیش کیا گیا اسی موضوع پر سیرۃ النبی کے مصنف محمد بن اسحاق مدنی نے حسب ذیل خط نقل کیا ہے :۔

خدا نے شام و عراق مسلمانوں کو فتح کرائے۔ اب تم ایک لشکر کوفہ سے جزیرہ فتح کرانے بھیجو، اس فوج کی کمان ان تین افراد میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہو :۔ خالد بن عُرفطہ، ہاشم بن عتبہ اور عیاض بن غنم۔[3]

---

[1] طبری ۴/۱۹۵ [2] ایضاً [3] طبری ۴/۱۹۶

۱۸۲ - بزنطی قیصر کے نام -

جیسا کہ خط ۱۸۱ میں بیان ہوا عمرؓ فاروق نے جزیرہ کی مہم چار افسروں کے سپرد کی تھی جن میں سے ایک ولید بن عقبہ تھے، ان کو حکم تھا کہ جزیرہ کے عرب قبائل کو مسلمانوں کے ساتھ ملا کر بزنطیوں سے لڑنے کی دعوت دیں، یہ دعوت قبیلہ ایاد کے علاوہ سب نے مان لی، کچھ قبیلے مسلمان بھی ہوگئے، قبیلہ ایاد کے کئی ہزار افراد گھربار چھوڑ کر بزنطی قلمرو میں چلے گئے، ولید بن عقبہ نے مرکز کو اس کی اطلاع دی تو عمر فاروقؓ نے یہ تہدید آمیز مراسلہ قیصر کو بھیجا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک عرب قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہاری قلمرو میں چلا گیا ہے یہ قبیلہ لوٹا دو ورنہ ہم دارالاسلام کے عیسائیوں سے معاہدہ توڑ کر انھیں جلا وطن کر کے تمہارے ملک میں بھیج دیں گے[1]

قیصر کے حکم سے قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی اسلامی قلمرو میں لوٹ آئے، جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ بقول سیف بن عمر ۱۷ھ اور بقول ابن اسحاق ۱۹ھ میں ہوا۔

۱۸۳ - ولید بن عقبہؓ کے نام -

جزیرہ کا ایک بڑا اور ممتاز عیسائی عرب قبیلہ تغلب تھا۔ ولیدؓ نے اس کے اکابر کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن وہ ترکِ مذہب کے لئے تیار نہیں ہوا اور جزیہ گزار ہو کر اس نے اپنی جان مال اور مذہب کی امان لینے پر اصرار کیا، ولیدؓ نے کہا کہ تم عرب ہو اور عربوں کو جزیہ دینے کا حق نہیں ہے۔ تمہیں مسلمان ہونا پڑے گا۔ تغلب کے اکابر نے اپنا مذہب چھوڑنے سے پھر انکار کر دیا اور ولیدؓ سے درخواست کی کہ ہمارے معاملہ میں خلیفہ سے رجوع کیا جائے، ولید نے صورتِ حال سے عمر فاروقؓ کو مطلع کیا تو یہ جواب آیا:-

صرف جزیرہ نمائے عرب کے بسنے والے عربوں کے لئے اسلام قبول کرنا ضروری ہے۔ تغلبی عرب اگر اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ دینے کو تیار ہوں تو

---

[1] طبری ۴/ ۱۹۸، ابن خلدون ۲/ ۱۰۸

انہیں ایسا کرنے کی اجازت دی جائے، بشرطیکہ وہ آئندہ اپنے بچوں کو عیسائی بنانے سے باز رہنے کا عہد و پیمان کریں، جزیہ گذار ہونے کے بعد اگر کوئی تغلبی عرب مسلمان ہو تو اس کا اسلام قبول کر لیا جائے۔[1]

۱۸۴۔ نعمان بن عدیؓ کے نام۔

نعمان بن عدی صحابی کو عمر فاروقؓ نے ضلع میسان (زیریں عراق) کا محصل خراج مقرر کیا۔ جب نعمانؓ مدینہ سے جانے لگے تو ان کی بیوی وطن چھوڑ کر پردیس جانے کے لئے تیار نہ ہوئیں اور نعمان کو تنہا جانا پڑا۔ میسان کی شادابی اور آسائش نعمان کو بہت بھائی اور انہوں نے بیوی کو بلانے کے لئے شوق انگیز شعر لکھے جن میں سے چند یہ ہیں:۔

من مبلغ الحسناء ان حليلها   بميسان يسقى فى زجاج وحنتم

کوئی ہے جو میری بیوی کو یہ خبر پہنچا دے کہ تمہارے شوہر کو شیشہ کے گلاس اور فیروزی جگ سے شراب پلائی جاتی ہے۔

اذا شئت غنتنى دهاقين قرية   وصناجة يجذو على كل منسم

جب گانا سننے کو میرا جی چاہتا ہے تو سر راہ ناچنے والا جنگ نواز اور گاؤں کے مقدم مجھے گانا سناتے ہیں۔

لعل امير المومنين يسوءه   تنادمنا فى الجوسق المتهدم

اگر امیر المومنین کو معلوم ہو جائے کہ میں ساتھیوں کے ساتھ ٹوٹے قلعہ میں بیٹھ کر شراب پیتا ہوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ناراض ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حٰم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذى الطول۔ واضح ہو کہ تمہاری وہ نظم جس کا ایک شعر ہے:۔

لعل امير المومنين يسوءه   تنادمنا فى الجوسق المتهدم

میں نے سنی واقعی مجھے تمہارے یہ شعر برے لگے اور میں تمہیں معزول کرتا ہوں۔[2]

---

[1] طبری ۴/ ۱۹۸؛ [2] ابن ابی الحدید ۳/ ۱۰۸؛ استیعاب ۱/ ۲۹۶؛ بلاذری ص ۳۹۳؛ یاقوت ۸/ ۲۸۸؛ ازالۃ الخفاء ۲/ ۷۳؛ کنز العمال ۲/ ۱۷۵؛ ابن جوزی ص ۹۶۔

طبقات ابن سعد (لائڈن ۴/ ۱۰۳) میں ہے کہ عمر فاروق رضؓ نے اشعار سُن کر کہا :- بلا شبہ مجھے یہ اشعار بُرے لگے ہیں، اگر کوئی نعمان کے پاس جائے تو کہدے کہ میں نے انہیں معزول کر دیا ہے۔ ابن سعد کے راویوں نے معزولی کے خط کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۵۔ کوفہ کے قاضی ابو قُرہ کے نام۔

کچھ لوگ یہ کہہ کر سرکاری روپیہ لیتے ہیں کہ ہم جہاد کے لئے جائیں گے، پھر جب حاکم انہیں جہاد پر جانے کا حکم دیتے ہیں تو وہ ٹال دیتے اور جہاد کے لئے نہیں جاتے ہیں[۱]۔

۱۸۶۔ قاضی شُریح رحؒ کے نام۔

یہ ۱۸ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ساٹھ سال سے زیادہ اس منصب پر فائز رہے۔

اگر تمہارے پاس کوئی ایسا مسئلہ آئے جس کا حل قرآن میں ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور کسی مجتہد کی رائے کی طرف دھیان نہ دو اور اگر مسئلہ ایسا ہو جس کا حل قرآن میں نہ ہو لیکن سنت میں ہو تو اس کے مطابق عمل کرو اور اگر قرآن و سنت دونوں میں موجود نہ ہو تو مستند و ممتاز مجتہدوں کی رائے کا سہارا لو اور اگر انہوں نے بھی کوئی قانونی حل فراہم نہ کیا ہو تو تمہیں اختیار ہے خواہ اپنے اجتہاد سے کام لو خواہ مجھ سے رجوع کر لو اور میرا خیال ہے بہتر یہی ہے کہ مجھ سے رجوع کر لو[۲]۔

۱۸۷۔ قاضی شُریح رحؒ کے نام۔

عدالت میں نہ لڑو۔ نہ جھگڑو، نہ بیچو، نہ خریدو اور جب غصہ میں ہو تو کوئی مقدمہ فیصل نہ کرو[۳]۔

---

[۱] ابن سعد ۶/ ۱۰۲ [۲] بیہقی ۱۰/ ۱۱۰، کنزالعمال ۱۰/ ۸۵ کا ۳ و ۱۶۳/۳۔ ابن قیم (اعلام الموقعین مصر ۱/ ۵۱ و ۱۰۷، ازالۃ الخفاء ۲/ ۸۵-۸۶، باختلاف متن [۳] جاحظ ۲/ ۶۵،

بعض راوی کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں خطوں کی بیشتر ہدایات خلیفہ نے شریحؒ کو زبانی دی تھیں جب وہ اپنے عہدہ کا چارج لینے کو روانہ ہو رہے تھے۔ ہدایات کے الفاظ یہ تھے:-

قرآن میں تمہیں جو فیصلہ ملے اسے بے چون و چرا اختیار کر لو اور اگر نہ ملے تو سنت کی طرف رجوع کرو، اگر وہاں بھی نہ ملے تو اپنے اجتہاد سے کام لو، اس کے علاوہ عدالت میں نہ کسی سے لڑو نہ جھگڑو نہ کوئی چیز خریدو نہ بیچو[1]

۱۸۸- قاضی شریح کے نام-

(چھوٹے بڑے) دانتوں اور (چھوٹی بڑی) انگلیوں کے تاوان میں کوئی فرق نہیں ہے[2]

۱۸۹- قاضی شریحؒ کے نام-

یا وہ بچہ جسے اس کی ماں دار الحرب سے دار الاسلام لائے اس (ماں) کا وارث نہیں ہو سکتا جب تک کہ گواہ اس باپ کی شہادت نہ دیں کہ بچہ اسی کا ہے، اچانک ماں اپنا بچہ ثابت کرنے کے لئے اسے ولادت کے چیتھڑوں ہی میں لپیٹ کر کیوں نہ لائے[3]

۱۹۰- سعد بن ابی وقاصؓ کے نام-

یزدجرد نے جب دیکھا کہ ایک طرف عرب فوجیں عراق میں گھس پڑی ہیں اور دوسری طرف انہوں نے اہواز کے ایک اہم حصہ پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ سخت پریشان ہوا، اس نے اہواز اور فارس میں اپنے ماتحت حاکموں کو غیرت دلائی اور ان پر دباؤ ڈالا عربوں کو ملک سے نکالنے کے لئے تن، من، دھن کی بازی لگا دیں، عراق اور اہواز کے رئیسوں میں جوش پیدا ہو گیا اور وہ شد و مد سے فوجی تیاری میں مشغول ہو گئے اہواز کے عرب کمانڈر ان چیف حرقوص بن زبیر کو خبر پہنچی کہ علاقہ کے جزیہ گذار فارسی حاکم ہرمزان نے ایک بڑی فوج تیار کی ہے اور فارس و عراق کے رئیسوں کے تعاون

---

[1] بیہقی ۱۰/۱۱۰ [2] کنز العمال ۸/۱۶ [3] ایضاً ۷/۳۰۶

سے مسلمانوں پر حملہ کا منصوبہ بنایا ہے۔ انہوں نے عمر فاروقؓ کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی۔ خلیفہ نے کوفہ کے گورنر سعدؓ کو یہ ارجنٹ مراسلہ بھیجا۔

اہواز کے محاذ پر جلد ایک بڑی فوج بھیجو جس کے سالارِ اعلیٰ نعمان بن مقرن ہوں اس فوج کے سالار سُوَید بن مُقرّن، عبداللہ بن ذی السہمین، جَریر بن عبداللہ حمیری اور جریر بن عبداللہ بجلی (رسالوں کے ساتھ) ہُرمزان کے مستقر کا رخ کریں اور تحقیق کریں (کہ اس کے بارے میں نقضِ عہد کی جو افواہ گرم ہے کہاں تک درست ہے اور) اس کے ارادے کیا ہیں[1]۔

۱۹۱۔ ابو موسیٰ اشعری کے نام۔

سعدؓ کو مذکورہ بالا فرمان لکھنے کے بعد ذیل کا مراسلہ ابو موسیٰ اشعریؓ کو جو اس وقت بصرہ کے گورنر تھے ارسال کیا۔

اہواز کو ایک بڑی فوج سُہَیل بن عدی کے برادر سُہیل بن عدی کی قیادت میں روانہ کرو، ان کے ساتھ یہ سالار ہوں۔ بَرَاء بن مالک، عاصم بن عمرو، مجزاۃ بن ثور، کعب بن ثور، عرفجہ بن ہرثمہ، حذیفہ بن محصن، عبدالرحمٰن بن سہل اور حُصَین بن مَعبَد، بصرہ اور کوفہ کی کل فوجوں کی کمان ابو سبرہ بن رُہم (صحابی) کو تفویض کرو، جو فوجیں بطور کمک بعد میں آئیں وہ بھی ابو سبرہ کے ماتحت ہوں گی[2]۔

۱۹۲۔ جُندی سابُور کی فوج کے نام۔

عرب فوجیں رامہرمز، ایذج، تُستر اور سوس فتح کر کے اہواز کے آخری اہم شہر جندی سابور کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں کہ ان کے ایک غلام نے کسی کو اطلاع کئے بغیر ایک تیر میں پروانۂ امان باندھ کر شہر پناہ کے اندر پھینکا۔ شہر کے لوگوں کے سخت پریشانی میں یہ پیغام ملا تو انہوں نے دروازے کھول دئے اور ان کے چوپائے باہر نکل آئے۔ مسلمان یہ حال دیکھ کر حیران ہوئے اور اہلِ شہر سے دروازہ کھولنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ تم نے جو پروانۂ امان تیر میں باندھ کر پھینکا تھا اسے دیکھ کر ہم نے دروازے کھول لیئے ہیں اور

---

[1] طبری ۴/ ۲۱۵ [2] ایضاً

جزیہ دے کر اپنی جان، مال اور مذہب کی امان چاہتے ہیں، مسلمانوں نے کیمپ میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک غلام نے یہ اقدام کیا تھا۔ ان کے فوجی اکابر نے کہا کہ پروانہ امان ہماری بغیر اجازت ایک غلام نے پھینکا تھا ہم اس کے پابند نہیں ہیں، اعیانِ شہر یہ پروانہ امان آپ ہی کی طرف سے آیا ہے اسے چاہے آپ نے بھیجا ہو یا آپ کے غلام نے، اگر آپ اس کا احترام کرنے کو تیار نہیں ہیں تو ہم شہر پناہ کے دروازے بند کئے لیتے ہیں، اس باب میں عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے لکھا۔

خدا نے ایفائے عہد کا مرتبہ بہت بلند رکھا ہے۔ تم اس وقت تک باوفا نہیں ہو سکتے جب تک ایفائے عہد کی صحت میں شک کے باوجود ایفائے عہد نہ کرو۔ جندی سابور کے باشندوں کے ساتھ جو وعدہ غلام کے پروانہ میں کیا گیا ہے، اسے پورا کرو اور اہل شہر کو امان دیدو۔[۱]

۱۹۳۔ خط کی دوسری شکل۔

اخبار و آثار کے بعض ناقلوں کی رائے میں پروانہ امان کا واقعہ صوبہ فارس کے ساحل شہر سیراف کے محاصرہ کے دوران پیش آیا تھا اور عمر فاروقؓ کے خط کا مضمون یہ تھا۔

مسلمان غلام (مسلمانوں کے غلام۔ کتاب الاموال ابن سلام) کی حیثیت دوسرے مسلمانوں کی سی ہے، اگر غلام امان دیدے تو یہ ایسا ہے گویا مسلمانوں نے امان دی ہو۔ لہٰذا امان نافذ کر دی جائے۔[۲]

۱۹۴۔ خط کی تیسری شکل۔

غلام سے مسلمانوں کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی امان مسلمانوں کی امان کے برابر ہے۔[۳]

۱۹۵۔ سعد بن ابی وقاصؓ کے نام۔

کسی گھوڑے کو خصی نہ کرو اور نہ دو میل سے زیادہ دوڑاؤ۔[۴]

---

[۱] طبری ۲۲۱/۴ [۲] بلاذری ص۳۸۲ ابن سلام ص۱۷۸ یاقوت ۱۸۹/۵ [۳] بلاذری ص۳۸۲
[۴] سرخسی ۶۲/۱

۱۹۶ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام

ایک مسلمان نے کوفہ کے خزانہ میں ڈاکہ ڈالا۔ گورنر نے خلیفہ کو اس واقعہ کی خبر کی تو یہ جواب آیا :-

چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے[1]

۱۹۷ - سعد بن ابی وقاصؓ یا عمار بن یاسر کے نام -

عمار بن یاسر سعدؓ کے بعد ۲۱ھ میں کوفہ کے گورنر ہوئے تھے

بغداد کے ماتحت علاقہ نہر الملک کی مالک ایک ذمی عورت تھی وہ مسلمان ہو گئی اور اس نے گورنر کوفہ سے درخواست کی کہ چونکہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے مجھ سے لگان کی بجائے عُشر (دسواں حصہ) وصول کیا جائے جو مسلمانوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ گورنر نے اس معاملہ میں خلیفہ سے رجوع کیا تو انہوں نے عورت کی درخواست مسترد کر دی۔ ان کی رائے تھی کہ چونکہ زمین اس کے مسلمان ہونے سے پہلے بزور شمشیر مسلمانوں کی ملک ہو چکی ہے اس لئے اس کے مسلمان ہونے کے باوجود اسے لگان سے چھوٹ نہیں دی جا سکتی۔ خلیفہ کا فرمان ان دو جملوں پر مشتمل تھا۔

زمین عورت کو دے دی جائے اور اس سے لگان وصول کیا جائے[2]

۱۹۸ - سعد بن ابی وقاصؓ کے نام -

مال غنیمت سے ہر غازی کو حصہ دینے کے بعد سعدؓ کے پاس کچھ روپیہ بچ رہا انہوں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ اسے کس طرح ٹھکانے لگایا جائے تو یہ جواب دیا :-

بچا ہوا روپیہ قرآن خوانوں کو دیدو۔

اِس فرمان کے بعد سعدؓ کے پاس دو شہسوار آئے جنہیں قرآن تو یاد نہ تھا لیکن انہوں نے جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ ان میں سے ایک نے جس کا نام بشر بن ربیعہ تھا کچھ شعر بھی کہے جن میں اپنی ممتاز جنگی خدمات کا ذکر کر کے انعام حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ سعدؓ نے خلیفہ سے بچا ہوا روپیہ ان دونوں کو دینے کی

---

[1] ابو یوسف ص۱۷۱ [2] سرخسی ۴/۲۸۵، ابن سلام ص۸۶ (مخاطب خط طارق بن شہاب)

اجازت مانگی تو انھوں نے اجازت پر مشتمل یہ خط بھیجا۔

دونوں بہادروں کو ان کی جنگی کارگزاری کے صلہ میں فاضل روپیہ دیدو۔[۱]

۱۹۹۔ سعد بن ابی وقاص رض کے نام

بشر نے یہ دیکھ کر کہ حکومت کارگزار غازیوں کو ان کی بہادری کا انعام دینے کی طرف مائل ہے وہ اشعار جو سعد بن ابی وقاص رض کو سنائے تھے خلیفہ کو لکھ بھیجے۔ ان کا خلیفہ پر خاطر خواہ اثر ہوا اور انہوں نے سعد کو یہ خط لکھا۔

بشر بن ربیعہ کو کارگزار غازیوں کی فہرست میں داخل کر لو۔[۲]

کارگزار غازیوں (اہل البلاء) کی سالانہ تنخواہ ڈھائی ہزار درہم تھی اور عام غازیوں کی دو ہزار۔

۲۰۰۔ سعد بن ابی وقاص رض کے نام۔

کوفہ کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ خلیفہ نے قرآن خوانوں (خط ۱۹۸) کو انعام دینے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے بڑی تعداد میں قرآن پڑھنا شروع کر دیا اگلے سال سعد رض نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ پچھلے سال کے سات قرآن خوانوں کے مقابلہ میں اس سال ستر قرآن خوان ہیں، عمر فاروق رض نے اپنے سابقہ حکم پر نظر ثانی کی اور لکھا۔

فاضل رقم کارگزار غازیوں نیز ان لوگوں میں بانٹ دو جن کے ہاتھوں دشمن کو خوب زک پہنچی ہو۔[۳]

۲۰۱۔ سعد بن ابی وقاص رض کے نام۔

اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ خدا تمہیں کتنا چاہتا ہے تو یہ دیکھو کہ لوگ تمہیں کتنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ لوگوں کو تم سے جتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا اتنا ہی زیادہ انعام خداوندی سے تم بہرہ ور ہو گے[۴]

۲۰۲۔ خط کی دوسری شکل۔

اے (بنو اہیب کے) سعد جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو اسے

---

[۱] ابن حجر ۱/۱۷۰، [۲] ابن حجر ۱/۲۰۰، [۳] ایضاً [۴] ابن عبدربہ ۱/۱۲ و ۱/۲۳۳ (مخاطب خط ابو موسیٰ اشعری)

لوگوں کا چہیتا بنا دیتا ہے۔ پس یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا تمہیں کتنا چاہتا ہے یہ دیکھو کہ لوگ تمہیں کتنا چاہتے ہیں، یاد رہے کہ خدا کو جتنا خوش رکھو گے اتنا ہی اس کے انعام واکرام سے بہرہ ور ہو گے۔[1]

۲۰۳۔ سعد بن ابی وقاص رضؓ کے نام۔

فارس کے بادشاہ یزدجرد نے جب دیکھا کہ عربوں نے اہواز کا صوبہ بھی فتح کر لیا ہے اور ان کے حوصلے برابر بڑھتے جا رہے ہیں تو اس نے ملک کے صوبے داروں کو ارجنٹ خط لکھے اور ان سے فوجیں طلب کیں۔ اس نے عربوں سے مقابلے کے لئے صوبہ جبال کا قلعہ بند اور کوہستانی شہر نہاوند منتخب کیا جہاں اسے بہت سی دفاعی سہولتیں حاصل تھیں۔ عمر فاروق رضؓ کو یزدجرد کی فوجی تیاری کی خبر موصول ہوئی تو انہوں نے گورنر کوفہ سعد کو یہ خط بھیجا۔

نعمان (بن مقرن) نے مجھے لکھا ہے کہ تم نے انہیں تحصیل خراج کا کام سونپا ہے جو انہیں ناپسند ہے۔ ان کے دل میں جہاد کی لگن ہے۔ لہٰذا تم وقت کی سب سے اہم مہم نہاوند کا انہیں سپہ سالار بنا کر بھیجو۔[2]

۲۰۴۔ نعمان بن مقرن رضؓ کے نام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے نعمان بن مقرن کو سلام علیک، اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فارسیوں کی ایک بڑی فوج تم سے لڑنے نہاوند[3] میں جمع ہوئی ہے۔ میرا خط پا کر خدا کے حکم و مدد سے ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے پاس ہیں نکل کھڑے ہو۔ انہیں پتھریلے یا دشوار گزار راستوں سے مت لے جانا۔ انہیں کسی جائز حق سے محروم کرنا ورنہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں گے۔ جنگلوں سے بھی انہیں نہ گزارنا (جہاں وہ بیماریوں میں مبتلا ہوں یا درندوں کا لقمہ بنیں) مجھے ایک مسلمان کی جان

---

[1] ازالۃ الخفاء، ۲/۱۸۲ [2] طبری ۴/۲۳۲ [3] مدائن سے اندازاً ساڑھے تین سو میل شمال مشرق میں ایک کوہستانی ضلع تھا۔

ایک لاکھ دینار سے زیادہ عزیز ہے۔

۲۰۵۔ خط کی دوسری شکل۔

بعد سلام کے واضح ہو کہ اہل کوفہ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ فارسی لشکر بہت بڑی تعداد میں اسلام کا چراغ گل کرنے نہاوند میں جمع ہوا ہے۔ مجھے خدا کے فضل سے پوری امید ہے کہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی۔ میں نے اہل کفر و ضلالت کے لئے ایک لشکر تیار کیا ہے اور تمہیں اس کا سالار مقرر کرتا ہوں۔ یہ خط پاکر تمہیں چاہیئے کہ ان مسلمانوں کے ساتھ جو چلنے کو تیار ہوں مدائن کا رخ کرو اور وہاں قصر ابیض کے پاس کیمپ لگاؤ تاکہ بصرہ اور کوفہ سے جو فوجیں اس مہم کے لئے مقرر کی گئی ہیں تم سے آملیں۔ جب ساری فوج یکجا ہو جائے تو تم خدا کی مدد اور نظرِ کرم پر بھروسہ کر کے نہاوند کو روانہ ہو جانا اور وہاں پہنچ کر جنگی کارروائی شروع کر دینا۔ مجھے پوری امید ہے کہ خدا تمہاری مدد کرے گا اور دشمن سرنگوں ہوگا۔ سائب بن اقرع کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ انہیں جو کام سونپا ہے تمہیں زبانی بتائیں گے اور تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تم پر لازم ہے کہ خدا کی مدد اور فضل پہ بھروسہ رکھو اور اس کے وعدہ کو برحق سمجھو جو اس نے فارس و شام کی فتح کا ہم سے کیا ہے۔ خدا اپنے وعدہ سے کبھی نہیں پھرتا۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو تو تم پامردی سے ڈٹے رہنا اور صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ خدا صبر کرنے والوں کے حق میں فرماتا ہے کہ انہیں بے اندازہ انعام ملے گا۔ یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب[1]۔

اس سے ملتا جلتا خط ناسخ التواریخ میں بھی موجود ہے۔ جلد ۴ ص ۲۹۶۔

۲۰۶۔ نعمان بن مقرنؓ کے نام۔

مذکورہ بالا خط کے راوی محمد بن اسحاق ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ نے

---

[1] ابن اعثم ص۴۵

گورنر کوفہ کو ہدایت کی تھی کہ نعمان بن مقرن کو نہاوند میں فارسی افواج سے لڑنے کے لئے بھیجیں۔ مراسلہ ذیل سیف بن عمر نے نقل کیا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ خلیفہ نے خود نعمان کو نہاوند جانے کا حکم دیا تھا جب وہ اہواز میں ایک فوجی مہم انجام دیتے گئے ہوئے تھے۔ حسب تصریح سیف جب نعمان عراق کے ضلع کسکر کے متصل زگان تھے تو خلیفہ نے انہیں ہواز بھیجا تھا جہاں اس صوبہ کے فارسی حاکم ہرمزان نے جزیہ کا معاہدہ توڑ کر کئی فارسی حلیفوں کے ساتھ بغاوت کردی تھی نعمان اہواز میں رامہرمز اور ایذج نیز دوسری کئی اہم فتوحات حاصل کرکے دم لے رہے تھے کہ عمر فاروقؓ کا یہ مراسلہ انہیں موصول ہوا۔

میں نے تمہیں اس لشکر کا سالار مقرر کیا ہے جو فارسیوں سے (بمقام نہاوند) صف آرا ہوگا۔ تم اہواز کے محاذ سے چل دو اور ماہ[۱] جاکر کیمپ لگاؤ میں نے افواج کوفہ کو لکھا ہے کہ وہ تمہارے پاس جا پہنچیں۔ جب تمہارا لشکر اکٹھا ہو جائے تو فیروزان (فارسی سپہ سالار) اور اس کی فارسی و غیر فارسی فوجوں سے جنگ کے لئے چل دینا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا سے فتح کی دعا مانگتے رہیں اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا ورد رکھیں[۲]

۲۰۷۔ خط کی دوسری شکل۔

میں نے ایک لشکر مدینہ، کوفہ اور بصرہ نہاوند بھیجا ہے اور تمہیں اس کا سالار اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ اس لشکر میں طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب موجود ہیں۔ ان کو اپنے ساتھ رکھو اور جنگی معاملات میں ان سے صلاح مشورہ لو۔ اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو سپہ سالار حذیفہ (بن یمان) ہوں گے، اور اگر حذیفہ قتل ہوں تو جریر بن عبداللہ اور اگر جریر قتل ہوں تو مغیرہ بن شعبہ ان کی جگہ لیں گے اور مغیرہ قتل ہوں تو اشعث بن قیس سالار اعلیٰ ہوں گے[۳]

---

[۱] ماہ سے مراد غالباً ماہ شہریاراں ہے جو حلوان سے اندازاً پندرہ میل شمال مشرق میں واقع تھا۔

[۲] طبری ۴/۲۳۹ [۳] الاکتفاء ورق ۴۲۲۔

۲۰۸۔ نعمان بن مقرنؓ کے نام

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ جب نعمان طرز نامی شہر میں خیمہ زن تھے تو انہیں ذیل کا مراسلہ موصول ہوا۔ طرز حلوان سے لگ بھگ چالیس بیالیس میل مشرق میں خراسان جانیوالی سڑک سے کوئی بیس میل ہٹ کر ایک وسیع میدان میں واقع تھا، کوفہ کی فوج اسی جگہ نعمان سے ملی تھی۔ طرز سے نہاوند اندازاً سو میل دور تھا نعمانؓ نے اسی جگہ سے طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن سلمی کی سرکردگی میں گشتی دستے فارسی لشکر کے حالات اور گردو پیش کا جغرافیہ معلوم کرنے بھیجے تھے۔

"تمہاری فوج میں ایسے لوگ ہیں جو عہد جاہلیت میں بڑے سورما اور صاحب اقتدار تھے، انہیں ایسے لوگوں پر ترجیح دو جنکی جنگی بصیرت ان سے کم ہو، ان سے مشورہ کرو اور اس کے مطابق عمل کرو طلیحہ، عمرو بن معدیکرب اور عمرو بن ابی سلمی سے جنگی معاملات میں صلاح لو لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو"[1]

۲۰۹۔ خط کی دوسری شکل۔

تمہاری فوج میں دو شخص ہیں ایک عمرو بن معدیکرب اور دوسرا طلیحہ بن خویلد جس کا تعلق اسد کی شاخ قُعَیْن سے ہے۔ ان دونوں کو جنگ میں شریک کیا جائے، ان سے جنگی معاملات میں صلاح مشورہ لو لیکن انہیں کوئی فوجی عہدہ نہ دو[2]

۲۱۰۔ خط کی تیسری شکل۔

تمہارے لشکر میں دو نامور عرب بہادر ہیں: عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ بن خویلد۔ انہیں فوج میں حاضر رکھو۔ ان کی تادیب کرو اور جنگی امور میں ان سے مشورہ لو انہیں گشتی دستوں میں بھیجو لیکن انہیں کوئی عہدہ نہ دو اور جب جنگ ختم ہو جائے تو ان کا مرتبہ گھٹا کر وہی کردو جس پر وہ تھے[3]

۲۱۱۔ خط کی چوتھی شکل۔

---

[1] طبری ۴/۲۴۰ [2] اغانی ۱۴/۱۴۱ [3] ابن ابی الحدید ۳/۱۶۲، ازالۃ الخفاء ۲/۲۰۲

اپنی جنگ میں عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ ازدی (اسدی) سے انہیں کوئی فوجی عہدہ دیئے بغیر مدد لو کیونکہ ہر کاری گر اپنے ہنر سے خوب واقف ہوتا ہے۔[۱]

۲۱۲۔ نہاوند کی فارسی فوجوں کے نام۔

نعمان رضؓ کو حکم تھا کہ لڑنے سے پہلے فارسیوں کو اسلام کی دعوت دیں اس کے علاوہ عمر فاروقؓ نے براہِ راست بھی یہ مراسلہ بھیجا جسے مغیرہ بن شعبہ نے فارسی فوجوں کو پڑھ کر سنایا۔

ہم تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں جس کی خدا اور رسول نے دعوت دی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے بھائی ہو، تمہیں وہ سارے حقوق ملیں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے بھائی ہو تمہیں وہ سارے حقوق ملیں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تم پر وہ ساری ذمہ داریاں عاید ہوں گی جو ہم پر عائد ہیں، اگر تم مسلمان ہونا نہیں چاہتے تو جزیہ دو اور اگر جزیہ دینے کے لئے بھی تیار نہیں تو ہم تمہارے خلاف خدا سے مدد کے طلبگار ہوں گے۔[۲]

۲۱۳۔ اہواز کے سالاروں کے نام۔

صوبہ اہواز کی حد مشرق میں صوبۂ فارس سے ملتی تھی اور شمال میں صوبۂ جبال سے جس کے مغربی ضلع نہاوند میں فارسی فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ صوبۂ فارس سے نہاوند جانے کے کئی راستے اہواز سے ہو کر گزرتے تھے اور ایک بڑی سڑک براہِ راست جبال کے شہر جیؔ (اصفہان) سے ہو کر جاتی تھی۔ عمر فاروقؓ نے نہاوند میں فارسیوں کے مقابلہ کے لئے جو قدم اُٹھائے ان میں سے ایک یہ تھا کہ انہوں نے اہواز کے سرحدی سالاروں کو حکم دیا کہ سرحد پر مسلح چوکیاں بنالیں اور فارس سے نہاوند کمک نہ جانے دیں۔ اہل فارس کو اپنے بھائیوں کے خلاف (نہاوند میں) مدد کرنے سے باز

---

[۱] ابن عبد ربہ ۱/۱۲۰، ازالۃ الخفاء ۲/۱۹۳ (مخاطب سعد بن ابی وقاصؓ) [۲] اکتفاء ص ۴۲۲

رکھو اور اس طرح اپنی قوم اور اراضی کی حفاظت کرو، فارس اور اہواز کی سرحد پر ڈٹے رہو حتیٰ کہ میں نئی ہدایات بھیجوں۔

۲۱۴۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کے نام۔

سعد بن ابی وقاصؓ کی معزولی کے بعد کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے تھے۔ عمر فاروقؓ نے نعمان بن مقرن کو خط ۲۱۰ لکھنے کے بعد عبداللہ کو یہ فرمان بھیجا:۔

کوفہ سے اتنی اتنی فوج نعمان بن مقرن کے پاس بھیجو، میں نے انہیں لکھا ہے کہ اہواز سے ماہ (غالباً ماہِ شہریاراں) کی طرف پیش قدمی کریں، کوفہ کی فوج کو چاہیئے کہ ماہ میں نعمان سے جا ملے اور اسے ساتھ لے کر نعمان نہاوند کا رُخ کریں، نعمان کے پاس پہنچنے تک کوفہ کی فوج کے سالارِ اعلیٰ حذیفہ بن یمان رہیں گے، میں نے انہیں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو سالارِ اعلیٰ حذیفہ ہونگے اور اگر حذیفہ مارے جائیں تو نعیم بن مقرن ان کی جگہ لے لیں گے[1]

۲۱۵۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کے نام۔

ہرمزان صوبہ اہواز کا فارسی حاکم تھا اس کے علاقہ کا جنوبی حصہ مسلمانوں نے ۱۶ھ میں فتح کر لیا تھا، ۱۷ھ میں اس نے مسلمانوں سے مقابلہ کی تاب نہ لا کر اپنے باقی علاقہ کے لئے جو جندی سابور[2]، رامہرمز، سُوس اور مُہر جانقذق پر مشتمل تھا۔ جزیہ کے بالمقابل سمجھوتہ کر لیا تھا، اس سمجھوتہ کی خبر شاہ فارس یزدجرد کو ہوئی جو اس وقت رَے اور بقول بعض مرو میں جنگی منصوبے بنا رہا تھا تو اسے سخت کوفت ہوئی اور اس نے صوبہ فارس کے گورنر شہرک اور وہاں کے دوسرے فوجی منصب داروں کو لکھا:۔

معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے شاندار مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہو، تم نے عربوں کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ اُنہوں نے پہلے مغربی و جنوبی عراق اور پھر مدائن پر قبضہ کیا لیکن تم نے کوئی خبر نہ لی، پھر جب وہ اہواز کی طرف متوجہ ہوئے تب بھی تم نے ہرمزان کی

[1] طبری ۴/۲۲۹ [2] جندی شاپور۔

مدد نہیں کی اور اسے مجبوراً عربوں سے سمجھوتہ کرنا پڑا ہی نہیں ان عربوں نے خود تمہاری زمین پر حملہ کیا (علا حضرمی کی فارس پر فوج کشی کی طرف اشارہ ہے) اور تم ایسے غافل رہے کہ وہ صحیح سلامت تمہارے ملک سے بچ کر نکل گئے، اب غیرت و حمیت سے کام لو اور ہرمزان کی مدد کے لئے سپاہی اور جانور بھیجو تاکہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو سکے اور اہواز کو عربوں کے پنجے سے نکال لے۔

دوسرا خط ہرمزان کو لکھا جس میں تھا کہ میں نے فارس کے گورنر شہرک کو فرمان بھیجا ہے کہ ایک لشکر تمہاری مدد کو لے کر جائے۔ خاطر جمع رکھو اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یزدجرد نے اہواز کے مفتوحہ شہروں کو بھی سفارتیں بھیجیں اور سارے علاقہ میں بغاوت کی لہر دوڑا دی۔ یہاں کے کئی شہر پہلے ہی جزیہ کے معاہدے توڑ چکے تھے۔ ان میں سے ایک تستر کا عظیم قلعہ بند شہر تھا، ۱۷ھ اور بقول بعض ۱۸ھ میں تستر کا محاصرہ ہوا، فارسیوں کی طرف سے ہرمزان خود جنگ کی قیادت کر رہا تھا۔ قلعہ بند فوجیں جب چاہتیں خروج کی ہولی کھیل کر پھر قلعہ بند ہو جاتیں۔ جب محاصرہ کو کئی مہینے گزر گئے اور مسلمان پڑے پڑے اکتا گئے تو ایک فارسی نے قلعہ میں داخل ہونے کے ایک خفیہ راستہ کی نشاندہی کی مسلمان اس راستہ سے قلعہ میں گھس گئے اور اُسے فتح کر لیا، ہرمزان نے قریب کے ایک دوسرے پہاڑی قلعہ میں پناہ لی اور اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کو تیار ہوا کہ عمر فاروقؓ خود اس کی قسمت کا فیصلہ کریں۔ شرط مان لی گئی اور ایک وفد جس میں مشہور دانائے عرب احنف بن قیس تھے۔ ہرمزان اور خمس کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا۔ اہواز کی کئی بغاوتوں اور ہرمزان کی دوبار معاہدہ شکنی سے عمر فاروقؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ مسلمان عمال جزیہ گزار فارسیوں سے بدسلوکی کرتے ہوں گے، انہوں نے وفد کے ارکان سے کہا:۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان ذمیوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں جبھی وہ بغاوت پہ مجبور ہو جاتے ہیں،

وفد کے اکابر :۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے مسلمانوں کا سلوک ذمیوں کے ساتھ اچھا ہے۔

عمر فاروقؓ :۔ پھر یہ بغاوتیں کیوں ہوتی ہیں؟

دانائے عرب احنف بن قیس :۔ امیرالمومنین آپ نے فارس میں پیش قدمی سے ہمیں باز رکھا ہے۔ آپ کا فرمان ہے

کہ جتنا علاقہ ہمارے پاس ہے اسی پر اکتفا کریں۔ بات یہ ہے کہ شاہ فارس زندہ ہے اور اپنی قوم کے درمیان موجود ہے۔ وہاں کے باشندے برابر ہمارے ساتھ برسرپیکار رہیں گے کیونکہ جب کسی ملک میں دو حریف بادشاہ ہوتے ہیں تو وہ لڑتے ہیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک فریق دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ اہلِ فارس کو عہد شکنی پر ابھارنے والا اُن کا بادشاہ ہے اور وہ برابر ایسا کرتے رہیں گے اِلّا یہ کہ آپ ہمیں ان کے ملک میں پیش قدمی کی اجازت دیں۔ اگر آپ نے اجازت دی تو ہم شاہ کو اس کی کشور، قوت اور عظمت کے حصار سے باہر نکال دیں گے۔ پھر فارسیوں کی اُمیدیں ٹوٹ جائیں گی اور ان کے دل میں ایسی مایوسی گھر کرلے گی کہ آئندہ کبھی بغاوت کی جرأت نہیں کریں گے۔

حضرت عمر فاروقؓ احنف کی باتوں سے متاثر ہوئے اور بولے تمہارا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ ابھی وہ تجویزِ پیش قدمی پر غور کر ہی رہے تھے کہ خبر آئی کہ یزدجرد کی فوجیں نہاوند میں جمع ہو رہی ہیں اور کچھ عراق کے سرحدی شہروں کی طرف بڑھ آئی ہیں۔ عمر فاروقؓ کی ساری توجہ اس نئے خطرہ سے نبٹنے کی طرف مرکوز ہو گئی۔ نہاوند کی خونریز جنگ سے فارغ ہونے کے بعد عمر فاروقؓ نے محسوس کیا کہ احنف کی تجویز پر عمل کرنا ناگزیر ہے اور جب نہاوند کے بعد دو تازہ بغاوتیں دینور اور ہمدان کے فارسیوں نے جزیہ کا معاہدہ توڑ کر کیں تو عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر پیش قدمی کی کارروائی شروع کر دی۔ فارس میں چار نئے محاذ مقرر کئے اور ان پر الگ الگ سالاروں کی ماتحتی میں بصرہ اور کوفہ سے فوجیں بھیجیں، ان میں سے ایک سالار عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ گورنر کوفہ تھے۔ خلیفہ نے انہیں اصفہان کے محاذ پر بھیجا اور زیاد بن حنظلہ کو جو سعد بن ابی وقاصؓ کے عہد میں کوفہ کے قاضی تھے وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ دوسری طرف انہوں نے بصرہ کے گورنر ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ ایک فوج لے کر اہواز کی راہ سے اصفہان کی طرف بڑھیں اور ابن عتبانؓ کی فوجوں میں ضم ہو جائیں۔ اصفہان فارس کے وسط میں ایک اہم تمدنی و تجارتی مرکز تھا جہاں سے ہو کر کئی بڑی سڑکیں ملک کے مختلف صوبوں کو جاتی تھیں۔ ابن عتبانؓ کے نام عمر فاروقؓ کے خط کا مضمون یہ تھا:۔

کوفہ سے مدائن کا رخ کرو اور وہاں پہنچ کر مسلمانوں کو جنگ پر جانے
کی دعوت دو۔ جو لوگ برضا و رغبت تمہارے ساتھ جانے کو تیار ہوں
انہوں ساتھ لے لو اور مجھے صورتحال سے مطلع کرو۔[1]

۲۱۶ - عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کے نام۔

ابن عتبان مدائن سے نہاوند پہنچے اور وہاں کی حفاظتی فوج سے جو لوگ ان کے ساتھ جانے کو تیار ہو جائے انہیں لے کر اصفہان روانہ ہو گئے۔ اصفہان کے مضافاتی شہروں اور قصبوں نے معمولی مقابلہ کے بعد جزیہ کے بالمقابل سمجھوتے کر لئے۔ پھر اصفہان کے دارالحکومت جیّ کا محاصرہ ہوا اور یہاں بھی کسی بڑی جنگ کے بغیر جزیہ کے بالمقابل معاہدہ ہو گیا۔ ابوموسیٰ اشعری جب ابن عتبان سے ملے تو اس وقت جیّ اور اس کا مضافاتی علاقہ فتح ہو چکا تھا۔ ابن عتبانؓ نے خلیفہ کو فتح کی خبر دی تو یہ فرمان آیا۔

تم کرمان کا رُخ کرو اور سُہیل بن عدی سے جا ملو جنہیں اہل کرمان سے لڑنے بھیجا گیا ہے۔ جیّ میں ایک حفاظتی فوج چھوڑ دو اور اصفہان پر سائب بن اقرع کو محصل خراج (جزیہ و لگان) مقرر کرو۔[2]

۲۱۷ - کوفہ کے باشندوں کے نام۔

جب نہاوند میں فارسیوں کے فوجی اجتماع کی خبریں سارے مفتوحہ علاقہ میں گرم ہو رہی تھیں۔ کوفہ کے کچھ تنگ نظر اور شر پسند عربوں نے اپنے گورنر سعد بن ابی وقاصؓ کی خلیفہ سے شکایت کی اور انہیں معزول کرنے کا مطالبہ کیا، کوفہ کی چھاؤنی میں ایک لاکھ سے زیادہ عرب آباد تھے جن میں سے بیشتر جزیرہ عرب کے دیہاتوں سے آکر فوج میں بھرتی ہو گئے تھے اور ہر موقع پر قبائلی حزبیت، مذہبی تنگ نظری اور دیہاتی اکھڑپن کا مظاہرہ کیا کرتے تھے اور گورنر کے اعمال پر جائز و ناجائز نکتہ چینیاں کرتے تھے، عمر فاروقؓ نے شکایت کی تحقیق کی اور گو کہ اس کی توثیق نہ ہو سکی پھر بھی انہوں نے

---

[1] طبری ۴/۲۴۶ [2] طبری ۴/۲۴۸

نکتہ چینیوں کا منہ بند کرنے کے لئے سعد کو برطرف کر کے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کو گورنر مقرر کردیا۔ نئے گورنر کے عہد میں نہاوند کی جنگ ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد انہیں ایک عسکری مہم پر بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ زیاد کو عہدہ پسند نہیں آیا اور جلد ہی انہوں نے استعفاء دیدیا۔ عمر فاروقؓ نے ان کی جگہ عمار بن یاسر (صحابی) کو گورنر مقرر کیا اور عبداللہؓ بن مسعود (صحابی) کو تعلیم قرآن اور خزانہ کی نگرانی کا کام سونپا۔ اس موقع پر خلیفہ نے چھاؤنی کے اکابر کو یہ خط ارسال کیا:۔

میں تمہارے پاس عمار بن یاسر کو گورنر اور ابن مسعود کو معلم و مشیر (وزیر) بناکر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں رسول اللہ کے برگزیدہ ساتھی اور بدر کے مجاہد ہیں ان کی پیروی کرو اور ان کا حکم مانو، میں نے عبداللہ بن مسعود کو ایثار کرکے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں نے انہیں تمہارے خزانہ کا نگران بھی بنا دیا ہے اور عثمان بن حنیف کو مفتوحہ عراق کی پیمائش اور لگان بندی کا منتظم مقرر کیا ہے اور تینوں کے لئے ایک بکری یومیہ راشن کردی ہے۔ نصف مع پیٹ عمار کے لئے اور بقیہ ابن مسعود اور عثمان کے لئے[1]۔

۲۱۸۔ خط کی دوسری شکل۔

میں نے عمار بن یاسر کو تمہارا گورنر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر مقرر کیا ہے۔ حذیفہ بن یمان کو دجلہ اور عثمان بن حنیف کو فرات سے سیراب ہونے والے علاقہ کی پیمائش اور لگان بندی کا انتظام سپرد کیا ہے[2]۔

۲۱۹۔ خط کی تیسری شکل۔

میں عمار بن یاسر کو گورنر اور عبداللہؓ بن مسعود کو معلم قرآن اور وزیر (مشیر) بناکر بھیج رہا ہوں۔ یہ دونوں رسول اللہ کے برگزیدہ ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کا کہا مانو اور ان کی پیروی کرو۔ میں نے عبداللہؓ کو

---

[1] ابن سعد ۶/۲ [2] طبری ۴/۲۴۷

تمہارے پاس بھیج کر ایثار سے کام لیا ہے[1]۔

۲۲۰۔ خط کی چوتھی شکل۔

کوفہ کے باشندو، تم کوفہ کے سرتاج ہو اور میرا وہ تیر جسے میں قریب اور دُور کے خطرہ کے وقت چھوڑتا ہوں، مَیں عبداللہ بن مسعود کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ مَیں نے انہیں تمہارے لئے منتخب کیا ہے اور انہیں بھیج کر تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے[2]۔

۲۲۱۔ خط کی پانچویں شکل۔

قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ مَیں نے (ابنِ مسعود کو معلمِ قرآن کی حیثیت سے بھیج کر) تمہاری ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی ہے، ان سے قرآن سیکھو[3]۔

۲۲۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے نام۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص کو قرآن کے الفاظ۔ لَيَسْجُنُنَّهُ حَتّٰى حِين کو عتّٰی حین پڑھتے سُنا۔ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ ابن مسعودؓ کی پیدائش اور پرورش قبیلہ ہذیل میں ہوئی تھی۔ ہذیل اور قریش کی بول چال کی عربی میں قدرے فرق تھا۔ ہذیل کے عرب حتّٰی کو عتّٰی پڑھتے تھے۔ عمر فاروقؓ نے ابن مسعود کو لکھا:

سلام علیک، خدا نے قرآن فصیح اور صاف عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ اور یہ وہ عربی ہے جو قریش کے لوگ بولتے ہیں، میرا خط پاکر تم لوگوں کو قریش کی (فصیح) عربی میں قرآن پڑھاؤ اور ہذیل کی عربی میں نہ پڑھاؤ[4]۔

۲۲۳۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے نام۔

حضرت عمر فاروقؓ میت کے بھائیوں کی موجودگی میں میت کے دادا کو

---

[1] ابن سعد ۶/۳، ذہبی (تذکرۃ الحفاظ، حیدرآباد ہند) ۱۲/۱، ازالۃ الخفاء ۱۸۵/۲ ابن فقیہ (کتاب البلدان لائڈن ۱۳۰۲ھ) ص ۱۶۴ - ۱۶۵ - باختلاف متن [2] ابن سعد ۶/۳ [3] بلاذری انساب (ق) ۹/۴۹۲ [4] ازالۃ الخفاء ۱۹۷/۱، کنز العمال ۲۸۴/۱ - ۲۸۵ -

اُس کی میراث کا چھٹا حصہ دلواتے تھے، پھر انہوں نے اپنی رائے بدل اور تیسرا حصہ دلوانے لگے علی حیدرؓ دادا کو تیسرا دلواتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے اجتہاد میں تبدیلی کی اور چھٹا دلوانے لگے۔ عبداللہ بن مسعودؓ بھی چھٹا دلواتے تھے۔ پھر عمر فاروقؓ کا حسب ذیل فرمان پاکر وہ بھی تیسرا دلوانے لگے:۔

"مجھے اندیشہ ہے کہ ہم نے دادا کی حق تلفی کی ہے۔ اس لئے میراث کا ثلث اسے دلوا دو۔"

خط کی دوسری شکل۔

"میرا خیال ہے کہ ہم نے دادا کی حق تلفی کی ہے۔ میرا خط پاکر اسے بھائیوں کی موجودگی میں ثلث دلوا دو[1]"

۲۲۴۔ عمار بن یاسرؓ کے نام۔

جنگِ نہاوند کے موقع پر جب اسلامی فوج کے لئے عمار کمک لے کر پہنچے تو جنگ ختم ہو چکی تھی اور مسلمان فتحیاب ہو چکے تھے۔ تاہم عمار بن یاسرؓ نے مالِ غنیمت سے حصہ طلب کیا۔ فاتح فوج نے کہا کہ چونکہ تم جنگ میں شریک نہیں تھے اس لئے مالِ غنیمت کے مستحق نہیں ہو اور ایک عرب تو طیش میں آکر بدکلامی پر اتر آیا اور بولا۔ کنکٹے غلام (جنگِ یمامہ میں عمار کا کان کٹ گیا تھا) تم ہمارے مالِ غنیمت میں (جسے ہم نے جنگ کی بھٹی میں جل کر حاصل کیا ہے) شریک ہونا چاہتے ہو؟ عمار بن یاسرؓ نے عمر فاروقؓ سے شکایت کی تو یہ جواب آیا:۔

بلاشبہ مالِ غنیمت ان لوگوں کا حق ہے جو عملاً لڑائی میں شریک ہوں۔[2]

۲۲۵۔ عمار بن یاسرؓ کے نام۔

مدائن میں مسلمانوں کو کسی قبر میں زربفت کے کپڑوں میں لپٹی ہوئی ایک لاش ملی اس کے پاس بہت سارا روپیہ بھی رکھا ہوا تھا۔ کفن اور روپیہ گورنر کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ دونوں چیزوں کو خزانہ میں جمع کر دیں یا پانے والوں کو دیدیں تو یہ

---

[1] بیہقی ۶/۲۴۱ و ۲۴۹ [2] بیہقی ۹/۵۰، سرخسی ۲/۲۵۱-۲۵۲۔

جواب آیا:-

یہ چیزیں پلنے والوں کو دے دو اور اُن سے نہ لو۔[1]

۲۲۶۔ مغیرہ بن شعبہؓ کے نام۔

۲۱ھ میں کوفہ کے کچھ شرپسند عناصر کی شکایت پر عمار بن یاسر گورنری سے مستعفی ہوئے اور ان کی جگہ مغیرہ بن شعبہؓ کا تقرر ہوا جو عمر فاروقؓ کی وفات یعنی ۲۳ھ کے آخر تک اس عہدہ پر فائز رہے، عمر فاروقؓ نے اہلِ کوفہ کی توجہ شعر و شاعری سے ہٹانے کے لئے گورنر کو یہ خط لکھا:-

شہر کے شاعروں کو بلا کر ان سے عہدِ جاہلی اور دَورِ اسلام کا کلام سنو اور مجھے اس کی ایک رپورٹ بھیجو۔[2]

۲۲۷۔ خط کی دُوسری شکل۔ (مخاطب سعد بن ابی وقاصؓ)

صفِ اوّل کے شاعروں نے جو شعر قبولِ اسلام کے بعد کہے ہوں وہ مجھے بھیجو۔[3]

مشہور معلقہ شاعر لبید بن ربیعہ نے کہا۔ میں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا قرآن نے شعر و شاعری سے میری توجہ ہٹالی ہے عمر فاروقؓ نے ان کی سالانہ تنخواہ بڑھا دی۔[4]

۲۲۸۔ مغیرہ بن شعبہ کے نام

خط ۲۲۶ پاکر گورنر نے شاعروں کو جمع کیا اور جب لبید بن ربیعہ کو اپنا جاہلی و اسلامی کلام سنانے کا حکم دیا تو لبید نے کہا جب سے مجھے خدا نے بقرہ اور آلِ عمران کی سورتیں عطا کی ہیں شعر و شاعری سے مجھے دلچسپی نہیں رہی ہے اس کے بعد گورنر نے ایک دوسرے شاعر اغلب عجلی کو اپنا کلام سنانے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا۔ رجز کے شعر سناؤں یا قصیدہ کہے؟ میرے پاس ہر قسم کے اشعار موجود ہیں۔ دونوں شاعروں کے جواب کی خبر خلیفہ کو کی گئی تو یہ فرمان آیا:

اغلب کی سالانہ تنخواہ سے ڈھائی سو روپے (پانچسو درہم) کم کرکے لبید

---

[1] ابن سلام ۲۴۳ [2] کنز العمال ۲/۱۷۶ [3] ایضاً [4] ایضاً

کی تنخواہ میں بڑھا دو۔[1]

اغلب کو اس حکم سے حیرت ہوئی اور کوفت بھی اور وہ فریاد کرنے خلیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ نے تعمیلِ حکم کا خوب صلہ دیا کہ میری تنخواہ ہی کم کر ڈالی۔ عمر فاروقؓ نے اپنے فیصلہ پر نظرِ ثانی کی اور گورنر کو لکھا:۔

اغلب کی تنخواہ میں پانچسو درہم جو کم کئے ہیں بڑھا دو اور لبید کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا ہے اسے برقرار رکھو۔[2]

۲۲۹۔ احنف بن قیسؓ کے نام۔

جارحانہ پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت صوبہ خراسان کی مہم احنف بن قیس کے سپرد کی گئی، خراسان فارس کا سب سے بڑا شمالی صوبہ تھا جہاں سے ہو کر عراق کی تجارتی و عسکری شاہراہ خوارزم اور ماوراء النہر کو جاتی تھی جلولا اور حلوان سے فرار ہونے کے بعد یزدجرد خراسان کے مشہور شہر مرو شاہجان میں مقیم ہو گیا تھا اور مراسلوں نیز سفارتوں کے ذریعہ عربوں کو ملک سے نکالنے کی جدوجہد میں مصروف تھا، جب اسے معلوم ہوا کہ عرب فوجیں خراسان میں گھس آئی ہیں تو اس نے ماوراء النہر کے حاکموں بلکہ شاہ چین تک سے مدد مانگی لیکن بیرونی مدد آنے سے پہلے مسلمانوں نے اس پر ایسی یلغار کی کہ وہ مرو شاہجان چھوڑ کر مرو روذ (ڈیڑھ سو میل جنوب میں) اور وہاں سے بلخ (تقریباً چار سو میل مشرق میں) بھاگ گیا۔ مسلمان اس کا تعاقب کرتے ہوئے بلخ پہنچے جو دریائے جیحوں کے قریب واقع تھا، جنگ میں مسلمانوں سے شکست کھا کر یزدجرد نے خراسان چھوڑ دیا اور جیحوں پار منگولی ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی۔ احنف نے خلیفہ کو اپنی فتوحات اور یزدجرد کے فرار کی اور دریا پار اس کا تعاقب کرنے کی اجازت مانگی تو یہ خط موصول ہوا۔

دریا (جیحول) کے پار ہرگز نہ جاؤ اور اپنی فتوحات اس کے بائیں کنارہ تک محدود رکھو جس سیرت سے تم نے خراسان فتح کیا ہے اس سے تم واقف ہو، اس پر قائم رہو گے تو کامیابی ہمیشہ تمہارے قدم چومے گی۔ ہرگز دریا پار نہ جانا ورنہ تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا۔[3]

---

[1] کنز العمال ۲/ ۱۷۶، [2] ایضاً [3] طبری ۴/ ۲۶۳-۲۶۴

۲۲۰ - عُتبہ بن فرقد رضؓ کے نام -

پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت عمر فاروق رضؓ نے فارس کے مختلف محاذوں پر فوجیں بھیجیں تو اذربیجان کے صوبہ کے لئے دو افسر مقرر کئے۔ عُتبہ بن فرقد اور بکیر بن عبداللہ اذربیجان کا صوبہ ان دونوں میں بانٹ دیا گیا، ایک کو حلوان اور دوسرے کو موصل کی راہ سے اذربیجان پر چڑھائی کرنے کا حکم تھا، اذربیجان میں کوئی بڑی لڑائی نہیں ہوئی اور دونوں اپنے اپنے حدود میں مقامی اکابر کو جزیہ گزار بناتے پیش قدمی کرتے رہے حتی کہ سارا صوبہ اسلامی قلمرو میں آگیا۔ بکیر بن عبداللہ خلیفہ کی زیرِ اجازت مُوقان اور شِروان فتح کرنے بڑھ گئے اور اذربیجان کے کل صوبہ پر عتبہ بن فرقد گورنر مقرر ہوئے فقیہ بصرہ ابو عثمان نہدی کا بیان ہے کہ جب میں عتبہ کے ساتھ اذربیجان میں تھا تو یہ خط مدینہ سے موصول ہوا:-

> مسلمانو چادر اوڑھو اور تہبند باندھو۔ شروال مت استعمال کرو۔ جوتے پہنا کرو۔ چرمی موزے اتار دو، نشانہ بازی کی مشق کرو۔ رکابیں کاٹ دو (اپنے لڑکوں کو تیراکی کی مشق کراؤ۔ ابن ابی الحدید) گھوڑے کی پیٹھ پر کود کر بیٹھا کرو (دھوپ میں رہا کرو کہ وہ عربوں کا حمام ہے ازالۃ الخفاء) بات چیت عربی میں کرو۔ (اپنے دادا) معد (بن عدنان) کی سی (سادہ) زندگی اختیار کرو، موٹا پہنو اور موٹا کھاؤ، (مشقت اور تکلیف کی عادت ڈالو، ازالۃ الخفاء) عیسائیوں کی طرح رہو تنعم کی زندگی سے بچو۔ رسول اللہؐ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے الا یہ کہ اس کی لمبائی چوڑائی اتنی اتنی ہو یعنی انگل یا چار انگل [لے]

لے بلاذری انساب (ف) ۱۹/۵ ۹۱، بیہقی شعب ق الایمان قلمی رقم ۱۰۸، جلد ثانی بلا قید صفحات، دارالکتب قاہرہ، مسند علی (ابی عوانہ) قلمی رقم (۲۰۰/۳۲۰)، ازہر یونیورسٹی لائبریری قاہرہ مخطوط (ابو عوانہ فرائض) قلمی رقم ۴۵۳، جلد اول دارالکتب قاہرہ، نووی (شرح صحیح مسلم مصر، ۱۴/۴۶ (خط کا صرف ایک ٹکڑا) بخاری (صحیح مصر) ۷/۱۵۱، ابوداؤد (سنن مصر) ۲/۳۰ (دونوں ماخذ میں صرف ریشم کی مباح مقدار والا حصہ) زیلعی ۴/۲۲۲، بیہقی ۱۰/۱۴ و ۱۰/۱۴، کنز العمال ۸/۵۷ و ۲/۱۴۱، ازالۃ الخفاء ۲/۱۳۸، غریب الحدیث میں خط کے دو ٹکڑوں اخشوشنوا اور اخشوشبوا کی وضاحت کی گئی ہے۔

۲۳۱- خط کی دوسری شکل۔

اے عتبہ بن فرقد عیش و آرام کی زندگی سے پرہیز کرو، غیر مسلموں کا لباس اور ریشم نہ پہنو، رسول اللہؐ نے ریشم پہننے سے منع کیا ہے۔ اِلّا یہ کہ وہ اتنا ہو یہ کہتے ہوئے رسول اللہؐ نے اپنی دو انگلیاں اٹھا دیں[1]۔

۲۳۲- عتبہ بن فرقدؓ کے نام

عتبہ بن فرقد گورنر آذربیجان نے عمر فاروقؓ کے لئے دو پٹاریوں میں خبیص نامی حلوہ بھیجا۔ عمر فاروقؓ سمجھے کہ پٹاریوں میں سرکاری روپیہ آیا ہے۔ لانے والے نے جب بتایا کہ خبیص ہے تو انہوں نے پٹاری کھلوائی اور چکھ کر دیکھا پھر لانے والے سے پوچھا۔ کیا عتبہ کی فوج کے سب لوگ یہ حلوہ سیر ہو کر کھاتے ہیں؟ لانے والے نے نفی میں جواب دیا، عمر فاروقؓ نے حلوہ واپس کر دیا اور یہ پُرعتاب خط عتبہ کو لکھا۔

واضح ہو کہ خبیص نہ تو تمہاری محنت کا ثمرہ ہے نہ تمہاری ماں اور باپ کی۔ تم وہی غذا کھاؤ جس سے تمہاری فوج کے باقی مسلمان کیمپ میں سیر ہوتے ہیں[2]۔

۲۳۳- عتبہ بن فرقدؓ کے نام۔

عتبہ بن فرقدؓ نے عمر فاروقؓ کو بیس ہزار روپے (چالیس ہزار درہم) بطور زکاۃ شراب بھیجے تو انہوں نے یہ پُرملامت خط لکھا:

تم نے مجھے شراب کی زکوٰۃ بھیجی ہے۔ مہاجرین کی نسبت اس کا استعمال تمہارے زیادہ شایانِ شان ہے۔ میری اس رائے سے لوگوں کو مطلع کر دینا[3]۔

۲۳۴- عتبہ بن فرقدؓ کے نام۔

عتبہ بن فرقد صحرائی بستیوں میں گئے ہوئے تھے۔ رمضان کا مہینہ تھا، وہاں کے عربوں نے بعد عصر ہلال دیکھا اور یہ سمجھ کر کہ چاند کل کا ہے روزہ توڑ دیا۔ اس بات کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا۔

---

[1] ابن جوزی ص۹۴ [2] بلاذری انساب (ف) ۹/ ۵۹۳ و ۱۲/ ۱۱۹۸، بلاذری ص۴۳۹ بیہقی شعب (ق) مسند (ق) ورق ۲۰۰، تاریخ صنعا۔ (ق) احمد بن عبداللہ رازی رقم ۲۸۰۳، بے قید صفحات، دار الکتب قاہرہ کنز العمال ۷/ ۲۲۲ [3] ابن اسلام ۵۱

اگر چاند صبح کو نظر آئے تو روزہ توڑ دو کیونکہ (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) وہ کل کا ہے اور اگر چاند آخر دن میں نظر آئے تو اس دن کا روزہ پورا کرو کیونکہ (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ) وہ آنے والی کل کا ہے[1]۔

۲۲۵۔ مسلمانوں کے نام۔

کچھ نئے چاند بڑے ہوتے ہیں، اس لئے اگر تم دن میں چاند دیکھو تو اس وقت روزہ نہ توڑو جب تک دو مسلمان گواہی نہ دیدیں کہ انہوں نے گزشتہ رات چاند دیکھا تھا[2]۔

۲۲۶۔ آذربیجان کے مجاہدوں کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ایسے ملک میں ہو جہاں کھانے میں مردہ جانوروں کا گوشت شامل ہوتا ہے اور مردہ جانوروں کی کھال پہنی جاتی ہے۔ میری طرف سے تاکید ہے کہ تمہیں صرف ذبیحہ جانور کا گوشت کھانا چاہیے[3]۔

۲۲۷۔ نعیم بن مقرن رضؓ کے نام

جنگ نہاوند کے بعد شکست خوردہ فارسیوں کے تعاقب میں نعیم بن مقرن رضؓ اور قعقاع بن عمرو رضؓ کو بھیجا گیا تھا۔ ان کا گزر ضلع ہمدان سے ہوا تو وہاں کا حاکم جزیہ گزار ہو گیا۔ جب یہ دونوں سالار نہاوند واپس آئے تو ہمدان کے حاکم نے جزیہ کا معاہدہ توڑ دیا، اسی زمانہ میں عمر فاروق رضؓ نے پیش قدمی کی مہم شروع کی اور مدینہ سے بصرہ نیز کوفہ کے سالاروں کو فارس کے مختلف محاذوں کے لئے جھنڈے بھیجے تو ایک جھنڈا نعیم بن مقرن کو بھی دیا گیا، ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ ہمدان پر دوبارہ اسلامی تسلط قائم کر کے شمال مغرب کے شہروں پر چڑھائی کریں :

نہاوند سے یلغار کر کے ہمدان پہنچو۔ تمہارے مقدمۃ الجیش کی کمان سوید بن مقرن (نعیم کے بھائی) کے ہاتھ میں ہو اور میمنہ و میسرہ کے سالار

---

[1] مصنف ق (ابن ابی شیبہ قلمی رقم ۲۰۸، دار الکتب قاہرہ) ۲/۲۰/۴ کنز العمال ۴/۳۲۵۔
[2] مصنف ق، ۲/۲۰/۴ کنز العمال ۴/۳۲۵ [3] ابن سعد ۶/۶۸۔

علی الترتیب ربعی بن عامر تمیمی اور مہلہل بن زید طائی ہوئے[1]

۲۳۸۔ نعیم بن مقرنؓ کے نام

۲۲ھ میں جب ہمدان اور اس کا مضافاتی علاقہ فتح کر کے نعیم انتظامی معاملات میں مصروف تھے۔ دَیلم (گیلان) اور آذربیجان کے حاکم مشترکہ خطرہ کے مقابلہ کے لئے بمقام واج روذ فوجیں لے کر جمع ہو گئے نعیم اپنا ایک جانشین ہمدان میں چھوڑ کر واج رُوذ پہنچے۔ وہاں دونوں فریقوں میں سخت جنگ ہوئی، آخر میں نعیم فتحیاب ہوئے، فتح کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے نعیم کو لکھا۔

ہمدان میں اپنا ایک نائب مقرر کرو اور سماک بن خرشہ کی قیادت میں بکیر بن عبداللہ کو کمک بھیجو (جو پیش قدمی کے منصوبہ کے تحت اذربیجان کے محاذ پر تھے) تم خود رَیّ کی طرف یلغار کرو اور وہاں فارسی فوج سے لڑو اور جنگ میں کامیاب ہونے کے بعد وہیں قیام کرو کیونکہ رَیّ (شمالی فارس میں) ایک مرکزی جگہ ہے اور وہاں ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں[2]

۲۳۹۔ خط کی دوسری شکل۔

اپنی صوابدید سے کسی کو ہمدان میں اپنا نائب مقرر کرو اور خود رَیّ کی طرف روانہ ہو سماک بن خرشہ کو ایک فوج دے کر اذربیجان فتح کرنے بھیجو[3]

۲۴۰۔ نعیم بن مقرنؓ کے نام

رَیّ کا حاکم بہرام چوبیں کا پوتا سیاوخش تھا۔ عربوں سے لڑنے کے لئے اس نے دُنباوند، طبرستان، قومس اور جرجان سے مدد طلب کی فوج کے کمانڈران جیسے زینبی ابو فرخان کو سیاوخش سے عداوت تھی، وہ نعیم سے آملا۔ رَیّ کے باہر پہاڑ کے دامن میں دونوں فوجیں اتریں۔ زینبی کی ایک چال سے مسلمانوں کو باسانی فتح نصیب ہو گئی اس تعاون کے صلہ میں نعیم نے رَیّ کی گورنری زینبی کو دے دی۔ رَیّ کی فتح کی خبر جب عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے نعیم کو یہ خط لکھا۔

---

[1] طبری ۴/۲۵۱ [2] طبری ۴/۲۵۲ [3] ناسخ التواریخ ۲/۲۱۶

سُوید بن مقرن کو ایک فوج دے کر قومس فتح کرنے بھیجو، ان کے مقدمۃ الجیش کے لیڈر سماک بن مخرمہ اور میمنہ اور میسرہ کے سالار علی الترتیب عتیبہ بن نہاس اور ہند بن عمرو جملی ہوں۔[1]

۲۴۱۔ خط کی دوسری شکل۔

چونکہ بھاگی ہوئی فارسی فوجوں کا کوئی سالار نہیں ہے اس لئے ان کا قصہ پاک کرنا بہت آسان ہے تم خود رَی میں مقیم رہو اور اپنے بھائی سُوید بن مقرن کو دامغان بھیجو اور انہیں تاکید کرو کہ جب قومس فتح ہو جائے تو بھاگی ہوئی عجمی فوجوں کا جہاں تک ممکن ہو تعاقب کریں۔[2]

۲۴۲۔ مغیرہ بن شعبہؓ کے نام

معن بن زائدہ نامی ایک عرب نے خلیفہ کی طرف سے گورنر کوفہ مغیرہ بن شعبہؓ کو ایک جعلی خط لکھا جس میں حکم تھا کہ معن کو کوفہ کے خزانہ سے اتنی اتنی رقم دے دو خط کے نیچے خلیفہ کے نام کی جعلی مہر لگی ہوئی تھی، مغیرہ بن شعبہ نے رقم دے دی۔ عمر فاروقؓ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے یہ خط لکھا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معن بن زائدہ نامی شخص نے خلافت کی مہر گھڑوائی اور اس کے ذریعہ کوفہ کے خزانہ سے روپیہ حاصل کر لیا۔ یہ خط پا کر میرا وہ حکم نافذ کر دو جو میں نے معن کے بارے میں ایلچی کو دیا ہے اور اس کی بات ماننا۔[3]

۲۴۳۔ سائبؓ بن اقرعؓ کے نام

فتح نہاوند کے بعد سائب عراق کے پایۂ تخت مدائن کے کلکٹر مقرر ہوئے اس زمانہ میں ہمدان اور جلولا میں بغاوت ہوئی۔ باغیوں نے وہاں مقیم عربوں اور ان کے غلاموں کو پکڑ لیا۔ باغیوں نے کچھ عرب اور غلام بازاروں میں بیچ ڈالے اور کچھ اپنے استعمال میں رکھے۔ سائب نے باغیوں پر چھاپے مارے اور کافی تعداد میں عرب اور غلام ان کے

[1] طبری ۴/۱۴۵ [2] تاریخ التواریخ ۴/۲۱۶ [3] بلاذری ص ۳۴۸

قبضہ سے نکال لئے، باقی کے بارے میں سائب نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ انہیں خریداروں سے زبردستی واپس لیا جائے یا کوئی دوسرا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ خلیفہ نے لکھا:۔

جو مسلمان اپنے غلام اور سامان جوں کا توں پالیں وہ انہیں مل جانا چاہیئے اور غلام اور سامان تاجروں کی ملک بن چکے ہیں تو وہ نہیں لیا جا سکتا اور جن آزاد عربوں کو تاجروں نے خرید لیا ہو تو ان کو اصل قیمت دے کر واپس لے لیا جائے کیونکہ آزاد خریدا جا سکتا ہے، نہ بیچا جا سکتا ہے[1]۔

۲۴۴ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

صوبۂ اہواز (خوزستان) میں ابو موسیٰ اشعری کی فاتحانہ سرگرمی سے متعلق قدیم عربی روایت میں سخت اختلاف و اضطراب ہے، اخبار و آثار کے ناقلوں کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صوبۂ اہواز کا بیشتر حصہ انھوں نے خلیفہ کے زیرِ ہدایت خود فتح کیا۔ دوسری جماعت کی رائے ہے کہ اہواز کا تقریباً نصف حصہ ان کے گورنر ہونے سے پہلے فتح ہو چکا تھا اور باقی نصف ان کی گورنری کے زمانہ میں دوسرے سالاروں نے فتح کیا نیز یہ کہ ان کا حصہ اس فتح میں بس اتنا تھا کہ وہ دو بار کمک لے کر آئے تھے۔ اس جماعت کے ترجمان سیف بن عمر کہتے ہیں کہ جب ربیع الاول ۱۷ھ میں ابو موسیٰ بصرہ کے گورنر ہوئے تو اہواز کی یہ چھاؤنیاں اور ضلعے پہلے ہی اسلامی تصرف میں آ چکے تھے:۔ مناذر، نہر تیری، سوق الاہواز (اہواز کا صدر مقام) اور سُرّق، بالفاظ دیگر صوبہ کے تقریباً آدھے جنوب مشرقی اور جنوب مغربی حصہ پر قبضہ ہو چکا تھا اور ہرمزان والیٔ اہواز کے پاس صرف یہ ضلعے باقی رہ گئے تھے۔ سُوس، تُستر، جندی سابُور اور بُنیان، یہ علاقہ بصرہ اور کوفہ کی فوجوں نے خلیفہ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے سالاروں کی قیادت میں فتح کیا اور اس فتح کے دو نازک مرحلوں پر ابو موسیٰ کمک لے کر آئے، یہ دو مرحلے تھے تستر اور سوس کے محاصرے، دوسری جماعت جس کے ترجمان ابو مخنف، واقدی اور مدائنی ہیں کہتی ہے کہ تقریباً سارا

---

[1] کنز العمال ۲/۲۱۳، متقی ۲/۱۰، ۴۸۰، مقدسی شرح السیر الکبیر حاشیہ مغنی مصر ۱۰/۷۹، باختلاف متن۔

اہواز ابوموسیٰؓ نے خلیفہ کی زیرِ ہدایت خود فتح کیا۔ اس بنیادی اختلاف کے علاوہ دوسرا اختلاف تاریخ فتوح کے بارے میں ہے، سیف بن عمر کی رائے ہے کہ ۱۷ھ سے ۲۱ھ تک سارا اہواز اسلامی قبضہ میں آچکا تھا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ اس پر قبضہ چھ سال میں ۲۳ھ تک مکمل ہوا۔ ذیل میں فتوحاتِ اہواز سے متعلق جو خط بیان ہوئے ہیں اخبار و آثار کے ان ناقلوں کی طرف سے ہیں جو کہتے ہیں کہ اہواز ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبداللہ عمر بن خطاب کی طرف سے عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ) کو واضح ہو کہ فارسیوں نے اہواز، تستر، مناذر اور دوسرے مقامات پر فوج جمع کی ہے اور عنقریب مسلمانوں پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خط پڑھتے ہی ایک فوج تیار کرو۔ بصرہ کے جو لوگ جانے کو تیار ہوں ان کی دلجوئی کرو اور جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوجیں فراہم کرو اور لڑنے نکل جاؤ، جب دشمن کے علاقہ میں پہنچو تو کسی اور مشورہ پر عمل کئے بغیر سب سے پہلا کام یہ کرو کہ انہیں دینِ حق کی دعوت دو اور جو شخص یہ دعوت قبول کر لے اُسے جان و مال کی امان دیدو، یاد رہے کہ تم اس کے مال و متاع سے اپنی ضرورت کی حد تک ہی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ خود کو راہِ راست پر رہنے کی تلقین و تاکید کرتے رہو۔ غازیوں کو اتنا زیادہ لڑائی میں مصروف نہ رکھو کہ وہ اکتا جائیں، انھیں چاہیے کہ ہر جنگ میں بھی لگن سے شریک ہوں، سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور منکسر مزاجی سے پیش آؤ، یاد رہے کہ خدا کے ہاں کسی آفریدہ کو وہ عزت و حرمت حاصل نہ ہوگی جو اس مسلمان کو ہوگی جس کا اعمال نامہ ظلم و ستم سے پاک ہو۔ مظلوم کے ساتھ انصاف کرو اور ظالم سے اس کا حق دلواؤ۔ مسلمانوں میں دوستی و یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کرو، ان کو قرآن خوانی کی تاکید کرو اور خدا کی سزا سے ڈراتے رہو، زمانۂ جاہلیت کے تذکرے کرنے یا اس زمانہ کے طور طریق اختیار کرنے سے باز رکھو کیونکہ ان باتوں سے دلوں میں کینے پیدا ہوں گے اور پرانی عداوتیں تازہ ہو جائیں گی۔

ہے لہٰذا ایسی زندگی گزارو کہ خدا تم سے خوش رہے، ایسا نہ ہو کہ تمہاری بدکرداری سے وہ اپنی نظرِ کرم ہٹالے اور کوئی دوسری قوم اس کی عنایت کی مستحق ہوجائے۔[1]

۲۴۵۔ ابوموسیٰ اشعریؓ اور فوج کے نام۔

مذکورہ بالا خط پاکر ابوموسیٰ اشعری بصرہ سے ایک فوج لے کر اہواز روانہ ہوئے ان کا ابتدائی مقابلہ جاٹوں اور اساورہ سے ہوا جو بڑی بہادری سے لڑے لیکن بالاخر شکست کھائی، مفتوحہ علاقوں کی کھیتی باڑی جاٹوں کے ہاتھ میں تھی اور اساورہ زمیندار تھے مسلمانوں نے انہیں غلام بنا لیا، ان کی غلامی سے یہ سوال پیدا ہوا کہ اراضی کی کاشت اور اس کی دیکھ بھال کیسے ہو، عمر فاروقؓ کو اس صورتِ حال کا علم ہوا تو انہوں نے لکھا:۔

کاشتکاری تمہارے بس سے باہر ہے اس لئے غلاموں کو چھوڑ دو اور ان سے (خراج) (زمین کا لگان) وصول کرو۔[2]

۲۴۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ اور فوج کے نام۔

جاٹوں اور اساورہ کو ٹھکانے لگاکر ابوموسیٰؓ اہواز کے اہم شہر مناذر کی طرف بڑھے مناذر سڑکوں کا جنکشن تھا، کئی طرف سے دریا اور نہریں اسے گھیرے ہوئے تھیں، شہر کے گرد ایک مضبوط فصیل بھی تھی، بڑا سخت مقابلہ ہوا کئی ماہ بعد یہ شہر بزورِ شمشیر فتح ہوا شہر کے لوگوں کو مسلمانوں نے غلام بنا لیا، مناذر کے باشندے بھی زیادہ تر زراعت پیشہ تھے۔ خلیفہ نے اس موقع پر بھی بعینہٖ ان مصالح کے پیشِ نظر غلاموں کو رہا کرا دیا جن کی بنا پر جاٹوں اور اساورہ کو آزاد کیا تھا۔

بلاشبہ مناذر سواد (عراق) کے ایک گاؤں کی طرح ہے۔ اس لئے تمہیں وہاں جو کچھ ملا ہو اسے لوٹا دو۔[3]

۲۴۷۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

---

[1] ابن اعثم ص۹۳ [2] فارسی شاہی خاندان کی گھوڑا فوج کے متصدار [3] بلاذری ص۴۸۵؟ [4] بلاذری ص۳۸۵-۳۸۶

ابو موسیٰؓ نے عمر فاروقؓ کو لکھا کہ اسلامی فوج میں بہت سے لمبے چوڑے کالے رنگ کے عراقی گھوڑے ہیں جو حال ہی میں مسلمانوں کے قبضہ میں آئے ہیں، مال غنیمت سے ان گھوڑوں کو کتنا حصہ ملنا چاہیئے؟ عمر فاروقؓ نے جواب دیا :-

یہ ترکی نسل کے گھوڑے ہیں۔ ان میں سے جو گھوڑا باعتبار کارکردگی عربی گھوڑے کے قریب قریب ہو، اسے (مالِ غنیمت کا) ایک حصہ دو، دوسرں کو کچھ نہیں لے

۲۴۸ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام -

جب ابو موسیٰؓ سوس کے محاصرہ میں مشغول تھے۔ یزدجرد نے صوبۂ فارس کے پایۂ تخت اصطخر سے ایک فوج سوس کی مدد کو بھیجی جس میں کئی درجن اساورہ تھے، یہ فوج ابھی راستہ ہی میں تھی کہ سوس کا کمانڈر جزیہ گزار ہوگیا۔ اس اثنا میں ایک دوسری فوج نے رامہرمز کے پہاڑی شہر پر قبضہ کر لیا جو سوس سے قریب دو سو میل جنوب مشرق میں واقع تھا۔ سوس کے بعد ابو موسیٰؓ نے تستر کا محاصرہ کیا۔ ان کی مدد کے لئے کوفہ سے بھی ایک فوج آگئی۔ یہ اساورہ پہلے ہی مسلمانوں کے جوشِ جہاد اور مسلسل فتوحات سے مرعوب ہوکر باور کر چکے تھے کہ حکومتِ فارس کے اقبال کا تارہ غروب ہو چکا ہے، سوس اور رامہرمز جیسے مستحکم شہروں کی تازہ شکست نے ان کے حوصلے اور زیادہ پست کر دیئے۔ انہوں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا، ان کے دس آدمیوں کا ایک وفد ابو موسیٰؓ کے پاس آیا جو اس وقت تستر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ وفد کے لیڈر شیرویہ اساوری نے کہا کہ ذیل کی شرطوں پر ہم اسلام لانے کو تیار ہیں (۱) آپ کے ساتھ مل کر فارسیوں سے لڑیں گے (۲) آپ کی باہمی لڑائیوں میں غیر جانبدار رہیں گے (۳) اگر کوئی عرب ہم سے لڑے گا تو آپ ہماری مدد کریں گے (۴) ہم جس شہر میں چاہیں گے آباد ہو جائیں گے (۵) ہم جس قبیلہ سے چاہیں گے منسلک ہو جائیں گے (۶) ہمیں ممتاز درجہ کا وظیفہ (شرف عطاء) دیا جائے (۷) آپ کا خلیفہ ہمارے عہد نامہ پر دستخط کرے گا۔

لے سرخسی ۲/۱۷۹ بیہقی ۱۰/۴۴۶

ابوموسیٰ نے شرائط خلیفہ کو لکھ بھیجیں انہوں نے اساورہ کے مطالبے منظور کر لئے، شاہی گھرانے کے سارے افسر مسلمان ہو گئے اور تستر کے محاصرہ میں مسلمانوں کے دوش بدوش لڑنے لگے، ایکدن ابو موسیٰؓ نے ان کے لیڈر سیاہ سے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ تمہارے ساتھی جنگ میں کارہائے نمایاں کر کے دکھائیں گے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اوپری دل سے لڑ رہے ہو، سیاہ: ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں۔ ہمارے سینوں میں وہ جوش اور لگن نہیں جو آپ کے سینوں میں ہے، اس کے علاوہ آپ نے ہمیں ممتاز درجہ کا وظیفہ بھی نہیں دیا، ابو موسیٰؓ نے سیاہ کی شکایت سے خلیفہ کو مطلع کیا تو یہ جواب آیا:-

شاہی فوجی افسروں کی شجاعت اور جنگی کارکردگی کو نظر میں رکھ کر انہیں سب سے اونچا وظیفہ دو، جتنا زیادہ سے زیادہ کسی عرب کو دیا گیا ہو[1]

۲۴۹۔ خط کی دوسری شکل۔

اساورہ کے سارے مطالبے منظور کر لو[2]

ابوموسیٰ اشعریؓ نے سو افسروں کے لئے درجہ اوّل (دو ہزار درہم) اور ان کے چوٹی کے چھ افراد کے لئے ممتاز درجہ (دو ہزار پانچسو درہم) کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

۲۵۰۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جب سوس فتح ہوا اور مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے تو وہاں حاکم کے محل کے ایک کمرہ میں زربفت میں لپٹی ہوئی ایک لاش پائی۔ لاش کے پاس بہت سا روپیہ رکھا ہوا تھا اور اس مضمون کی ایک تحریر:۔ اگر کسی کو روپیہ کی ضرورت ہو تو وہ ایک مقررہ مدّت کے لئے یہاں سے قرض لے سکتا ہے۔ اگر وقت پر واپس نہیں کرے گا، تو کوڑھی ہو جائے گا۔ ابو موسیٰؓ نے لاش کے بارے میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پیغمبر دانیال کی دعا سے بارش ہو جاتی ہے، دانیال اس وقت بابل (عراق) میں تھے، فارسیوں کا ایک دفعہ انہیں اپنے بابل گیا مگر وہاں کے حاکموں نے انہیں سوس جانے کی اجازت

---

[1] طبری ۴/۲۱۸ [2] بلاذری ص۳۷۳

نہیں دی، فارسیوں نے پچاس آدمی بطور ضمانت بابل میں چھوڑے اور دانیال علیہ السلام کو لے آئے۔ ان کی دعا کی برکت سے سوس میں خوب بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد پیغمبر دانیال نے سوس میں وفات پائی، ان کی لاش کو بڑے احترام سے شاہی محل میں مومیائی لگا کر جگہ دی گئی[1] ابو موسیٰ اشعریؓ نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ لاش اور روپیہ کو کس طرح ٹھکانے لگایا جائے تو یہ جواب آیا:۔

لاش کو کفناؤ اور خوشبو لگا کر نماز جنازہ پڑھو پھر دفن کر دو جس طرح دوسرے انبیاء دفن کئے گئے ہیں، روپیہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے۔[2]

۲۵۱۔ خط کی دوسری شکل۔

لاش کو غسل دو حنوط لگاؤ اور کفن پہناؤ پھر جنازہ کی نماز پڑھو اور دفن کر دو۔[3]

۲۵۲۔ خط کی تیسری شکل۔

دانیال کو سدر (بیری کے پتوں) اور خوشبودار پودوں کے آبجوش سے غسل دو۔[4]

۲۵۳۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

حسکہ نامی عرب کا لڑکا فوت ہوا اور دو قریبی رشتہ دار چھوڑے باپ (حسکہ) اور دادی (ام حسکہ)، ابو موسیٰؓ نے حسکہ کے لڑکے کی میراث سے باپ اور دادی کو حصّہ دینے کے بارے میں دریافت کیا تو یہ جواب آیا:۔

ابن حسکہ کے باپ (حسکہ) اور دادی (ام حسکہ) کو میراث سے حصّہ دیا جائے۔[5]

۲۵۴۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ابو موسیٰؓ نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ یہاں ایسے لوگ مرتے رہتے ہیں جن کے نہ خونی رشتہ دار ہوتے ہیں نہ موالی (آزاد کردہ غلام) ایسے لوگوں کی میراث کس طرح ٹھکانے لگائی جائے تو یہ جواب آیا:۔

---

[1] ابن اعثم ص۹۲، بلاذری ص۳۸۶ [2] ابن سلام ص۳۴۳، کنز العمال ۶/۳۱۰ [3] کنز العمال ۶/۳۱۰
[4] ایضاً ۶/۳۱۰ [5] ایضاً ۶/۸

مگر متوفی کا خونی رشتہ دار ہو تو اسے ورنہ اس کے مولی کو اور اگر وہ بھی نہ ہو تو اس کی میراث بیت المال میں جمع کر دی جائے۔[1]

۲۵۵ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

میراث کے معاملہ میں دادا کو باپ قرار دو۔ ابو بکرؓ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔[2]

۲۵۶ - اکابر فوج کی تحقیقاتی کمیٹی کے نام

ابو موسیٰ اشعریؓ سوس فتح کر کے جب تستر کی طرف بڑھے تو انہیں معلوم ہوا کہ والیٔ اہواز ہرمزان اپنے خزانے لے کر تستر چلا گیا ہے اور وہاں فارسیوں اور کردوں پر مشتمل ایک فوج تیار کر لی اور ایک دوسری فوج یزدجرد نے بھی اس کی مدد کے لئے بھیجدی ہے اس خبر سے ابو موسیٰؓ گھبرا گئے اور انہوں نے مدینہ سے کمک طلب کی، عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر کوفہ کے گورنر عمار بن یاسرؓ اور حلوان کے عامل جریر بن عبداللہ بجلیؓ کو فرمان بھیجے کہ فوراً ابو موسیٰؓ کی مدد کے لئے فوج لے کر جائیں یہ دونوں فوجیں جب پہنچیں تو ابو موسیٰؓ کے ہاتھ مضبوط ہو گئے اور انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ محاصرہ کی ضروریات سے فاضل فوج انہوں نے جریر بن عبداللہ اور نعمان بن مقرن کی کمان میں رامہرمز بھیجدی اور انہیں تاکید کی کہ وہاں کے باشندوں کو مسلمان ہونے کی دعوت دیں اور اس سمت سے کوئی فارسی فوج تستر کی مدد کو آئے تو اسے ٹھکانے لگا دیں، جریر بن عبداللہ بجلیؓ رامہرمز کے باہر خیمہ زن ہوئے اور نعمان بن مقرن شہر کے نواح میں چلے گئے اور کئی قلعے فتح کر لئے۔ جب رامہرمز کے باشندوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو جریرؓ نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کئی سخت مقابلوں کے بعد شہر کے کمانڈر نے ہار مان لی، جو لوگ بھاگ سکے وہ بھاگ گئے باقی قید کر لئے گئے اور ان کے بال بچے، سامان اور جانور فوج نے آپس میں بانٹ لئے۔ اس واقعہ کی خبر ابو موسیٰ اشعریؓ کو ہوئی جو ہنوز تستر کے محاذ پر تھے تو وہ آزردہ ہوئے اور انہوں نے اکابر فوج سے کہا: میں نے رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت اور امان دی تھی تاکہ وہ قبول اسلام کے بارے میں خوب غور کر لیں لیکن جریرؓ اور کوفہ کی فوج نے

---

[1] کنز العمال ۱۸/۶ [2] ایضاً ۱۶/۶

نے جلد بازی کی اور مقررہ مدت گزارنے سے پہلے شہر کا محاصرہ کر کے اسے بزورِ شمشیر فتح کر لیا اور اہلِ شہر کے بال بچوں، مال و متاع اور مویشیوں کو آپس میں بانٹ لیا، اس سنگین معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اکابرِ فوج نے کہا:- آپ صورتِ حال سے خلیفہ کو مطلع کر دیجئے اور ان کے فیصلہ کے مطابق عمل کیجئے۔ ابو موسیٰؓ نے جریر بن عبداللہؓ کی جارحانہ کارروائی کی شکایت خلیفہ کو لکھی انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کی فوج کے اکابر کی ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی اور اسے لکھا:۔

اس معاملہ کی تحقیق کر کے معلوم کرو کہ ابو موسیٰؓ نے (جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے) رامہرمز کے باشندوں کو چھ ماہ کی مہلت دی تھی یا نہیں اور آیا کوئی تحریری معاہدہ اس باب میں ان سے کیا تھا، ابو موسیٰ سے بھی حلف لیا جائے اور اگر وہ از روئے حلف کہیں کہ انہوں نے چھ ماہ کی مہلت دی تھی تو وہ تمام غلام اور لونڈیاں جو رامہرمز سے لائی گئی ہیں واپس کر دی جائیں اور اگر کوئی عورت کسی مسلمان سے حاملہ ہو گئی ہو تو اسے روک لیا جائے حتیٰ کہ اس سے بچہ پیدا ہو پھر اسے اختیار دیا جائے چاہے وہ اسلام لا کر مسلمانوں کے ساتھ رہے اور چاہے رامہرمز لوٹ جائے۔[1]

۲۵۷- ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

تستر کا قلعہ دشوار گزار پتھریلی زمین میں واقع تھا اور دو طرف سے دریائے دجیل اسے گھیرے ہوئے تھا۔ ایک فارسی نے قلعہ کا وہ خفیہ راستہ مسلمانوں کو بتا دیا جو دریا میں کھلتا تھا۔ ان کی ایک چیدہ جماعت دریا سے ہو کر قلعہ میں گھس آئی اور اس کے پھاٹک کھول دیئے، شہر پر مسلمان قابض ہو گئے، بہت سی عورتیں ان کے ہاتھ آئیں ایک خاصی تعداد حاملہ تھی، عمر فاروقؓ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے لکھا:۔

کوئی مسلمان حاملہ عورت سے اس وقت تک ہم بستر نہ ہو جب تک اس کے بچہ نہ ہو جائے۔ مسلمانوں، مشرکوں کی اولاد میں شریک نہ ہو کیونکہ نطفہ ہی سے

---

[1] ناسخ التواریخ جلد دوم از قسم دوم صـ۳۰۳ [2] ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۵ کنز العمال ۵/۱۶۹

بچہ بنتا ہے۔[1]

۲۵۸۔ فاتحین تستر کے نام۔

تستر کی فتح کے بعد بصرہ اور کوفہ کی فوجوں میں جھگڑا ہوا، بصرہ فوج نے کہا کہ تستر ہم نے فتح کیا ہے اس لئے اس کے ماتحت علاقہ کی آمدنی کے حقدار ہم ہیں، کوفہ فوج نے (جو بطور کمک آئی تھی) دعویٰ کیا کہ فتح ہمارے ہاتھوں ہوئی ہے اس لئے تستر اور اس کے ماتحت دیہاتوں کا خراج ہمیں ملنا چاہیئے، ابو موسیٰؓ نے یہ قضیہ خلیفہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے لکھا۔

یہ ضرور ہے کہ کوفہ فوج نے بصرہ فوج کی مدد کی تھی اور اس کے لئے فتح آسان بنا دی تھی اس کے باوجود تستر کی اصل فاتح بصرہ فوج ہی ہے، مسلمانوں نے جو بھائی بھائی ہیں باہمی تعاون سے کامیابی حاصل کی ہے تستر کی فاتح بصرہ فوج ہی قرار دی جائے گی اور کوفیوں کو فتح کے ثمرات مال غنیمت کی حد تک ملیں گے، دونوں فوجیں ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور آپس میں نہ لڑیں والسلام۔[2]

۲۵۹۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

یہ خط ابن اعثم کوفی کی فتوح سے ماخوذ ہے، ابن اعثم کی رائے ہے کہ صوبہ فارس اور کرمان کے فاتح ابو موسیٰ اشعریؓ تھے۔ یہ ایک شاذ رائے ہے جس کی توثیق جہاں تک مجھے معلوم ہے اخبار و آثار کے دوسرے سکولوں نے نہیں کی ہے سیف بن عمر کے شیوخ کہتے ہیں کہ ۲۱ھ میں عمر فاروقؓ نے فارس میں جارحانہ پیشقدمی کی اسکیم کے تحت سات محاذ قائم کئے تھے جن میں سے دو فارس اور کرمان کے صوبے تھے اور ان میں سے کسی ایک کی کمان ابو موسیٰ کے ہاتھ میں نہیں تھی اور نہ فوج کشی کے دوران وہ کبھی ادھر کمک لے کر گئے تھے، ابن اعثم اور سیف بن عمر کے ان دو متناقض موقفوں کے بین بین ایک تیسرا موقف ہے جس کی رو سے ابو موسیٰؓ کئی بار خلیفہ کی زیر ہدایت بصرہ سے

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۵، کنز العمال ۵/۱۶۹ [2] ابن اعثم ص ۶۷

کمک لے کر فارس کی جنگوں میں شریک ہوئے تھے اور ان کی مدد سے اس محاذ کے کمانڈر عثمان بن ابی العاص (گورنر بحرین) نے کئی اہم معرکے جیتے تھے، تاہم اس بات کی تصدیق اس موقف سے بھی نہیں ہوتی کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کرمان کی فتح میں کوئی حصہ لیا تھا۔

ابو موسیٰ! تمہارا خط ملا، خدا کے فضل و کرم سے تمہیں جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں ان کا حال معلوم ہوا۔ یہ پڑھ کر مسرت ہوئی کہ فارس اور کرمان کے صوبے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے، خدا کی ان عنایتوں کا بہت بہت شکر گزار ہوں، تم نے لکھا ہے کہ یہ خط خراسان کی سرحد سے لکھ رہا ہوں، شاید اب تمہارا ارادہ خراسان میں داخل ہونے کا ہے، اگر یہ بات ہے تو تم خراسان کی مہم موقوف رکھو۔ ہمیں خراسان نہیں چاہیئے یہ خط پڑھ کر ان تمام شہروں پر جو خدا کی مدد سے تم نے فتح کئے ہیں راستباز خوشحال، امانتدار اور بھروسے کے حاکم مقرر کرو اور خود بصرہ لوٹ آؤ خراسان کا خیال دل سے نکال دو ہمیں خراسان اور خراسان کو ہم سے کوئی سروکار نہیں، کاش ہمارے اور خراسان کے درمیان آہنی پہاڑ اور آتشیں دریا اور ہزاروں دیواریں سد سکندری کی طرح حائل ہوتیں[1]

۲۶۰۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ابو موسیٰؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ جب مسلمان تاجر دار الحرب جاتے ہیں تو وہاں کی حکومت ان سے دس فیصد تجارتی ٹیکس لیتی ہے کیا ہم بھی دار الحرب کے تاجروں سے ٹیکس وصول کریں؟ عمر فاروقؓ نے اس کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ تجارتی ٹیکس کا ایک ضابطہ مقرر کیا جس میں حربی، ذمی اور مسلمان سب شامل تھے۔

تم حربی تاجروں سے اسی قدر ٹیکس لو جتنا وہ مسلم تاجروں سے لیتے ہیں، ذمیوں سے پانچ فیصد وصول کرو اور مسلمانوں سے چالیس درہم کے

---

[1] ابن اعثم ص۹۰

مال پر ایک درہم (۲½ فیصد) دو سو درہم سے کم مال پر کوئی ٹیکس نہیں ہے، جب مال تجارت دو سو درہم کا ہو تو اُس پر ٹیکس پانچ درہم ہوگا اور اس سے زیادہ کے مال پر اسی شرح سے لیا جائے گا۔[1]

۲۶۱۔ خط کی دوسری شکل۔

جب حربی تاجر ہمارے علاقہ میں آئیں تو ان سے دس فیصد ٹیکس لو جیسا کہ مسلمان تاجروں سے دارالحرب میں لیا جاتا ہے، ذمی تاجروں سے پانچ فیصد وصول کرو اور مسلمان تاجروں سے جب ان کا مال دو سو درہم قیمت کا ہو تو ڈھائی فیصد کے حساب سے ٹیکس لو، پھر ہر چالیس درہم کے مال پر ایک درہم کی شرح سے ٹیکس لیا جائے۔[2]

عربی اخبار و آثار کی ایک تصریح سے مذکورہ بالا دونوں خطوں کی تردید ہوتی ہے، زیاد بن حدیر میسوپوٹامیہ میں حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سے دریائے فرات کے ایک معبر پر ٹول افسر (عاشر) تھے۔ انہوں نے صحابی عبداللہ بن معقل کو بتایا کہ ہم تجارتی ٹیکس مسلمانوں یا ذمیوں سے نہیں لیتے ہیں بلکہ بزنطی تاجروں سے وصول کرتے ہیں جس طرح بزنطی حکومت ہمارے علاقہ کے تاجروں سے وصول کرتی ہے۔[3]

۲۶۲۔ زیاد بن حُدیرؓ کے نام۔

زیاد بن حدیرؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ بعض حربی تاجروں کو (غالباً سامان نہ بکنے یا بقایا وصول نہ ہونے کی صورت میں) بیست دن تک اسلامی حکومت میں رکنا پڑتا ہے اس لئے ان کے ساتھ کچھ رعایت ہونی چاہیئے، خلیفہ نے ٹول افسر کی درخواست پر یہ رعایت دی :۔

اگر حربی تاجر اسلامی حکومت میں چھ ماہ (یا کم) ٹھہریں تو ان سے دس فیصد ٹیکس لو اور اگر انہیں ایک سال ٹھہرنا پڑے تو پانچ فیصد ٹیکس لو۔[4]

۲۶۳۔ زیاد بن حُدیرؓ کے نام

---

[1] ابو یوسف ص۷۸، [2] قرشی ص۱۴۳، [3] قرشی ص۱۴۳، [4] قرشی ص۱۴۴

ایک تغلبی عیسائی عرب اپنا گھوڑا بیچنے نکلا زیاد بن حدیرؓ کے عملہ نے گھوڑے کی قیمت دس ہزار روپے (بیس ہزار درہم) متعین کی اور دس فیصد کے حساب سے پانچسو روپے (ایک ہزار درہم) ٹیکس مانگا۔ تغلبی عیسائی ٹیکس دے کر چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد وُہ لوٹا تو گھوڑا جو بکا نہ تھا اُس کے ساتھ تھا، ڈول افسر کے عملہ نے پھر ٹیکس طلب کیا۔ تغلبی کو دوبارہ ٹیکس دینے میں تامل ہوا اور وہ سیدھا عمر فاروقؓ کے پاس شکایت کرنے مدینہ چلا گیا، خلیفہ نے اس کی شکایت پر ٹھنڈے دل سے غور کیا اور زیاد بن حُدیرؓ کو یہ فرمان بھیجا :-

جس تاجر سے تم ٹیکس لے چکے ہو وہ ایک سال کے اندر اگر دوبارہ تمہارے پاس سے گزرے تو ٹیکس نہ لو الا یہ کہ اُس کے پاس نیا سامان ہو۔[1]

۲۶۴ - خط کی دوسری شکل -

تغلبی تاجروں سے سال میں صرف ایک بار ٹیکس لیا کرو۔[2]

۲۶۵ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام -

ابو موسیٰ اشعریؓ نے بصرہ سے ایک وفد مدینہ بھیجا جس میں دانائے عرب اور قبیلہ تمیم کے لیڈر احنف بن قیسؓ بھی تھے۔ وفد کے لوگوں نے عمر فاروقؓ سے اپنے مطلب کی باتیں کیں لیکن احنف نے ایک پرسوز اور دلنشین تقریر کے ذریعہ اہل بصرہ کی اقتصادی بدحالی اور مشکلات خلیفہ کے سامنے پیش کیں اور انہیں دور کرنے کی اپیل کی، عمر فاروقؓ پر اس تقریر کا گہرا اثر ہوا، اُنہوں نے احنف کو بطور عطیہ ایک رقم پیش کی لیکن احنف نے اسے واپس کرتے ہوئے کہا :- امیر المومنین ہم نے بصرہ سے مدینہ کا طول طویل ریگستانی سفر عطیوں کی خاطر نہیں کیا ہے۔ میرا انعام یہ ہے کہ اہل بصرہ کی مشکلات دور فرما دیں۔ عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا :-

احنف بن قیسؓ کو اپنا مقرب بنا لو، معاملات حکومت میں ان سے صلاح مشورہ لو اور ان کی بات مانو۔[3]

---

[1] ابو یوسف ص۸۰ [2] یحییٰ قرشی ص۶۵ ، سرخسی ص۲۹۵ (محاطب عُمّال) [3] ابن سعد جلد ۷، قسم ثانی ص۶، بلاذری، انساب (الف) ۱/۹۰۸، ابن عساکر ۱۱/۷ -

۲۶۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ بصرہ کے غازی مکان بنائیں لیکن چونکہ وہ مکان بنانے لگے ہیں (اب مخالفت کا موقع نہیں رہا) انہیں چاہیئے کہ دنتے مکانوں کی چھتیں نیچی رکھیں، دیواریں چوڑی اور چھتوں کے شہتیر اور تختے قریب قریب لگائیں۔[1]

۲۶۷۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جب اہواز میں مسلسل فتوحات اور ترکتاز سے حکومتِ بصرہ کی آمدنی بڑھی اور بڑی مقدار میں لگان، جزیہ اور مالِ غنیمت آنے لگا تو اس کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ریاضی دان کی ضرورت پڑی۔ عرب ریاضی سے ناواقف تھے، فارسیوں اور عیسائیوں کو اس میں خوب درک حاصل تھا۔ ابوموسیٰؓ گورنرِ بصرہ نے خلیفہ کو لکھا کہ صیغہ مال کا کام فارسی و عیسائی عملہ کے بغیر نہیں چل سکتا، بتایئے کیا کیا جائے، عمر فاروقؓ نے لکھا۔

(غیر عربوں) کو پھر وہ عزت واقتدار نہ دو جو خدا نے ان سے سلب کر لیا ہے۔ انہیں اسی سطح پر رکھو جس پر خدا نے انہیں لا اتارا ہے اور خود حساب کتاب سیکھو۔[2]

۲۶۸۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ابوموسیٰؓ نے ایک لائق حسابدان عیسائی بطور سکریٹری ملازم رکھا، اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے یہ حکم بھیجا۔

اسے معزول کرو اور اس کی جگہ مسلمان سکریٹری رکھو۔[3]

۲۶۹۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

سکریٹری بہت کارگزار تھا اس لئے ابوموسیٰؓ نے اسے معزول نہیں کیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ اسے بحال رہنے دیں عمر فاروقؓ نے ابوموسیٰؓ کی درخواست مسترد کر دی اور لکھا۔

---

[1] بلاذری انساب (ق) ۱/۹۰۵ [2] ابنِ مسکویہ (ق) ۱/۲۲۸ [3] ابن ابی الحدید ۳/۱۹۲۔

ہمارے لئے مناسب نہیں کہ عیسائیوں پر بھروسہ کریں جبکہ خدا نے انہیں غدار ٹھہرایا ہے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ان کا رتبہ بڑھائیں جبکہ خدا نے ان کا رتبہ گرادیا ہے، یا ان کے اخلاص پر اعتماد کریں جبکہ اسلام نے انہیں نقصان پہنچایا ہے یا انہیں مناصب دیں جبکہ خدا کا حکم ہے کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر جزیہ ادا کریں[1]

۲۷۰ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام -

گورنر کے لئے سکرٹری کی خدمات اتنی ناگزیر تھیں کہ انہوں نے اسے برطرف نہیں کیا اور خلیفہ کو مطلع کیا کہ اس کے بغیر ان کا کام نہیں چل سکتا۔ عمر فاروقؓ نے جھلا کر گورنر کو لکھا:-

مر جائے وہ عیسائی بچہ۔[2]

۲۷۱ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام -

ابو موسیٰؓ نے اپنے سکرٹری سے عمر فاروقؓ کو خط لکھوایا تو اس نے عنوان میں، من ابی موسیٰ لکھنے کے بجائے من ابو موسیٰ لکھا۔ اس غلطی پر خلیفہ اتنے برہم ہوئے کہ گورنر کو حکم دیا:-

میرا خط پا کر اپنے سکریٹری کے ایک کوڑا مارو اور اسے ملازمت سے الگ کر دو۔[3]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عمر فاروقؓ کی برہمی کا سبب یہ تھا کہ سکرٹری نے سرکاری آداب کا لحاظ نہیں رکھا تھا اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دیا تھا۔ اسے لکھنا چاہیئے تھا:۔ الی عمر بن الخطاب امیر المومنین من ابی موسیٰ، اور اس نے لکھا تھا من ابی موسیٰ الی عمر بن الخطاب امیر المومنین۔

۲۷۲ - خط کی دوسری شکل -

---

[1] ابن ابی الحدید ۳۔ ۱۹۳ [2] ایضاً [3] بلاذری ص۳۴۱، کنز العمال ۵/۲۳۴ [4] ابن جوزی ص۹۵

تمہارے سکرٹری نے ایک نحوی غلطی کی ہے۔ اس کے ایک کوڑا مارو[1]۔

۲۷۳۔ خط کی تیسری شکل۔

اپنے سکرٹری کے سر پہ ایک کوڑا مارو[1]۔

۲۷۴۔ خط کی چوتھی شکل۔

اپنے سکرٹری کے ایک کوڑا مارو اور اس کی جگہ مسلمان (ضبیت) سکرٹری مقرر کرو[3]۔

۲۷۵۔ یزید بن ابی سفیان کے نام۔

عربی اخبار و آثار کے بعض راویوں نے عمر فاروقؓ کا ایک ایسا خط بھی نقل کیا ہے جس سے مذکورہ بالا خطوط کی تردید ہوتی ہے اور جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمر فاروقؓ، بوقت ضرورت غیر مسلموں سے خدمت لینے کے لئے تیار رہتے تھے۔

کسی (ماہر حساب) نبطی کو مدینہ بھیجو تاکہ ہمارے قانون میراث کا حساب کتاب سنبھال سکے[4]۔

۲۷۶۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ چھاؤنیوں کے مسلمان حماموں میں غسل کرنے لگے ہیں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان حمام میں بغیر تہبند باندھے داخل نہ ہو اور جب تک وہاں سب خدا کا نام زبان پر نہ لائے اور دو شخص ایک ساتھ حمام کے ترش میں نہ نہائیں[5]۔

۲۷۷۔ خط کی دوسری شکل۔

متاطلب شام کے مسلمان۔

کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمام میں داخل نہ ہو اور عورت صرف اس وقت جب اسے کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جس کے علاج کے لئے حمام

---

[1] ابن جوزی ص ۹۵ [2] صولی (ادب الکتاب مصر ۱۳۴۱ھ) ص ۱۲۹ [3] بلاذری انساب (ف) ص ۵۹۲-۵۹۳

[4] بلاذری انساب (ف) ۹/۵۰۵ [5] کنز العمال ۱۳۶/۵

جانا ضروری ہو۔ تمہاری تفریح کی تین چیزیں ہونی چاہئیں :۔ گھوڑے کی سواری، عورت اور تیر اندازی[۱]۔

۲۷۸۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جب تمہیں دل بہلانا ہو تو تیر اندازی کیا کرو اور جب باتوں کو جی چاہے تو قانونِ میراث کو موضوعِ گفتگو بنالو[۲]۔

۲۷۹۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرو اور سنتِ نبویؐ کا مطالعہ کرو۔ عربی زبان سیکھو قرآن کو صاف اور ٹھیک ٹھیک پڑھو، معد بن عدنان کے طور طریق اختیار کرو کیونکہ تم معد بن عدنان کی اولاد میں ہو[۳]۔

۲۸۰۔ خط کی دوسری شکل۔

دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرو، سنتِ نبویؐ سے واقفیت حاصل کرو۔ عربی زبان سیکھو اور سمجھو، نشانہ بازی کی مشق کرو، خوابوں کی اچھی تعبیر کیا کرو، ابوالاسود دُؤلی کو چاہیئے کہ اہلِ بصرہ کو عربی قواعد سکھائیں[۴]۔

۲۸۱۔ خط کی تیسری شکل۔

میں تمہیں ان کاموں کا حکم دیتا ہوں جن کا قرآن نے حکم دیا ہے اور ان کاموں سے روکتا ہوں جن سے محمدؐ نے روکا ہے اور تاکید کرتا ہوں کہ فقہ اور سنت کی پیروی کرو۔ عربی زبان اچھی طرح سیکھو اور جب کوئی مسلمان بھائی تم سے خواب بیان کرے تو کہو اس کی تعبیر ہمارے لئے اچھی ہو دشمن کے لئے بری[۵]۔

۲۸۲۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

اہلِ بصرہ کو تاکید کرو کہ عربی سیکھیں، ایسا کرنے سے ان میں صحیح بول چال کا

---

[۱] ازالۃ الخفاء ۲/۱۳۹ [۲] بیہقی ۶/۲۰۹ [۳] یعنی اپنے مورثِ اعلیٰ معد بن عدنان کی طرح جفاکشی و مشقت کی عادت ڈالو [۴] کنز العمال ۵/۲۲۱ [۵] افضل ابناء التذواۃ علی ابناء النحاۃ منصفہ ۱۹۵، [۶] بلاذری انساب (ق) ۹/۶۲۴، ازالۃ الخفاء ۲/۱۳۹

سلیقہ پیدا ہوگا۔ وہ عربی اشعار بھی پڑھا کریں۔ ایسا کرنے سے ان میں اخلاق عالیہ پیدا ہوں گے۔[1]

۲۸۳۔ خط کی دوسری شکل۔

لوگوں کو عربی سیکھنے کی تاکید کرو کیونکہ عربی سیکھنے سے عقل بڑھتی ہے اور اچھے انسانی صفات پیدا ہوتے ہیں۔[2]

۲۸۴۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ایک بہادر غازی کو ابوموسیٰؓ نے کسی وجہ سے مال غنیمت کا پورا حصہ نہیں دیا وہ بگڑا اور ابوموسیٰؓ سے کچھ ترش باتیں کیں، گورنر نے غصہ ہو کر اس کے بیس کوڑے لگوائے اور اس کے لمبے بال کٹوا دیئے وہ شخص خلیفہ کے پاس آیا اور بالوں کا گچھا جیب سے نکال کر ان کے سینہ پر دے مارا، عمر فاروقؓ کو ابوموسیٰ اشعریؓ کی سختی ناگوار ہوئی اور انہوں نے یہ خط بھیجا۔

فلاں نے تمہاری مجھ سے یہ شکایت کی ہے میری طرف سے تاکید ہے کہ اگر تم نے اس کو مجمع عام میں مارا ہو تو تم بھی سب کے سامنے بیٹھو اور اس کو بدلہ لینے دو اور اگر تم نے اسے اکیلے میں مارا ہے تو اسی طرح اس کے سامنے بیٹھ کر بدلہ لینے دو۔[3]

۲۸۵۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

حج یا عمرہ کے موقع پر ایک شخص عمر فاروقؓ کے پاس روتا ہوا آیا اور بولا۔ میں نے شراب پی تھی۔ اس کی پاداش میں ابوموسیٰ نے میرے کوڑے مارے میرا سر منڈوایا میرا منہ کالا کرا کے سڑکوں پر گشت کرایا اور منادی کرا دی کہ کوئی میرے ساتھ نہ تو کھائے پیئے اور نہ اٹھے بیٹھے۔ اس رسوائی سے مجھے ایسی اذیت پہنچی ہے کہ کبھی دل چاہتا ہے کہ ابوموسیٰؓ کو مار ڈالوں کبھی سوچتا ہوں آپ سے درخواست کروں کہ آپ مجھے

---

[1] کنز العمال ۲۲۱/۵ [2] لسان العرب (ابن منظور، بیروت) ۱۵۵/۲ [3] بلاذری انساب (ف) ۵۹۶/۹، محلّی (ابن حزم مصر ۱۳۵۱ھ) ۳۲۹/۹ بیہقی ۵۰/۸، کنز العمال ۲۹۹/۷

شام بھجوا دیں جہاں کوئی مجھے جاننے والا نہ ہو اور کبھی خیال آتا ہے کہ دار الحرب چلا جاؤں اور غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گزار دوں، عمر فاروقؓ نے اس شخص کو دلاسا دیا اور یہ پُرعتاب خط گورنر کو بھیجا:۔

سلام علیک، فلاں بن فلاں تیمی نے مجھ سے تمہاری زیادتیوں کی شکایت کی ہے، خدا کی قسم تم نے پھر کبھی یہ حرکت کی (شراب نوشی کی سزا میں سر منڈوایا اور مُنہ کالا کرا کے سڑکوں پہ گشت کرایا) تو میں بھی تمہارا مُنہ کالا کرا کے سڑکوں پہ گشت کراؤں گا۔ اگر تم میری دھمکی آزمانا چاہتے ہو تو پھر یہ حرکت کر کے دیکھ لو[1]

۲۸۶۔ خط کی دوسری شکل۔

فلاں آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے تمہاری یہ شکایتیں کیں، میرا خط پاکر لوگوں کو حکم دینا کہ اس کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں۔ اس سے ملیں جلیں اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول کرلیں[2]

۲۸۷۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

عبرتناک سزا میں کسی کو بیس کوڑوں سے زیادہ نہ مارو[3]

۲۸۸۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ خوش نصیب حاکم وہ ہے جس کی ذات سے رعیت کو سکھ اور آرام ملے اور خدا کی میزان میں وہ حاکم نہایت بدنصیب ہے جس کی بداعمالیوں سے رعیت تباہ ہو، خبردار تن آسائی اور تنعم نوازی تمہارا مقصدِ حیات نہ ہو جائے، اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تمہارے ماتحت بھی ایسا ہی کریں گے اور تمہاری مثال اس چوپائے کی سی ہوگی جو گھاس کا ہرا بھرا میدان دیکھے اور موٹا ہونے کے لئے اس میں گھس جائے حالانکہ

---

[1] کنز العمال ۳/۱۰۷، [2] ابن جوزی ص۹۹ [3] بلاذری انساب (ق) ۹/۶۲۴۔

موٹاپے میں اس کی موت مضمر ہے[1]۔

۲۸۹۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

عوام میں ایسے ممتاز لوگ ہوتے ہیں جو ان کی ضروریات احکام کے سامنے پیش کرتے ہیں تمہیں چاہیئے کہ ان کی قدر و منزلت کرو، ایک غریب مسلمان عافیت سے رہ سکتا ہے اگر ان ممتاز لوگوں کی معرفت اس کے ساتھ انصاف ہوتا رہے اور سرکار سے قومی آمدنی کا ٹھیک ٹھیک حصہ اسے ملتا رہے والسلام[2]۔

۲۹۰۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ایک سال میں ایک دن ایسا مقرر کرو جب خزانہ میں ایک درہم تک باقی نہ رہے اور وہاں جھاڑو لگا دی جائے تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ میں نے ہر حقدار کا حق ادا کر دیا ہے[3]۔

۲۹۱۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کا مدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو کام بہت بڑھ جائیں گے اور تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کون سا کام پہلے کرو اور کون سا بعد میں اس طرح بہت سے کام ضائع ہو جائیں گے۔ اگر حاکم ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو جو خدا کی طرف سے اس پر عاید ہوتی ہیں تو رعایا بھی ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو گی جو حاکم کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہیں، اگر حاکم نفس کوش ہوگا تو رعایا بھی نفس کوش ہو جائے گی، (حاکموں کے ظلم و بے التفاتی کی وجہ سے) رعیت ان سے دور بھاگتی ہے، خدا کی

---

[1] حلیۃ الاولیاء ۱/ ۵۰، ابو یوسف ص۱۲۵، (اس میں ترقیع کی جگہ تبیغ ہے) ازالۃ الخفاء ۱/ ۵۹، ۲/ ۱۴۸ و ۱۸۱، ابن جوزی ص۹۵ کنز العمال ۸/ ۲۰۹ [2] بلاذری انساب (ف) ۹/ ۶۲۴، ابن جوزی ص۹۹ کنز العمال ۳/ ۱۲۸ [3] ابن سعد ۳/ ۲۱۸، بلاذری انساب (ف) ۹/ ۶۰۷، ابن عساکر قلم ص۱۶ کنز العمال ۳/ ۳۱۷۔

پناہ مانگتا ہوں کہ رعیت کی طرف سے میرے دل میں انحراف پیدا ہو انحراف جس کی وجہ پرانے کینے ، دنیاوی مفادات اور ذاتی مصلحتیں ہوتی ہیں ، رعایا کے (معاملات سے دلچسپی لو اور اس کے) ساتھ انصاف کرنے بیٹھا کرو چاہے دن میں ایک ہی گھنٹہ کے لئے کیوں نہ ہو[1]

۲۹۲- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو کیونکہ اگر تم ایسا کروگے تو کام اتنا بڑھ جائیگا کہ تمہارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جائے گا کہ پہلے کون سا کام کرو اور بعد میں کون سا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے کام خراب ہو جائیں گے، اگر تمہیں دو کاموں میں سے ایک کے کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان دو میں سے ایک سے دنیا سدھرتی ہو اور دوسرے سے آخرت تو وہ کام اختیار کرو جس سے آخرت سدھرے ، کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ، خدا سے ڈرتے رہو اور قرآن پڑھو ، وہ علم کا سرچشمہ ہے اور دلوں کی بہار[2]

۲۹۳- ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

واضح ہو کہ لوگ اپنے بادشاہوں سے دور بھاگتے ہیں ، خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلی رعونت ، پرانے کینے ، ذاتی مصلحتیں اور دنیاوی مفادات میرے یا تمہارے اوپر غلبہ کرلیں ، لوگوں کی داد فریاد سننے ہر دن بیٹھا کرو چاہے ایک ہی گھنٹہ کے لئے کیوں نہ ہو ، جب ایسے دو راستے تمہارے سامنے کھلے ہوں جن میں سے ایک پر چل کر خدا کی رضا حاصل ہوتی ہو اور دوسرے پر چل کر کوئی دنیاوی کامرانی تو پہلا راستہ اختیار کرو کیونکہ دنیاوی فائدے

---

[1] ابن سلام ۳؎ ، ابن جوزی ص ۹۵ (باختصار) بیہقی ۱۰/ ۱۳۵ (اس میں پہلا جملہ نہیں ہے اور متن بھی مختلف ہے) [2] کنز العمال ۸/ ۲۰۸ ، ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۸۲

فانی ہیں اور آخرت کے انعام جاودانی، خدا سے ڈرتے رہو۔ بدمعاشوں کو ڈراؤ دھمکاؤ اور ان کا شیرازہ منتشر کردو، جب دو قبیلوں میں جنگ ہو اور وہ اپنے حمائتیوں کو (جاہلی دستور کے مطابق) یا آل فلاں یا آل فلاں کہہ کر پکاریں تو سمجھ لو کہ انہیں شیطان نے بھڑکایا ہے۔ تلوار سے ان کی خبر لو حتیٰ کہ وہ قانون اسلامی کی طرف رجوع کریں اور ان کی پکار خدا اور امام کی طرف ہو مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ ضبّۃ کے لوگ اپنے حمائتیوں کو لڑائی کے وقت (جاہلی شان سے) آل ضبّۃ مدد: آل ضبّۃ مدد کے نعرے لگاکر بلاتے ہیں۔ بخدا مجھے معلوم نہیں کہ خدا نے کبھی ان کے ہاتھوں کوئی اچھا کام کرایا ہو یا ان کے ذریعہ کبھی کوئی برائی دفع کی ہو، میرا خط پڑھ کر ان کی ایسی خبر لو کہ اگر انہیں عقل نہ آئے تو کم از کم حکومت کا خوف ان کے دل میں بیٹھ جائے۔ ان کے قبیلہ کے (سبحہ دار لیڈر) غیلان بن خرشہ کو اپنے مشیروں میں داخل کرلو۔ مسلمان مریضوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں میں شریک ہو ان کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور ان کے معاملات سے ذاتی دلچسپی لو، تم ان ہی میں سے ایک ہو۔ فرق اتنا ہے کہ تمہارے کندھوں پہ ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کے کھانے۔ لباس اور سواری میں عام مسلمانوں سے مختلف ایک انفرادی شان پیدا ہوگئی ہے۔ عبداللہ خبردار، تمہاری حالت اس چوپایہ کی سی نہ ہو جائے جو ایک شاداب مرغزار سے گزرے تو موٹا ہونے کے سوا اس کا کوئی مقصد ہی نہ ہو حالانکہ موٹاپے میں اس کی موت مضمر ہے یاد رہے کہ حاکم کو خدا کے پاس لوٹ کر جانا ہے، نیز یہ کہ حاکم ٹیڑھی چال چلتا ہے تو رعایا بھی ٹیڑھی چال چلنے لگتی ہے اور سخت بدنصیب ہے وہ حاکم جس کی بداعمالیوں سے رعایا تباہ ہو۔[1]

---

[1] جاحظ ۱۵۶/۲، ابن قتیبہ عیون الاخبار مصر ۱۹۲۵ء ۱۹/۱ (خط بیشتر حصہ) ابن ابی الحدید ۱۹۴/۳ (باختلاف متن) ابن عبدربہ ۴۶/۱ (باختلاف متن) ازالۃ الخفاء ۱۸۰/۲ (خط کا کچھ حصہ) کنز العمال ۱۴۹/۳-۱۵۰، جامع بیان العلم ۱۸۰/۱

۲۹۴ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

دنیا میں تمہیں جتنا رزق ملا ہے اس پر قانع رہو خدا نے کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیا ہے وہ خوش حال لوگوں کو آزمانا چاہتا ہے کہ وہ کس طرح اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ (خدا کی عطا کردہ دولت سے) وہ زکوٰۃ ادا کریں جس کا خدا نے انہیں حکم دیا ہے[1]۔

۲۹۵ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

ایک مسلمان نے کسی ذمی کو مار ڈالا، ابوموسیٰؓ نے اس کی اطلاع خلیفہ کو دی اور پوچھا کہ قاتل کو کیا سزا دی جائے تو یہ جواب دیا:۔

اگر قاتل نے طیش میں آ کر قتل کیا ہو تو اس سے چار ہزار درہم تاوان لے کر مقتول کے وارثوں کو دلوا دو اور اگر وہ پیشہ ور ڈاکو ہو تو اُسے قتل کر دو[2]

(یہ خط ابو عبید بن جراح کے نام پہلے بیان ہو چکا ہے -

۲۹۶ - خط کی دوسری شکل -

اگر قاتل پیشہ ور ہو تو اُسے قتل کر دو اور پیشہ ور نہ ہو تو اسے قتل نہ کرو (بلکہ اس سے خونبہا دلوا دو[3])

۲۹۷ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام -

ابوموسیٰ اشعریؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ مسلمان بوقت اشتعال فارسیوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیتے ہیں، ان کا خونبہا کتنا دلوایا جائے؟ عمر فاروقؓ نے جواب دیا:۔

فارسی غلام ہیں، ان کے مقتول کا خونبہا ایک غلام کی قیمت کے برابر مقرر کر دو[4]

---

[1] کنز العمال ۲/ ۱۵۱، [2] بیہقی ۸/ ۳۲، کنز العمال ۷/ ۳۰۴ (تقدیم و تاخیر نیز اختلاف متن کے ساتھ)

[3] بیہقی ۸/ ۳۲ یہودی اور عیسائی کی دیت عمر فاروقؓ نے مسلمان کی دیت سے نصف مقرر کی تھی یعنی دو ہزار روپے (چار ہزار درہم)، کنز العمال ۷/ ۳۰۴، ۳۰۶، تفسیر طبری (مصر) ۵/ ۲۱۳ [4] کنز العمال ۷/ ۳۰۴- اس وقت بصرہ میں غلام کی قیمت تین سو روپے (چھ سو درہم) تھی

۲۹۸ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

میں چاہتا تھا کہ جب کوئی شخص ایک نشست میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدے تو میں انہیں ایک طلاق قرار دوں لیکن چونکہ لوگ طلاقوں میں فرق مراتب رکھنا چاہتے ہیں میں انہیں اس حق سے محروم نہیں کر سکتا، پس جو شخص جس نوعیت کی طلاق دے تم اسی طرح اسے نافذ کر دو۔ اگر وہ اپنی بیوی سے کہے۔ تو میرے اوپر حرام ہے تو وہ حرام ہو جائے گی جو کہے، تو بائنہ ہے تو وہ بائنہ ہو جائے گی اور جو کہے، تجھے تین طلاقیں دیتا ہوں تو اس پر تین طلاقیں پڑ جائیں گی[۱]

۲۹۹ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

مُجاشع بن مسعود سُلمیؓ بصرہ کی ایک ممتاز شخصیت تھے، سالارِ فوج کی حیثیت سے ابتدائی فتوحات میں انہوں نے نمایاں حصّہ لیا تھا، اہواز کے بعض اضلاع کے کلکٹر بھی رہے تھے، ان کی بیوی خُضَیرا نے اپنے گھر میں پردے آویزاں کئے، کسی نے خلیفہ سے پردوں کی شکایت کر دی، انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا:۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خُضَیرا نے اپنا گھر پردوں سے مزیّن کیا ہے، میرا خط پا کر انہیں پھاڑ ڈالو، خدا اس گھر کو رسوا کرے[۲]

۳۰۰ - خط کی دوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بصرہ کی ایک عورت نے اپنے گھر میں پردے لٹکائے ہیں جس طرح خانۂ کعبہ میں لٹکائے جاتے ہیں، تاکید ہے کہ میرا خط پڑھتے ہی کسی کو اس عورت کے گھر بھیج کر پردے پھڑوا دو[۳]

۳۰۱ - مُجاشع بن مسعودؓ کے نام۔

(کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خط براہِ راست خضیرا یا شمیلہ کے شوہر مجاشع بن مسعودؓ کے نام تھا) مجھے خبر ملی ہے کہ خضیرا نے اپنا گھر پردوں سے

---

[۱] کنز ۵/۱۹۳ [۲] کنز العمال ۷/۱۴۶، انساب الاشراف بلاذری (مصر ا/۱۳۶) [۳] منمق ابن حبیب بغدادی (حیدرآباد ہند ۱۹۶۴ء) ص ۲۵۱ اور تاج العروس میں عورت کا نام شمیلہ (بنت ابی جناوہ بن ابی ازہر دوسی) کلبند

آراستہ کیا ہے جس طرح خانہ کعبہ آراستہ کیا جاتا ہے۔ تمہیں قسم ہے کہ میرا خط پڑھتے ہی سب پردے پھاڑ ڈالو۔[1]

۲۰۲- ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

ایک عرب عمر فاروقؓ کے پاس آیا اور بولا:۔ امیر المومنین، النّازعات غرقاً کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے پوچھا:۔ تم کون ہو؟ نو وارد:۔ میں بصرہ کا باشندہ ہوں میرا تعلق قبیلۂ تمیم کی شاخ بنو سعد سے ہے! عمر فاروقؓ:۔ اچھا تو تو ایک اجڈ قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں تیرے گورنر کو ایسا خط لکھتا ہوں جو تو ناپسند کرے گا، یہ کہہ کر انہوں نے اسے اتنے زور سے دھکا دیا کہ اس کی ٹوپی گر گئی اور اس کے لمبے گھنے بال کھل گئے، عمر فاروقؓ:۔ اگر تیرے بال منڈے ہوتے تو مجھے تیرے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہ تھی، پھر یہ خط ابو موسیٰؓ کو لکھا:۔

اصبغ بن علیم[2] تمیمی کار آمد باتوں (قرآن کی واضح آیات) کو چھوڑ کر غیر ضروری اور دور از کار باتوں (مشکلات و متشابہات قرآن) کے پیچھے پڑ گیا ہے میرا یہ خط جب وصول ہو تو سارے مسلمان اصبغ کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دیں، اگر وہ بیمار ہو تو کوئی اس کی عیادت کو نہ جائے، اگر اس کا انتقال ہو تو کوئی اس کے کفن دفن میں شریک نہ ہو۔[3]

ایک دوسری روایت کے مطابق صبیغ تمیمی عمر فاروقؓ کے پاس آیا اور بولا:۔ الذاریات ذرواً کا کیا مطلب ہے؟ عمر فاروقؓ:۔ ذاریات کے معنی ہیں ہوائیں۔ اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ معنی نہ سنے ہوتے تو اپنی طرف سے نہ کہتا۔ صبیغ:۔ والحاملات وقراً کا کیا مطلب ہے؟ عمر فاروقؓ:۔ حاملات کے معنی ہیں بادل، اگر میں نے رسول اللہ کی زبان سے یہ معنی نہ سنے ہوتے تو اپنی طرف سے نہ کہتا، صبیغ:۔ والمقسمات امراً کا کیا مفہوم ہے؟ عمر فاروقؓ:۔ مقسمات کی تفسیر ہے ملائکہ، اگر میں نے

---

[1] بیہقی شعب (ق)، کنز العمال ۷/۱۲۶ [2] صبیغ بن عسل ابن حجر ۲/۱۹۸ [3] کنز العمال ۱/۲۲۹-۲۳۰

رسول اللہ کی زبان سے یہ تفسیر سنی ہوتی تو اپنی طرف سے ایسا نہ کہتا، اس کے بعد عمر فاروق رضی نے صبیغ کے سو کوڑے لگوائے اور ایک کوٹھڑی میں بند کروا دیا۔ جب اس کے زخم ٹھیک ہوگئے تو اُسے بلایا اور مزید سو کوڑے لگوائے، پھر اسے ایک اونٹ پر بٹھایا اور ابو موسیٰ رض کے نام ایلچی کو یہ خط دے کر اسے بصرہ بھیجدیا۔

لوگوں کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی ممانعت کر دو[1] (اور اس کا سالانہ وظیفہ بند کر دو۔ (ابن حجر ۲/۱۹۸) اور اس کے ساتھ خرید و فروخت بند کر دو۔ (ابن جوزی ص۹۳)

زیادہ دن تک صبیغ سوشل بائیکاٹ برداشت نہ کر سکا، اس نے گورنر کے پاس آکر توبہ کی کہ آئندہ قرآن کے مشکل الفاظ کی کھوج نہیں کرے گا، گورنر نے خلیفہ کو مطلع کیا کہ صبیغ نادم ہے اور پھر کبھی قرآن کے استعارات و کنایات کے بارے میں سوالات نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ عمر فاروق رض نے لکھا۔

میرا خیال ہے کہ صبیغ نے جو کہا سچے دل سے کہا ہے اب اسے لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دیدی جائے[2]

۲۰۳ - ابو موسیٰ اشعری رض کے نام۔

نماز ظہر اس وقت پڑھو جب سورج بیچ آسمان سے ہٹ جائے، عصر اس وقت جب سورج ڈھلنے لگے لیکن ہنوز روشن ہو، مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے، عشا اس وقت جب شفق چھپ جائے عشا کی نماز آدھی رات تک پڑھی جا سکتی ہے اس سے زیادہ دیر کرنا مناسب نہیں، نماز فجر اس وقت پڑھو جب ستارے روشن اور گھنے ہوں، فجر کی قرأت لمبی ہونی چاہیئے، یہ بات یاد رہے کہ دو نمازوں کا بلا عذر جمع کرنا گناہِ کبیرہ ہے[3]

۲۰۴ - خط کی دوسری شکل۔

---

[1] کنز العمال ۱/۲۲۶ [2] ایضاً۔ ابن حجر ۲/۱۹۹ (خط کا صرف دوسرا جملہ) [3] کنز العمال ۴/۱۸۱

نماز ظہر پڑھو جب سُورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے، عصر جب سورج روشن اور تابناک ہو، مغرب جب سورج غروب ہوجائے عشاء شفق غائب ہونے کے بعد آدھی رات تک یہی مسنون طریقہ ہے۔ فجر کی نماز اس وقت پڑھو جب اندھیرا ہو اور نماز میں قرأت لمبی ہونی چاہیئے[1]

۳۰۵ ۔ خط کی تیسری شکل۔

نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب سورج بیچ آسمان سے ذرا ہٹ جائے عصر اس وقت جب سورج تابناک ہو اور اس میں زردی نہ آئی ہو، مغرب اس وقت جب سُورج چھپ جائے، عشاء کی نماز نیند نہ آنے تک مؤخر کی جاسکتی ہے، فجر کی نماز اس وقت ادا کرو جب ستارے نمودار ہوں اور اس میں طوال المفصل میں سے دو لمبی سورتیں تلاوت کرو۔[2]

۳۰۶ ۔ خط کی چوتھی شکل۔

گورنروں کے نام۔

میری نظر میں تمہارا سب سے اہم فرض نماز ہے جو اس فرض کو پابندی سے ادا کرے گا۔ وہ اپنا دین محفوظ رکھے گا اور جو اس اہم فرض سے بے توجہی برتے گا وہ یقیناً کم اہم فرائض سے اور زیادہ غفلت برتے گا ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب سورج میں کھڑی عمودی چیز کا سایہ خود اس کے برابر ہوجائے نماز عصر اس وقت پڑھو جب سورج تابناک اور روشن ہو، عصر کے وقت میں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ ایک اونٹ سوار دو یا تین فرسخ[3] مسافت طے کرلے، نماز مغرب اس وقت پڑھو جب سورج غروب ہوجائے۔ نماز عشاء غروب شفق سے لے کر تہائی رات تک پڑھ سکتے ہو۔ نماز عشاء پڑھے بغیر جو سوئے خدا کرے اسے کبھی سونا نصیب نہ ہو، کبھی نصیب نہ ہو، کبھی نصیب نہ ہو، فجر اس وقت

---

[1] کنز العمال ۴/ ۱۰۷، [2] ایضاً، ازالۃ الخفاء ۲/ ۹۲ [3] فرسخ ۳/۱ ۲ میل۔

پڑھو جب ستارے روشن اور گھنے ہوں۔ نماز فجر کے وقت جو سوئے خدا کرے اسے کبھی سونا نصیب نہ ہو[1]۔

۳۰۷ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام

مغرب کی نماز میں قصار مفصل، عشاء کی نماز میں اوساط مفصل، اور فجر کی نماز میں طوال مفصل تلاوت کیا کرو[2]۔

۳۰۸ - ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مجھے ان لوگوں کے نام لکھ بھیجو جنہیں قرآن یاد ہے[3]۔

۳۰۹ - خط کی دوسری شکل۔

چھاؤنیوں کے گورنروں کے نام۔

مجھے ان سب لوگوں کی ایک فہرست لکھ بھیجو جنہیں قرآن یاد ہو تاکہ میں ان کا امتیازی وظیفہ (۲۵۰۰ درہم سالانہ) مقرر کردوں اور انہیں اسلامی قلمرو میں تعلیم دینے بھیجوں[4]۔

۳۱۰ - ابوموسیٰ اشعریؓ اور حفاظ قرآن کے نام۔

ابوموسیٰ اشعریؓ نے بصرہ کے تین سو سے اوپر حافظوں کی فہرست بھیجی تو عمر فاروقؓ نے ان کے نام یہ خط لکھا :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر کی طرف سے عبداللہ قیس اور حفاظ قرآن کے نام، سلام علیکم، واضح ہو کہ یہ قرآن تمہارے لئے باعث اجر و شرف ہونے والا ہے لہٰذا اس کی تعلیم پر عمل کرو اور اسے اپنے مقاصد کا آلۂ کار نہ بناؤ جو قرآن کو اپنا قائد و متبوع بنائے گا قرآن اسے جنت کے باغوں کی سیر کرائے گا۔ قرآن کو خدا کے حضور میں تمہارا سفارشی ہونا چاہیے نہ کہ تمہارے خلاف شکایتی کیونکہ قرآن جس کا سفارشی ہوگا وہ جنت میں جائیگا

---

[1] موطا امام مالک ص۱۰، [2] مدونۃ الکبریٰ ۱/۴۰ (مسافت طے کرنے تک) بیہقی ۱/۲۲۵ - ۲۲۶،
[3] کنز العمال ۴/۲۰۶ [4] ابن سعد ج ۲، قسم اول ص۱۱۲ [5] کنز العمال ۱/۲۱۷

اور قرآن خدا سے جس کی شکایت کرے گا وہ دوزخ میں جلے گا، یاد رہے کہ یہ قرآن ہدایت کا چشمہ علم کا پھول اور رحمٰن کی تازہ ترین کتاب ہے اس کے ذریعہ خدا اندھی آنکھیں، بہرے کان اور بند دل کھول دیتا ہے، یاد رہے کہ جب خدا کا بندہ رات میں اٹھتا ہے اور مسواک کر کے وضو کرتا ہے پھر تکبیر نماز کہہ کر قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کا منہ چومتا ہے اور کہتا ہے پڑھو، پڑھو تم پاک وصاف ہو گئے، قرآن پڑھ کر تمہیں لطف آئے گا اور اگر رات میں اٹھنے والا بغیر مسواک کیے وضو کر لے تو فرشتہ اس کی نگرانی تو کرتا ہے لیکن منہ نہیں چومتا، خبردار، نماز میں قرآن خوانی ایسی ہے جیسے کسی کو چھپا ہوا خزانہ اور رکھی ہوئی دولت مل جائے۔ اس لئے جتنا زیادہ ہو سکے قرآن پڑھا کرو۔ نماز نور ہے، زکوٰۃ برہان، صبر روشنی روزہ ڈھال اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف ایک دلیل ہے پس قرآن کا احترام کرو اور اس سے بے اعتنائی نہ برتو کیونکہ خدا عزت کرتا ہے اس کی جو قرآن کی عزت کرتا ہے اور بے آبرو کر دیتا ہے اس کو جو قرآن کی بے حرمتی کرتا ہے، یاد رہے کہ جو قرآن پڑھے اور اسے یاد کرے اور پھر اس کے مطابق عمل کرے ایسے شخص کی دعا، خدا قبول کرتا ہے۔ اگر دعا کرنے والا چاہے تو خدا دنیا میں اس کی دعا پوری کر دیتا ہے ورنہ اس کی مانگی ہوئی چیز آخرت کے لئے جمع ہو جاتی ہے، یاد رہے کہ خدا کا انعام بہترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ ان لوگوں کو نصیب ہو گا جو صاحب ایمان ہیں اور اپنے مالک پر بھروسہ کرتے ہیں۔[1]

۳۱۱ ۔ ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام ۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بہت سے لوگوں کو ایک ساتھ ملاقات کے لئے بلا لیتے ہو، میرا خط پڑھ کر اس طریقہ پر عمل کرو: سب سے پہلے معزز لوگوں

---

[1] کنز العمال ۱/ ۲۱۴ ۔

اہلِ قرآن اور اہلِ تقویٰ کو بلاؤ اور جب یہ لوگ (تمہاری مجلس میں) بیٹھ جائیں تو عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو ورنہ کام اتنا بڑھ جائے گا کہ تم سمیٹ نہ سکو گے، من مانی (ھویٰ) سے بچے رہو۔ من مانی، دنیا پرستی اور کینہ پروری ایسی برائیاں ہیں جن میں کثرت سے لوگ مبتلا ہیں، محاسبۂ نفس کرو جب تم معاش کی طرف سے بے فکر ہو کیونکہ جو خوش حالی میں محاسبۂ نفس کرتا ہے اس کا انجام خوش کن ہوتا ہے اور جو زندگی کی رنگ رلیوں میں پڑا اور خواہشات کا متوالا بنا اس کا انجام ندامت اور حسرت کے سوا کچھ نہیں[1]

اس کے بعد جو عبارت ہے اس کا ترجمہ دو قائم بالذات خطوں (۲۰۳۹م) کی صورت میں پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۱۲ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

جس (حاکم) کی نیت پاک و صاف ہوتی ہے خدا تعالیٰ رعایا کے ساتھ اس کے معاملات خود سلجھا دیتا ہے اور جو حاکم رعیت کے ساتھ ریاکاری سے پیش آتا ہے۔ خدا اسے رسوا کر دیتا ہے،

فما ظنك بثواب عند الله فی عاجل رزقه و خزائن رحمته والسلام[2]۔

۲۱۳ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک غیر مبینہ قوم یا مذہب کی لونڈی پسند تھی اور وہ اسے خریدنا چاہتے تھے، انھوں نے لونڈی کے بارے میں خلیفہ سے مشورہ کیا تو یہ فرمان آیا۔

ایسی لونڈی مت لو جس کا تعلق ان عورتوں سے ہو کیونکہ یہ زنا کو

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۹۸، ابن ابی الحدید ۳/۱۱۹، کنز العمال ۳/۱۹۶ (عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو تک) ۸/۲۰۸ (احتساب نفس کرو سے آخر تک)، ابن جوزی ص۹۶ [2] یہ جملہ چونکہ اپنے ماقبل سے بے ربط ہے اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا، حلیۃ الاولیاء ۱/۵۰، ابن جوزی ص۹۵۔

عار نہیں سمجھتیں ، خدا نے شرم و حیا ان کے چہروں سے ایسی سلب کر لی ہے جیسے کتوں کے چہروں سے ، بہتر ہے کہ تم کوئی عرب لونڈی خرید لو۔ وہ تمہارا خیال رکھے گی اور دل سے تمہارے بچوں کی بھی دیکھ بھال کریگی [1]

۲۱۴۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام ۔

ضروری نہیں کہ جس کی عمر زیادہ ہو وہ دانشمند اور باشعور بھی ہو، دانشمندی عطیۂ خداوندی ہے ، خدا جسے چاہتا ہے دیتا ہے ، اس لئے گھٹیا اور نامناسب عادات و اطوار سے بچتے رہو [2]

۲۱۵۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام ۔

فصل مقدمات کے وقت نہ تو بیچو نہ خریدو ، نہ خرید و فروخت کی بات طے کرو ، نہ کسی کی جائیداد کی دلالی کرو۔ نہ رشوت لو اور نہ غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کا مقدمہ فیصل کرو [3]

اس سے مماثل خط پہلے قاضی شریح کے نام بھی پیش کیا جا چکا ہے۔

۲۱۶۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام ۔

واضح ہو کہ فصل مقدمات ایک فریضہ اور ایک ایسی سنت ہے جس کی پیروی ہوتی رہی ہے ، جب کوئی مقدمہ تمہارے پاس آئے تو اس کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھو (اور جب صحیح فیصلہ سوجھ جائے تو اسے نافذ بھی کردو) کیونکہ زبانی فیصلہ بے سود ہے جب تک اُسے نافذ نہ کیا جائے ، مدعی اور مدعا علیہ کے ساتھ ایک سا برتاؤ کرو کسی فریق سے پاس بٹھانے ، التفات دکھانے یا انصاف کرنے میں کوئی امتیاز نہ برتو ، تاکہ با اثر آدمی یہ توقع نہ کرے کہ تم اس کے ساتھ رعایت کروگے اور غریب کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ اس کے ساتھ بے انصافی سے پیش آؤگے ، مدعی سے گواہ مانگے جائیں اور مدعا علیہ سے قسم لی جائے مسلمانوں

---

[1] کنز العمال ۸/۵ ۴ [2] ایضاً ۸/۲۲۵ [3] کنز العمال ۳/۱۶۵۔

کے درمیان صلح کرانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے قرآن کا کوئی قانون نہ ٹوٹے، اگر آج تم کوئی فیصلہ کرو اور بعد میں (غور و خوض کر کے) اس سے بہتر فیصلہ تمہیں سوجھے تو پہلے فیصلہ کو رد کر سکتے ہو۔ اس لئے کہ حق ازلی ہے اور اس کی طرف رجوع کرنا غلطی پر اڑے رہنے سے بہتر ہے، خوب خوب غور کرو اس قضیہ پر جو تمہارے دل میں خلش پیدا کئے ہوئے ہو اور جس کا حل قرآن و سنت میں تمہیں نہ ملے۔ ایسے مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین کرو جس میں کوئی وجہ مشابہت ہو اور ایسے ملتے جلتے مسائل سے ملتے جلتے فیصلے اخذ کرو۔ ان فیصلوں میں سے جس کے بارے میں تم سمجھو کہ انصاف سے قریب تر ہوگا اور خدا کو سب سے زیادہ پسند بھی اسے اختیار کر لو، کوئی شخص اگر اپنا دعویٰ ثابت کرنے یا گواہ فراہم کرنے کے لئے مہلت مانگے تو اسے مہلت دو اور اگر میعاد مقررہ میں وہ گواہ پیش کر دے تو اس کا حق دلوا دو ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو، یہ بہترین طریق کار ہے جس سے فریقین کی نظر میں نہ تو تمہاری غیر جانبداری مشتبہ ہوگی اور نہ انہیں تمہارے فیصلہ پر اعتراض کا موقع رہے گا۔ ہر مسلمان کو گواہی دینے کا حق ہے الا یہ کہ کسی سنگین جرم میں کوڑوں کی سزا بھگت چکا ہو یا جھوٹی شہادت کے لئے بدنام ہو یا (اگر آزاد کردہ غلام ہے تو) اس پر غلط آقا کی طرف خود کو منسوب کرنے یا (آزاد ہے تو) غلط حسب نسب بتانے کا الزام ہو، تمہاری چھپی بداعمالیوں (کی سزا) کا معاملہ خدا کے ہاتھ ہے، (دنیا میں قانونی) سزا سے بچنے کے لئے اس نے گواہی اور حلف ضروری قرار دیا ہے۔ خبردار، انصاف کرتے وقت، انصاف جو خدا کے انعام اور اچھی شہرت کا موجب ہے، تمہارے دل میں اہل مقدمہ سے اکتاہٹ، خفگی یا چڑچڑاپن پیدا نہ ہو اور نہ برحق فیصلہ کرنے میں جس سے اجر ملتا ہے اور ناموری حاصل ہوتی ہے فریقین

کیساتھ بدمزاجی سے پیش آؤ۔ کیونکہ جو خدا سے اپنے معاملات میں سچا اور مخلص ہوتا ہے خدا لوگوں سے اس کے معاملات ٹھکانے لگا دیتا ہے اور جو لوگوں کے سامنے ریاکرتا ہے خدا اسے رسوا اور خوار کر دیتا ہے۔[1]

۲۱۷۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مجلس عدالت میں (اہل مقدمہ سے) نہ تو اکتاؤ، نہ غصہ ہو، نہ بے چینی اور چڑچڑاپن ظاہر کرو اور جب مدعی و مدعی علیہ تمہارے پاس بیٹھیں اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر زیادتی کرنا چاہے تو اسے سزا دو۔[2]

۲۱۸۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

اگر تم نے کوئی فیصلہ دیا ہو پھر زیادہ غور و خوض سے تمہیں بہتر فیصلہ سوجھے تو پہلا فیصلہ منسوخ کرنے میں تمہیں تردد نہ ہونا چاہیئے کیونکہ حق ازلی ہے اور اسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی اور حق کی طرف رجوع کرنا غلطی پہ جمے رہنے سے بہتر ہے۔[3]

۲۱۹۔ ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام۔

صبر کا دامن پکڑ لو، یاد رکھو کہ صبر دو قسم کا ہوتا ہے، ایک اعلیٰ اور ایک اس سے کم درجہ کا مصیبتوں میں صبر کرنا اچھا ہے لیکن ان امور سے بچنا جن سے خدا نے روکا ہے اعلیٰ صبر ہے یاد رہے کہ صبر ایمان کا ستون ہے اور یہ اس لیے کہ خوف خدا (تقویٰ) سب سے افضل بھلائی ہے اور خوف خدا

---

[1] دارقطنی ص ۵۱۲، ابن قتیبہ عیون ۱/۶۶، بلاذری انساب (ق) ۹/ ۲۲۳، جاحظ ۲/۱۳۲، ابن عبد ربہ ۱/۴۶، ابن ابی الحدید ۳/۱۱۹، کامل مبرد (لیپزک ۱۸۶۴ء) ۱/۹، نویری ۶/۲۵۷، ادب القاضی (ق) (ابوزید سمعانی قلمی رقم (۶۲۹) ۱۰۸۱۲ دارالکتب یونیورسٹی لائبریری قاہرہ) ابن قیم مصر ص ۲۱۷، سرخسی ۱۶/۶۰-۶۵، بیہقی ۱۰/۱۰۶ (صرف آخری حصہ) زیلعی ۴/۸۱، ۸۲، ابن جوزی ص ۱۳۵ مسند عبدالرزاق (رقم (۹۲۲) ۲۹۰۲۹ از یونیورسٹی لائبریری)، قلقشندی ۱/۱۹۳-۱۹۴، ابن خلدون مقدمہ (مصر) ۱/۱۸۴، کنزالعمال (خط کا بیشتر حصہ) ۳/۱۲۴، ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۹،

[2] ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۱۹ [3] ایضاً ۲/۱۱۹۔

صبر ہی کے ذریعہ ممکن ہے[1]۔

۲۲۰۔ عثمان بن ابی العاص ثقفی رضؓ کے نام۔

رسول اللہ نے انہیں طائف کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مخلص اور اولوالعزم حاکم تھے۔ انہی کی کوشش کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ کی وفات پر جب ردّہ کی آندھی چلی تو طائف کے باشندے مرتد نہیں ہوئے۔ ۱۵ھ میں عمر فاروق رضؓ نے انہیں عمان اور بحرین کا گورنر مقرر کیا، انہوں نے اپنے بھائی کو بحرین بھیجا اور خود عمان کا رُخ کیا جہاں ہندوستان سے جہاز آیا کرتے تھے، یہاں بہت سے ایسے لوگ تھے جو ہندوستان اور سندھ کے ساحلی علاقوں کا سفر کر چکے تھے اور وہاں فتوحات کرنے کے خواہشمند تھے، غالباً ان ہی کی ترغیب پر عثمان بن ابی العاص رضؓ نے ایک بیڑا تھانہ پر یلغار کے لئے بھیجا جو بمبئی کے قریب شمال میں ایک بڑا تجارتی بندرگاہ تھا اب اور بھی ہے اور دوسرا بیڑا اپنے بھائی حکم کی قیادت میں دیبل (موجودہ کراچی) پر حملہ کرنے روانہ کیا، دونوں بیڑے کوئی شہر یا علاقہ فتح کئے بغیر لیکن تھوڑا سا مال غنیمت حاصل کر کے واپس آگئے اس بحری اقدام کی اجازت خلیفہ سے نہیں لی گئی تھی، جب انہیں اس کا علم ہوا تو وہ سخت برہم ہوئے اور عثمانؓ کو لکھا۔

ثقیف کے بھائی، تم نے کیڑوں کو لکڑی پر سوار کیا (مسلمانوں کو کشتیوں میں سفر کرا کے سمندری خطروں میں ڈالا) بخدا اگر مسلمان تباہ ہو جاتے تو اتنی ہی تعداد میں تمہارے قبیلہ کے لوگوں کو گرفتار کر لیتا۔[2]

۲۲۱۔ عثمان بن ابی العاصؓ کے نام۔

۱۹ھ یا ۲۰ھ میں عمر فاروقؓ کے حکم سے عثمان بن ابی العاص رضؓ نے صوبہ فارس[3] پر فوج کشی کی اور اس کا جزوی حصہ پامال کر ڈالا۔ غالباً ۲۲ھ میں مرکزی طرف سے ان کی مدد کے لئے ابو موسیٰ اشعریؓ کی کمان میں بصرہ سے ایک فوج آئی اور اس کے ساتھ یہ فرمان :-

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/ ۴۰ [2] بلاذری ص ۴۳۲ [3] خلیج فارس سے متصل ایران کا جنوبی صوبہ۔

عبد اللہ امیر المومنین کی طرف سے عثمان بن ابی العاص رض کو سلام علیک
واضح ہو کہ میں نے عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ) کو تمہاری مدد کے لئے بھیجا
ہے ۔جب وہ تمہارے پاس پہنچیں۔ تو کل فوج کے سالارِ اعلیٰ تم ہو گے
باہمی اتفاق و اتحاد سے کام کرنا۔[1]

۲۲۲ - عثمان بن ابی العاص رض کے نام -

نصر بن حجاج مدینہ کا ایک خوبرو جوان تھا جسمانی حسن کے علاوہ اس کے گھنے لمبے بال خاص طور پر دل کش تھے ،جدھر چلا اس پر نظریں ٹک جاتیں ، مدینہ کی ایک عورت نے اپنے شعر میں نصر کا پر اشتیاق ذکر کیا ، عمر فاروق رض کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے نصر کو بلایا اور اس کے لمبے ریشمی بال کٹوا دیئے لیکن اب بھی اس کا حسن کرشمہ ساز کم نہ ہوا ، عمر فاروق نے اسے مدینہ سے بصرہ جلا وطن کر دیا وہاں مجاشع بن مسعود رض کی حسین بیوی خضیرا یا شمیلہ سے جس کے پردے عمر فاروق نے پھٹوا دیئے تھے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے ، اسے محبت ہو گئی ، گورنر بصرہ ابو موسیٰ رض نے نصر کی شہر میں بود و باش مناسب نہیں سمجھی اور اسے مشورہ دیا کہ جہاد کے لئے فارس چلا جائے ، نصر فارس چلا گیا جہاں عثمان بن ابی العاص رض فتوحات میں مصروف تھے ، کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک بڑے فارسی زمیندار کی لڑکی نصر پر فریفتہ ہو گئی یا نصر اس پر ، عثمان رض نے نصر کو فارس سے نکالنے کی دھمکی دی تو نصر نے کہا ، اگر تم نے ایسا کیا تو میں دار الحرب چلا جاؤں گا ۔ اس دھمکی کی خبر عمر فاروق رض کو ہوئی تو انہوں نے عثمان کو لکھا :۔

نصر کے بال کاٹ دو ۔ اس کی قمیص اتنی اونچی کر دو کہ پنڈلیاں کھل
جائیں اور اسے کسی وقت مسجد سے باہر نہ جانے دو ۔[2]

۲۲۴ - ابو موسیٰ اشعری رض کے نام -

سوئی ہوئی عورت کے ساتھ کسی نے بدفعلی کی اس واقعہ کی رپورٹ کرتے ہوئے

---

[1] استیعاب ۲/۴۸۴ ، بلاذری ص ۳۸۰ [2] ابن عساکر ۵/۱۰۴ - ۲۰۴ ، ابن حجر ۳/۵۷۹

ابو موسیٰ اشعریؓ نے عمر فاروقؓ سے دریافت کیا کہ عورت کو سزا دی جائے یا نہیں، تو یہ جواب دیا:-

وہ تہامی[1] تھی اور سونے لیٹ گئی تھی۔ کبھی سوتی عورتوں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے[2] عورت کو کوئی سزا نہیں دی گئی۔

۳۲۴ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

اپنی قلمرو کی مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ زیورات کی زکوٰۃ نکالیں[3]۔

مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۲۷۹) میں یہ الفاظ زیادہ ہیں:- ولا یجعلن الھدیۃ والزیادۃ تقادصا بینھن۔

۳۲۵ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

میں نے غاضرہ بن عروہ عنبری کی معرفت کچھ کاغذ بھیجے ہیں، اگر وہ فلاں تاریخ تک تمہارے پاس پہنچ جائے تو اُسے سو روپے (دو سو درہم) دیدینا اور اگر اس تاریخ کے بعد آئے تو کچھ نہ دینا اور مجھے لکھنا کہ وہ کس دن پہنچا[4]

۳۲۶ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام۔

مشہور ہجو گو شاعر حطیہ نے ابو موسیٰؓ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا، انہوں نے اپنی حیثیت کے شایانِ شان اسے عطیہ دیا، عمر فاروقؓ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایک پُر ملامت خط بھیجا، ابو موسیٰؓ نے اپنی برأت کے لئے خلیفہ کو مطلع کیا کہ عطیہ دیکر میں نے اپنی عزت آبرو بچالی ہے مجھے خطرہ تھا کہ اگر میں نے شاعر کو خوش نہیں کیا تو وہ میری ہجو کردے گا، خلیفہ اس صفائی سے مطمئن ہوگئے اور لکھا:-

تم نے اچھا کیا اگر عزت و آبرو کی خاطر عطیہ دیا اور تمہارے دل میں اپنی تعریف سے خوش ہونے یا فخر و مباہات کا جذبہ کارفرما نہیں تھا[5]

۳۲۷ - ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام

---

[1] تہامہ کی رہنے والی، حجاز کے جنوب میں ساحل سمندر سے متصل نہایت گرم علاقہ کا نام تہامہ تھا۔ [2] کنز العمال ۴/۸۷ [3] بیہقی ۴/۱۳۹ [4] ابن سعد ۷/۱۲۶ [5] اغانی ۲/۵۱

ہجرت کے اکیسویں سال حجاز میں سخت قحط پڑا جو عام رمادہ کے نام سے مشہور ہے۔ ساٹھ ہزار عرب بھوک سے بیتاب ہوکر صحراؤں سے نکل پڑے اور مدینہ آکر خلیفہ کو اپنی مصیبت سے آگاہ کیا، عمر فاروقؓ نے عراق، شام کے گورنروں کو غلہ کے لئے جو ارجنٹ مراسلے بھیجے ان میں سے ذیل کا ابوموسیٰ کے نام تھا:۔

عرب (قحط کی وجہ سے) موت کے منہ میں ہیں، بلا تاخیر میرے پاس غلہ بھیجو۔[۱]

۲۲۸۔ جزءؓ بن معاویہؓ کے نام۔

جزء بن معاویہ مشہور دانائے عرب احنف بن قیس کے چچا اور اہواز کے ضلع سُرّق یا مُناذر کے کلکٹر تھے:۔

تمہارے علاقہ میں جو پارسی ہوں ان سے جزیہ وصول کرو، عبدالرحمٰن بن عوف نے مجھے بتایا ہے کہ رسول اللہؐ نے ہجر کے فارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔[۲]

سُرّق اور مناذر ۲۱ھ کے لگ بھگ فتح ہوئے تھے، ان سے کئی برس پہلے ۱۲ھ میں خالد بن ولید اور مثنیٰ بن حارثہؓ نے دجلہ وفرات کے دہانہ اور حیرہ کے نوح میں جو فارسی علاقہ فتح کیا تھا اس پر جزیہ لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد ۱۴ھ یا ۱۵،۱۶ھ میں بعہد عمر فاروقؓ جب عراق فتح ہوا تب بھی مفتوح فارسیوں کو ذمی قرار دے کر ان سے جزیہ وصول کیا گیا تھا۔ ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ مناذر اور سُرّق پر اسلامی تسلط سے کئی سال پہلے ہی فارسیوں کو ذمیوں کا درجہ مل چکا تھا اور خط کی تصریح صحیح نہیں ہے۔

۲۲۹۔ جزءؓ بن معاویہؓ کے نام۔

ہر جادوگر اور جادوگرنی کی گردن مار دو۔[۳]

---

[۱] ابن سعد ۳/۱۱۰ [۲] دارقطنی ص۲۲۶، جامع ترمذی (ہند) ص۲۴۲ [۳] ابن سعد ۷/۱۳۰، شافعی ۱/۲۲۰، ازالۃ الخفاء ۲/۱۲۵۔

۲۳۰۔ خط کی دوسری شکل۔

جزء بن معاویہؓ کے سیکرٹری بجالہ بن عبدہ کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے یہ مراسلہ بھیجا۔

ہر جادوگر کی گردن ماردو (وہ سارے نکاح جو پارسیوں نے ذی محرموں سے کئے ہوں منسوخ کر دیئے جائیں) اور ذی محرم شوہر اور بیوی کو الگ کر دیا جائے، انہیں کھانا کھاتے وقت گنگنانے سے بھی روکو۔[۱]

۲۳۱۔ خط کی تیسری شکل۔

تمہارے علاقہ میں جو پارسی ہوں انہیں دعوت دو کہ ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے شادی کرنا چھوڑ دیں اور سب مل کر کھانا کھایا کریں، اگر وہ ایسا کریں گے تو ہم انہیں اہل کتاب کا درجہ دیدیں گے۔ اس کے علاوہ ہر جادوگر اور کاہن کی گردن مار دو۔[۲]

۲۳۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مصر کی تاریخ فتح اور اس پر فوج کشی کے بارے میں تاریخ اسلام کے راویوں کے درمیان بڑا اختلاف ہے سیف بن عمر کی رائے ہے کہ مصر کے دونوں سب سے بڑے شہر بابلیون (جو بعد میں فسطاط کہلایا) اور اسکندریہ (پایۂ تخت) سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوئے واقدی کی رائے ہے کہ بابلیون اور اسکندریہ سنہ ۲۰ھ میں فتح ہوئے، ابن اسحاق کی رائے کے مطابق بابلیون اور اس کے آس پاس کا علاقہ سنہ ۲۰ھ میں فتح ہوا اور اسکندریہ سنہ ۲۱ھ یا سنہ ۲۲ھ میں، فوج کشی کے اسباب کے بارے میں چند آراء ہیں: سیف بن عمر کی رائے ہے کہ سنہ ۱۸ھ میں عمر فاروقؓ جب بیت المقدس (ایلیاء) کے صلحنامہ پر دستخط کرنے آئے ہوئے تھے تو انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو مصر فتح کرنے بھیجا۔[۳] دوسری رائے کا ماخذ فتوح مصر والاسکندریہ ہے جس کی غلط نسبت قاضی واقدی کی طرف کی جاتی ہے، اس کی رُو سے سنہ ۱۸ھ میں گورنر شام ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے خلیفہ کے حکم

۱؎ دارقطنی ص۲۳۶، ابو داؤد ۲/۳۰، ابن سلام ص۲۶، ابن حنبل ۱/۱۹۰-۱۹۱، کنز العمال ۲/۲۲۹

سے عمرو بن عاصؓ کو مصر فتح کرنے کی مہم سپرد کی تھی[۵]۔ تیسری رائے ہے کہ عمرو بن عاصؓ فلسطین سے خلیفہ کی بلا اجازت مصر فتح کرنے نکل کھڑے ہوئے اور جب خلیفہ کو اس اقدام کی خبر ہوئی تو انہوں نے فوراً ایک خط لکھا جو سرحد مصر سے پہلے عمروؓ کو موصول ہوا، وہ مضمون بھانپ گئے، اس لئے پڑھے بغیر بڑھے چلے گئے، جب سرحد پار ہوگئی تو خط کی مُہر توڑی، لکھا تھا:۔

عمر بن خطابؓ کی طرف سے عاص بن عاصؓ (نافرمان بن نافرمان) کے نام، واضح ہو کہ تم فوج کے ساتھ مصر کی طرف گامزن ہو جہاں بزنطی فوجیں بڑی تعداد میں موجود ہیں جبکہ خود تمہاری فوج ناکافی ہے، میری جان کی قسم، اگر اس فوج کی تباہی تمہاری نظر میں اپنے سگے بھائیوں کی تباہی کے برابر ہوتی تو یقیناً تم انہیں لے کر نہ نکلتے، اگر مصر کی سرحد تک نہ پہنچے ہو تو واپس آجاؤ[۶]۔

چوتھی رائے، جب عمرو بن عاصؓ بعض دوسرے عرب سالاروں کے ساتھ شام کے ساحلی قلعہ بند شہر قیساریہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو انہیں معلوم ہُوا کہ عمر فاروقؓ شام میں اسلامی فوج کے ہیڈ کوارٹر جابیہ آئے ہوئے ہیں، ان کا دل مصر پر چڑھائی کے لئے بیقرار تھا، انہوں نے اجازت کے لئے خلیفہ کو ایک خفیہ مراسلہ بھیجا اور ابھی اجازت آئی بھی نہ تھی کہ ایک رات اپنی فوج کے ساتھ مصر کی راہ لی، قیساریہ میں مقیم اسلامی فوج کے دُوسرے سالاروں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً عمر فاروقؓ کو مطلع کیا کہ عمروؓ چپکے سے مصر فتح کرنے نکل گئے ہیں ان کے پاس فوج ناکافی ہے۔ ہمارے خیال میں انہوں نے بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے، عمر فاروقؓ نے عمروؓ کو لکھا:۔

عاص بن عاص کے نام، واضح ہو کہ تم نے (مصر پر فوج کشی کر کے) اپنے

---

[۵] فتوح مصر وا لاسکندریہ، الائڈن ۱۹۲۰ء، ص ۵۶ [۶] ابن عبد الحکم ص ۵۸، کندی، کتاب الولاۃ و القضاۃ، بیروت ۱۹۰۸ء، ص ۸ ۔

ساتھی مسلمانوں کو خطرہ میں ڈال دیا ہے، میرا یہ خط اگر تمہیں سرحدِ مصر
پار کرنے سے پہلے موصول ہو تو لوٹ آؤ اور اگر سرحد پار کر گئے ہو تو پیش قدمی
جاری رکھو، میں تمہاری مدد کے لئے کمک بھیجوں گا۔

پانچویں رائے :۔ شام کی فتح کے بعد عمر فاروقؓ نے خود مصر پر چڑھائی کا منصوبہ
بنایا اور عمرو بن عاصؓ کو لکھا :۔

مسلمان نمازیوں کو مصر پر چڑھائی کی دعوت دو اور جو لوگ خوشی خوشی
تیار ہو جائیں انہیں لے کر چلدو۔

یہ خط لکھنے کے بعد عمر فاروقؓ کی عثمان غنیؓ سے ملاقات ہوئی تو اول الذکر نے انہیں
بتایا کہ میں نے عمروؓ کو مصر پر فوج کشی کا حکم دیا ہے۔ عثمان غنیؓ چونکے اور کہا کہ عمروؓ
نڈر اور بے دھڑک آدمی ہیں۔ اقتدار و امارت کے دلدادہ، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ
مصر کے حالات کا صحیح اندازہ کئے بغیر ناکافی فوج لے کر نکل کھڑے ہوں گے اور مسلمانوں
کو تباہی کے خطرات میں ڈال دیں گے خلیفہ یہ رائے سن کر پچھتائے اور عمروؓ کو لکھا :۔

اگر میرا یہ خط سرحدِ مصر پار کرنے سے پہلے وصول ہو تو جہاں سے چلے
ہو وہیں لوٹ آؤ اور اگر سرحد پار کر چکے ہو تو پیش قدمی جاری رکھو۔[1]

چھٹی رائے :۔ ۱۸ھ کے طاعون عمواس میں شام کے گورنر ابو عبیدہ بن جراحؓ
نے انتقال کیا، مرتے وقت انہوں نے معاذ بن جبلؓ کو اپنا جانشین بنایا، کچھ دن
بعد طاعون نے انہیں بھی آدبایا، بستر مرگ پر انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو اپنا جانشین
مقرر کیا، یہ تقرر عمر فاروقؓ نے رد کر دیا اور یزید بن ابی سفیان کو شام کی گورنری عطا
کی، عمرو بن عاصؓ کو عمر فاروقؓ کی یہ کارروائی قدرتی طور پر ناگوار گزری، اولوالعزم آدمی
تھے، اپنی صلاحیتوں کا پورا شعور رکھتے تھے اور گورنری کے خواہش مند تھے، شام اور
شام کی ماتحت سالاری سے ان کا دل کھٹا ہو گیا، نظر اٹھائی تو مصر کا میدان خالی پایا،
مصر کے جغرافیہ اور حالات سے بسلسلہ تجارت پہلے ہی سے واقف تھے چڑھائی

---

[1] ابن عبدالحکم ص ۵۶ [2] ابن عبدالحکم ص ۵۸-۵۷۔

کا منصوبہ بنا لیا اور ۱۸ھ میں جب عمر فاروقؓ طاعون میں ہلاک ہونے والے ہزاروں مسلمانوں کی میراث کے اُلجھے ہوئے مسائل سلجھانے جابیہ آئے ہوئے تھے تو انہوں نے اپنا منصوبہ پیش کرتے ہوئے کہا : میں مصر کے حالات اور وہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں، وہ بڑا دولت مند ملک ہے لیکن وہاں کے باشندے جنگ و قتال میں سخت بودے ہیں ۔ اگر آپ نے مصر فتح کر لیا تو مسلمانوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ عمر فاروقؓ نے اس تجویز کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا اور ایک نیا محاذ بنانا جب کہ فارس اور شام میں جنگ ہو رہی تھی مناسب نہ سمجھا۔ لیکن عمروؓ نے اپنی کوشش جاری رکھی اور کچھ ایسے سبز باغ دکھائے اور ایسی ایسی دلیلیں پیش کیں کہ خلیفہ کو اجازت دینا ہی پڑی ۔ انہوں نے چار ہزار اور بقول بعض ساڑھے تین ہزار فوج عمروؓ کی تحویل میں دی اور کہا : یہ فوج لے کر چلدو۔ میں استخارہ کرتا ہوں، اس کے بعد تمہیں خط لکھوں کہ لوٹ آؤ اور میرا خط پڑھتے وقت تم مصری سرحد میں داخل نہ ہوئے ہو تو لوٹ آنا اور اگر خط سرحد میں داخل ہونے کے بعد ملے تو مت لوٹنا ۔ باوجود تیز گامی کے ابھی عمروؓ سرحد سے ورے ہی تھے کہ خلیفہ کا خط آ گیا لیکن انہوں نے نامہ بر سے لیا نہیں اور دھاوے مارتے ہوئے مصر کے ایک سرحدی گاؤں میں داخل ہو گئے۔ یہاں خط کھولا اور سب کو سنایا اب کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ تھا کہ لوٹ چلو کیونکہ سرحد پار ہو چکی تھی۔[1]

۲۲۳ - سرحد مصر میں داخل ہو کر پہلا گاؤں جس پہ مسلمان قابض ہوئے عریش تھا اس کے بعد فرما کے ساحلی قلعہ بند تجارتی شہر کا محاصرہ ہوا ۔ شہر کے ارد گرد دلدل تھی ۔ تقریباً دو ماہ بزنطیوں نے مقابلہ کر کے ہتھیار ڈالے ۔ فرما فتح کر کے عمرو بن عاصؓ نے جنوب مغرب کا رُخ کیا اور آس پاس کے دیہاتوں اور قصبوں سے معاہدے کرتے ہوئے بلبیس پہنچے اور اس قلعہ بند شہر کو بھی لگ بھگ دو ماہ میں مسخر کیا ۔ یہاں سے چل کر ۲۰ میل جنوب مغرب میں بابلیون کے قریب خیمہ زن ہوئے اور اپنے کیمپ کے گرد خندق کھود دی۔ یہ وہ مرحلہ ہے جہاں سے مشکلات بڑھتی ہیں ۔ مقابلہ سخت ہوتا ہے اور انہیں مرکز سے

---

[1] ابن عبد الحکم ص۵۶ ، کندی ص۸ ، یعقوبی (لائڈن) ۲/ ۱۴۸ - ۱۵۰ ، یاقوت ۳/ ۳۴۷

کمک منگانا پڑتی ہے ۔ بابلیون (جہاں کچھ دن بعد مصر کے اسلامی پایہ تخت فسطاط کی بنیاد رکھی گئی) نیل کے مشرقی کنارہ ایک مشہور قلعہ اور شہر تھا جسے ناقابلِ تسخیر بنانے میں قدرت اور انسان دونوں نے حصّہ لیا تھا۔ اس کے مغربی بازو کا دروازہ نیل کو چھوتا تھا اور اس کے سامنے دریا میں ایک قلعہ بند جزیرہ (روضہ) تھا جسے بابلیون کے مغربی دروازہ سے کشتیوں کے ایک پُل کے ذریعہ ملا دیا گیا تھا۔ اس جزیرہ کے قلعہ میں ہتھیار جمع رہتے تھے اور اگر بابلیون پر کوئی آفت آتی تو اس میں پناہ مل جاتی تھی، بابلیون کی فتح بالائی اور زیریں مصر کی فتح کی کنجی تھی، مصر کے پایۂ تخت اسکندریہ کے بعد یہ ملک کا سب سے بڑا شہر تھا۔ مصر بزنطی حکومت کا ایک صوبہ تھا اور اس وقت یہاں قیصر کی طرف سے مقوقس گورنر تھا، مقوقس کو رسول اللہ ﷺ نے ایک خط بھیجا تھا جس میں اس سے اپیل کی تھی کہ انہیں رسول مان کر اسلام قبول کرلے، مقوقس نے خط کا احترام کیا لیکن مختلف مصالح کی بنا پر مسلمان نہیں ہوا، عمرو بن عاص ؓ کو ان سب باتوں کا علم تھا، انھوں نے مناسب سمجھا کہ اسے مائل بہ اسلام کرنے کی آخری بار پھر کوشش کریں اگر وہ اسلام نہ لائے تو ایسا معاہدہ ہی کرلے جس سے بے خون خرابہ مصر پر اسلامی تسلط قائم ہوجائے لیکن اس کے قبل کہ وہ مقوقس سے ملاقات کے طلب گار ہوں اس کے لڑکے ارسطو نے انہیں ملاقات کی دعوت دے دی۔ واقدی کی طرف منسوب فتوح مصر والاسکندریہ[1] کے راویوں کی رائے ہے کہ ارسطو نے اپنے والد مقوقس کو قتل کردیا تھا کیونکہ اسے اندیشہ تھا کہ وہ یا تو اسلام قبول کرلے گا یا مدینہ کی ماتحتی، عمرو بن عاص ؓ نے ارسطو سے قلعہ بابلیون میں ملاقات کی لیکن اس کا کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہوا، ارسطو نے کہا کہ آج کل ہمارے رمضان ہیں، اس زمانے میں نہ تو والد صاحب دربار کرتے ہیں اور نہ کسی سفارت سے ملتے ہیں، چند دن بعد جب روزے ختم ہوں گے تو میں آپ کی تجویز (اسلام یا جزیہ) ان کے سامنے پیش کردوں گا، اس وقت تک جنگ و پیکار بند رکھ کر انتظار کیجئے، اس طرح عمرو بن عاص ؓ کو دھوکا دے کر اس نے مسلمانوں کا استعداد

---

[1] پیشِ نظر کسی دوسرے ماخذ سے اس بات کی توثیق نہیں ہوتی کہ ارسطو نے مقوقس کو قتل کردیا تھا۔

کرنے کی تدبیر سوچی، اُس نے عمروؓ کے کیمپ کے قریب مُقطّم پہاڑ کی اوٹ میں رسالے چھپا دیئے اور جمعہ کے دن جب سب لوگ نماز میں مشغول تھے اچانک حملہ کر دیا، چار سو چھتیس مسلمان مارے گئے جن میں ساٹھ اکابر تھے، اسلامی فوج کے چند دستے قرب وجوار کے دیہاتوں میں غلہ اور چارہ لینے گئے ہوئے تھے، اتفاق سے ان کی واپسی اس وقت ہوئی جب ارسطو کے رسالے حملہ کر رہے تھے، وہ ان حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں موت کی نیند سلا دیا۔ عمرو بن عاصؓ نے ان واقعات کی رپورٹ خلیفہ کو بھیجی اور لکھا کہ دشمن کے مقابلہ میں ہماری فوج اتنی کم ہے کہ کمک کے بغیر کام نہیں چل سکتا، عمر فاروقؓ نے جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عمر بن خطابؓ کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک، اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے نبیؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ تمہارا خط پہنچا، دشمن کے دھوکہ سے تم پر جو مصیبت آئی اس کا حال معلوم ہوا، یہ مصیبت تمہارے نصیب میں لکھی جا چکی تھی، ابن عاصؓ تم پر لازم تھا کہ دشمن کی طرف سے مطمئن نہ ہوتے اور اس کی باتوں میں نہ آتے، ابن عاصؓ میں تمہیں ہمیشہ خوش تدبیر اور صائب رائے سمجھتا رہا ہوں، بہرحال وہی ہونا تھا جو مقدر ہو چکا تھا، اپنے فرائض کی انجام دہی میں آئندہ خوب چست و مستعد رہو اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے پوری تن دہی سے کام لو، تمہیں یاد رہے کہ حاکم اپنی رعیت کے نفع و نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے، خوب سمجھ بوجھ کر قدم اٹھاؤ اور دشمن سے ہر طرح چوکنا رہو، بخدا! تمہارا خلیفہ ہمیشہ چوکنا رہتا ہے اور دشمن کی کسی خبر کو جھوٹا نہیں سمجھتا، خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں اپنا فرماں بردار رہنے کی توفیق عطا کرے، میں نے امینِ اُمت ابو عبیدہ عامر بن جراح کو لکھا ہے کہ تمہاری مدد کو لشکر بھیجیں والسلام علیک وعلی من معک من المسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[1]۔

---

[1] فتوح مصر ص۵۹، (مصری ایڈیشن) ۲/۳۲۔

۲۲۴- عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مصر میں داخل ہو کر مسلمانوں کو جہاں سب سے پہلے اپنی کمزوری اور نارسائی کا احساس ہوا وہ بابلیون کا قلعہ تھا، قلعہ کے مشرق، شمال و جنوب میں خندق تھی اور مغرب میں دریائے نیل اس کی اونچی اور چوڑی فصیل کا محافظ تھا، قلعہ کی کمان ایک لائق بزنطی جنرل کے ہاتھ میں تھی اور خود گورنر مصر مقوقس دارالسلطنت اسکندریہ سے فوج کا دل بڑھانے اور راہنمائی کرنے آ گیا تھا، عمرو بن عاصؓ نے بار بار قلعہ پر ہجوم کئے لیکن کامیابی نہیں ہوئی، قلعہ کے باہر بھی کئی ماہ تک غیر فیصلہ کن جھڑپیں ہوئیں، عمرو بن عاصؓ مقدور بھر کوشش کر چکے تھے، محاصرہ کو موثر بنانے اور جنگ کا فیصلہ کرنے کے لئے مزید فوج کی سخت ضرورت تھی، انہوں نے کمک کے لئے مرکز سے درخواست کی، عمر فاروقؓ نے بلا تاخیر چار ہزار غازیوں کی ایک فوج چار سالاروں کی سرکردگی میں جن کے لیڈر ابوبکر صدیقؓ کے داماد اور رسول اللہؐ کے عزیز زبیر بن عوامؓ تھے روانہ کی اور سپہ سالار کو یہ مراسلہ بھیجا۔

چار ہزار کی کمک بھیج رہا ہوں، ہر ہزار پر میں نے ایسے سورما کو سالار مقرر کیا ہے جو خود ہزار مردوں کے مساوی ہے، زبیر بن عوامؓ، مقداد بن عمروؓ، عبادہ بن صامت اور مسلمہ بن مخلد (خارجہ بن حذافہ دوسری روایت) اب تمہارے پاس بارہ ہزار کے برابر فوجی قوت ہے اور بارہ ہزار کے ہاتے کی وجہ قلت تعداد نہیں ہو سکتی۔[1]

بارہ ہزار کی تفصیل، چار ہزار عمرو بن عاصؓ کے ساتھی، چار ہزار کمک اور چار ہزار کے مساوی چاروں سالار، یہ مصری محدث لیث بن سعد کی رائے ہے، چند دوسرے مصری راویوں نے جن میں ابن لہیعہ اور یزید بن حبیب شامل ہیں تصریح کی ہے کہ کمک کی تعداد بارہ ہزار تھی اور سب ملا کر مسلمان پندرہ ہزار سے زیادہ تھے۔

۲۲۵- عمرو بن عاصؓ کے نام

---

[1] ابن عبدالحکم ص۶۱، حسن المحاضرہ دسیوطی مصر ۱۲۹۹ھ ۱/۶۴، کنز العمال ۲/۱۵۱

سات ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد محرم سنہ ۲۰ھ میں بابلیون کا قلعہ فتح ہوا، بابلیون کے ماتحت اراضی کے بارے میں اکابر فوج کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ ایک فریق کی رائے تھی کہ اسے زمینداروں کے پاس چھوڑ دیا جائے اور ان سے جزیہ نیز لگان وصول کیا جائے، دوسرے فریق کا جس کی ترجمانی زبیر بن عوامؓ کر رہے تھے مطالبہ تھا کہ چونکہ قلعہ بزور شمشیر فتح ہوا ہے اس لئے اس کی ماتحت اراضی و املاک فوج میں تقسیم کر کے باشندوں کو غلام بنا لینا چاہیئے، جب باہمی گفتگو سے یہ قضیہ طے نہ ہو سکا تو عمر فاروقؓ سے رجوع کیا گیا۔ ان کا یہ فرمان آیا۔

> اراضی زمینداروں کے پاس رہنے دو (اور لگان لگاؤ) تاکہ آنیوالی نسلیں اس کی آمدنی سے جہاد کر سکیں۔[۱]

۲۲۶۔ خط کی دوسری شکل۔

> بسم اللہ الرحمن الرحیم، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سب مل کر مسلمانوں کے وظیفے اور غازیوں کی روزی غصب کرنا چاہتے ہو۔ اگر میں مصر کی اراضی تمہارے درمیان بانٹ دوں تو اگلی نسلیں دشمنوں سے جہاد کے لئے کیسے مسلح ہوں گی، اگر میرے کندھوں پر مجاہدوں اور فوج کی سواری کے جانوروں نیز ان کی روزی کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مصر کی اراضی تمہارے درمیان بانٹ دیتا۔ لہٰذا اسے اس وقت تک کے لئے وقف کر دو جب تک مسلمان غازیوں کی آخری جماعت باقی ہے۔ والسلام۔[۲]

۲۲۷۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

سات ماہ کے محاصرہ کے بعد جب بابلیون فتح ہوا اور اس کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا:۔

> بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سلام علیک، میں خدا کا سپاس گزار ہوں اور اس کے

---

[۱] فتوح مصر ص ۲۶۳، ابن سلام ص ۵۸، بلاذری ص ۲۱۵ [۲] طحاوی (شرح معانی الآثار، دہلی ۱۳۰۰ھ) ۲/۱۴۵-۱۴۶، ابکار الافکار فی مشکل الاخبار (مؤلف نامعلوم قلمی، رقم ۲۸ م، دار الکتب قاہرہ ص ۱۱۱)

نبی پر درود بھیجتا ہوں، جب میرا خط موصول ہو تو خدا کے دشمنوں کو جہاں جہاں وہ ہوں ٹھکانے لگا دو اور ان کے ساتھ کوئی رعایت یا نرمی نہ برتو، رعیت کے معاملات سے دلچسپی لو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ انصاف کرو۔ لوگوں کی خطائیں معاف کرو خدا تمہاری بھی معاف کرے گا، رعایا سے مروجہ قوانین کی پابندی کراؤ اور ان پر لگائے ہوئے ٹیکسوں کا ریکارڈ رجسٹروں میں رکھو، انصاف کے ذریعہ امن وعافیت کو فروغ دو، حکومت واقتدار آنی جانی ہے، جو چیز باقی رہے گی وہ اچھی شہرت ہے یا ان مٹ بدنامی۔[1]

۲۳۸ - عمرو بن عاص رض کے نام۔

بابلیون کی عظیم الشان فتح نے باقی مصر کی فتح کے لئے راستہ ہموار کردیا، یہ مرکزی شہر مصر کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا، مسلمانوں کو پہلی بڑی رکاوٹ کا اسی محاذ پر سامنا کرنا پڑا، کئی ماہ تک ناکام محاصرہ کرنے کے بعد انہوں نے مدینہ سے کمک طلب کی، ان کی موجودہ تعداد چار ہزار کے لگ بھگ تھی۔ مدینہ سے بقول چار ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج چار سالاروں کی سرکردگی میں وارد ہوئی۔ بزنطی فوجوں سے کھلے میدان میں ایک بڑے معرکہ کے بعد جس میں وہ بُری طرح ہارے مسلمانوں نے بابلیون کا بھرپور محاصرہ شروع کیا، گو کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے قلعہ پر بزور شمشیر قبضہ کرلیا، مقوقس اور بزنطی جنرل کافی فوج کے ساتھ قلعہ کے مغربی دروازہ سے جو دریائے نیل میں کھلتا تھا قریب کے قلعہ بند جزیرہ روضہ منتقل ہوگئے اور کشتیوں کا وہ پل توڑ دیا جو قلعہ کو جزیرہ سے ملاتا تھا، پاس ہی ایک دوسرا پل شرقی کنارہ سے غربی کنارہ تک عام لوگوں کے لئے تھا وہ بھی توڑ دیا گیا، مسلمان اب سخت مشکل میں تھے، اول تو دریا کی جنگ کا انہیں تجربہ نہ تھا، دوسرے ساری کشتیاں اور کشتی سامان پہلے ہی غائب کردیئے گئے تھے، مزید یہاں دریا میں باڑھ آئی ہوئی

---

[1] فتوح الشام ومصر منسوب بواقدی ۴۰/۲

تھی۔ جزیرہ میں محصور دشمن کو ہرانا ضروری تھا کیونکہ بغیر اس کے نہ تو بالائی مصر پر قبضہ ممکن تھا اور نہ زیریں پر جہاں پایۂ تخت اسکندریہ تھا۔ دوسری طرف مقوقس کو شام و فارس میں قیصر و کسریٰ اور مصر میں اپنی ہزیمت کے بعد مسلمانوں سے جنگ و پیکار بے سُود نظر آئی لہٰذا اس نے صلح کرنا چاہی۔ قبطی اکابر تو صلح کے لئے تیار ہو گئے لیکن بزنطی فوجی لیڈروں نے کہا ہم دب کر صلح نہیں کر سکتے۔ بڑے بحث و مباحثہ کے بعد طے ہوا کہ مقوقس صرف قبطیوں کی طرف سے صلح کرے اور اگر قیصر اس کی منظوری دے دے تو اس میں بزنطیوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ صلح کے شرائط یہ تھے:۔

۱۔ مصر کے سارے قبطی جن کی بھاری اکثریت تھی، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور اپاہجوں کو چھوڑ کر دو دینار (دس روپے) سالانہ جزیہ ادا کریں گے اور جہاں جہاں مسلمان فوجیں جائیں گی قبطی ان کے لئے سڑکیں اور پل درست کریں گے اور غلّہ نیز چارہ کے لئے منڈیاں کھولیں گے اور جو مسلمان مسافر و بیابانوں سے گذریں گے انہیں وہاں کے باشندے تین دن تک مفت کھانا کھلائیں گے۔

۲۔ مصری باشندوں کے مال و دولت سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ بزنطیوں کو حق ہوگا کہ چاہیں جزیہ دے کر مصر میں رہیں یا ملک چھوڑ دیں۔

مقوقس نے بابلیون میں اپنی شکست اور صلح کی رپورٹ جب بزنطی قیصر ہرقل کو قسطنطنیہ بھیجی تو وہ سخت ناراض ہوا اور مقوقس کو ایک پُر عتاب خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہاں بارہ ہزار مسلمان اور کہاں تمہاری لاکھوں کی جمعیت، تف ہے تم پر، میں صلح منسوخ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ جب تک دم میں دم ہے لڑتے رہو اور اگر قبطی تمہارا ساتھ نہ دیں تو ملک میں ایک لاکھ بزنطی ہیں ہتھیاروں سے لیس، انہیں لے کر نکلو اور ان مٹھی بھر فاقہ مست عربوں کا لقمہ بنا لو۔ باایں ہمہ مقوقس اپنے معاہدہ پر قائم رہا۔[۱]

بابلیون سے فارغ ہو کر مسلمان اسکندریہ کی طرف بڑھے درمیانی علاقہ آسانی سے

---

[۱] ابن عبد الحکم ص ۷۱

ہاتھ آگیا لیکن اسکندریہ کے نواح کے قریوں نے خم ٹھونک کر مقابلہ کیا، اس اثنا میں ہرقل کی طرف سے حاکم اسکندریہ کو حکم آگیا کہ شہر کی ایک ایک انچ زمین کے لئے لڑا جائے اور کسی قیمت پر ہتھیار نہ ڈالے جائیں، دوسری طرف اس نے قسطنطنیہ سے سامان اور فوجیں بھیجنا شروع کر دیں، اسکندریہ کے ساحل پر جہازوں کا تانتا بندھ گیا، ہرقل خود اسکندریہ جانے کی تیاری کرنے لگا اس کا اور اس کے مشیروں کا خیال تھا کہ اگر اسکندریہ نکل گیا تو بزنطی حکومت کا دبدبہ اور رسوخ خاک میں مل جائے گا۔ اسکندریہ عیسائیت کا بہت بڑا مرکز تھا اور عیسائیوں کے سب سے بڑے گرجے اسی شاندار شہر میں واقع تھے جب سے مسلمان فلسطین پر قابض ہوئے تھے ان کا بڑا تہوار ایسٹر اسکندریہ ہی میں منایا جاتا تھا تجارت کی بین الاقوامی منڈی ہونے کے علاوہ اسکندریہ علوم، ادب اور آرٹ کا گہوارہ بھی تھا، بزنطی تمدن کے حسین آثار یہاں موجود تھے۔ صرف شاہی تفریح گاہوں کی تعداد چار سو بتائی گئی ہے[1]۔ ہرقل خود شہر کے دفاع کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ ہونے والا تھا کہ موت نے آدبایا، اسکندریہ کے اردگرد ہر ممکن جگہ قلعے بنائے گئے تھے اور یہ قلعے تہ بہ تہ تھے تاکہ اگر ایک قلعہ زیر ہو جائے تو اس کے پیچھے دوسرا پھر تیسرا اور پھر چوتھا موجود ہو مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ قلعے اور ان کی سنگبار مشینیں تھیں اسکندریہ اور قلعوں کے سارے محافظ بزنطی نسل کے تھے جن کے خون کو اپنی حکومت، اپنے مذہب اور اپنے مذہبی اداروں کا جوش گرمائے ہوئے تھا، جو ہر قربانی کو حقیر سمجھ رہے تھے، بنا بریں مسلمانوں کی پیش قدمی رک گئی تھی۔ عمر فاروقؓ کو تاخیر بہت کھل رہی تھی، آخر مجبور ہو کر انہوں نے لکھا۔

"میں حیران ہوں کہ تم اب تک مصر فتح نہیں کر سکے حالانکہ دو سال سے لڑ رہے ہو۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمہارے دل میں پہلی سی لگن اور ولولہ نہیں رہا، اس بلا[2] میں پھنس گئے جس میں تمہارا دشمن مبتلا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کسی قوم کی صرف اسی وقت مدد

[1] ابن عبدالحکم ص۸۲ [2] محب بال

کرتا ہے جب ان کے دلوں میں سچی لگن ہو، میں نے چار بہادر تمہاری مدد کو بھیجے تھے اور تمہیں مطلع کیا تھا کہ ان میں سے ہر ایک ہزار مردوں کے برابر ہے، ہیں تو ان کے بارے میں یہی سمجھتا تھا۔ یہ بات اور ہے کہ وہ بھی اسی مایاموہ میں پھنس گئے ہوں جس میں دوسرے مبتلا ہیں، میرا خط پاکر تقریر کرو اور لوگوں کو ترغیب دو کہ سچی لگن اور پامردی سے لڑیں، ان چار بہادروں کو فوج کے سامنے رکھو اور ....

..... فوج کو حکم دو کہ تنِ واحد کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ یہ حملہ جمعہ کے دن زوال آفتاب کے وقت ہو کیونکہ اس وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس وقت لوگ خدا کے سامنے گڑگڑائیں اور اس سے فتح کے لئے دعا مانگیں۔[1]

۳۳۹ ۔ عمرو بن عاصؓ کے نام ۔

اسکندریہ کی عملداری اور مضافات میں کئی دیہاتوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، وہ اور ان کی عورتیں بچے غلام بنائے گئے اور فوج میں بانٹ دیئے گئے۔ ان کی ایک خاصی تعداد فروخت ہونے مکہ، مدینہ اور یمن کے بازاروں میں پہنچ گئی، اسکندریہ کے حاکم نے عمرو بن عاصؓ کو پیغام بھیجا کہ میں بزنطی اور فارسی بادشاہوں کو جو تمہاری نسبت مجھے زیادہ ناپسند تھے۔ جزیہ دیتا رہا ہوں اور خوشی سے تمہیں جزیہ دینے کو تیار ہوں بشرطیکہ تم ان غلاموں کو لوٹا دو جنہیں میرے ماتحت دیہاتوں سے تم نے پکڑ لیا تھا، عمرو بن عاصؓ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری تجویز خلیفہ کو لکھ کر بھیجتا ہوں ان کا جیسا حکم ہوگا ویسا ہی کروں گا، خلیفہ کا فرمان آنے تک دونوں فریقوں نے جنگ سے باز رہنے کا عہد کر لیا۔ عمرو بن عاصؓ نے حاکم اسکندریہ کی تجویز خلیفہ کو لکھ بھیجی تو جواب آیا :-

---

[1] ابن عبدالحکم ص۷۹، ۸۲، ۸۴، ۸۷، خطط مقریزی (مصر ۱۳۲۲ھ) ۳/۱۵۰-۱۵۱، حسن المحاضرہ ۱/۷۶، ایاس نے اپنی فتوح مصر (مصر ۱۳۱۷ھ) میں اس مراسلہ کا مختصر پیش کر کے لکھا ہے کہ اس کا تعلق فتح بابلیون کی تجویز سے تھا نہ کہ اسکندریہ کا، جیسا کہ فتوح مصر ابن عبدالحکم کے راویوں کا بیان ہے۔

تمہارا خط موصول ہوا، تم لکھتے ہو کہ حاکم اسکندریہ اس شرط پر جزیہ دینے کو تیار ہے کہ اس کے ماتحت علاقہ سے جن لوگوں کو تم نے غلام بنایا ہے لوٹا دو میری جان کی قسم مستقل جزیہ کی آمدنی جس سے ہمارا اور بعد کے مسلمانوں کا بھلا ہو اس مال غنیمت سے مجھے کہیں زیادہ پسند ہے جو فوج میں تقسیم ہو کر خورد برد ہو جائے (اور عام مسلمان اس سے متمتع نہ ہو سکیں) تم حاکم اسکندریہ کی تجویز اس شرط پر مان لو کہ جو غلام تمہارے پاس موجود ہیں انہیں اختیار دیا جائے کہ اسلام اور عیسائیت میں سے جسے چاہیں قبول کریں، ان میں سے جو اسلام قبول کرے گا وہ مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جائے گا اس کے حقوق اور ذمہ داریاں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہوں گی اور جو اپنی قوم کا مذہب اختیار کرے گا اس سے جزیہ لیا جائے گا جو اتنا ہی ہو گا جتنا اس کے دوسرے ہم مذہب دیں گے، رہے وہ لوگ جو غلام ہو کر مکہ، مدینہ اور یمن جا چکے ہیں تو ان کی واپسی ہمارے بس سے باہر ہے اور ہم کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتے جسے پورا کرنے سے قاصر ہوں[1]۔

۲۴۰ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مضافات اسکندریہ میں بنائے ہوئے غلاموں سے متعلق ایک دوسرا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے جو ابن اسحاق کی مذکورہ بالا روایت سے زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، اسکندریہ کے مضافاتی دیہاتوں[2] میں زیادہ تر بزنطی نسل کے لوگ آباد تھے اور انہوں نے مسلمانوں کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا تھا لیکن بالآخر شکست کھائی اور لڑائی کے مروجہ قانون کے مطابق غلام بنا لئے گئے، پھر اسکندریہ کا محاصرہ شروع ہوا اور کئی ماہ کی سخت لڑائی کے بعد وہاں کے بزنطی حاکم کو بھی ہتھیار ڈالنا پڑے، گو کہ شہر بزور شمشیر فتح ہوا تھا اور وہاں کے کا قتل کرنا اور غلام بنانا دونوں جائز تھا تاہم عمرو بن عاصؓ نے نہ تو انہیں قتل کیا

---

[1] طبری ۴/۲۲۷ [2] ان کے نام یہ ہیں بلہیب، سلطیس، قرطسا، سخا، اور خیس، یاقوت ۲/۲۸۲ و ۳/۴۹۸، ۷/۵۴، ۵/۱۶

اور نہ غلام بنایا بلکہ ان پر جزیہ لگا دیا اور جو زمیندار یا کاشتکار تھے ان کے ذمّہ لگان لازم کر دیا، غالباً اسکندریہ کے حاکم نے عمرو بن عاصؓ سے درخواست کی کہ آپ نے جب ہمارے ساتھ یہ رعایت کی ہے کہ ہمیں غلام نہیں بنایا ہے تو ہمارے ان ہم قوموں پر بھی یہ کرم کیجئے جو اسکندریہ کے مضافات میں آپ سے لڑے، ہارے اور پھر غلام بنا لئے گئے، ان پر بھی ہماری طرح جزیہ لگا دیجئے، یہ لوگ غلام بن کر خاصی تعداد میں مکہ، مدینہ اور یمن کو بھیجے جا چکے تھے اور باقی مسلمانوں کی خدمت میں تھے معاملہ عمر فاروقؓ کے سامنے پیش کیا گیا، انہوں نے مناسب سمجھا کہ ان غلاموں کو اسکندریہ اور بابلیُون کے باشندوں کی طرح آزاد کر دیا جائے اور ان سے جزیہ اور خراج وصول کیا جائے، چنانچہ انہوں نے لکھا:-

ان (زیر تعلیق غلاموں) میں سے جو تمہارے پاس ہوں انھیں اختیار دو کہ چاہے وہ مسلمان ہو جائیں اور چاہے اپنے مذہب پر قائم رہیں، جو مسلمان ہو جائے۔ وہ اسلامی برادری میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے حقوق اور ذمّہ داریاں دوسرے مُسلمانوں کی طرح ہوں گی اور اگر وہ اپنے دین پر رہنا چاہے تو اسے اپنے دیہات لوٹ جانے دو[۱]۔

۲۴۱- عمرو بن عاصؓ کے نام۔

یہ وُہ مراسلہ ہے بلکہ اس مراسلہ کا ٹکڑا ہے جس میں عمر فاروقؓ اسکندریہ کی بڑی لائبریری جو فلسفہ، سائنس اور ادب کی ہزاروں کتابوں پر مشتمل تھی حکمِ موت صادر کرتے دکھائے گئے ہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلامی تاریخ کے ابتدائی چھ سو سال میں کسی مورخ یا محدث نے اس خط کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ہمارا تعارف اس سے پہلی بار ساتویں صدی ہجری میں ہوتا ہے، اس کا جنم غالباً اس تعصب کی فضا میں ہوا جو صلیبی جنگوں کے زیرِ اثر اسلامی اور عیسائی دماغ میں پیدا ہو گئی تھی، ذیل کی کہانی اس خط کا پس منظر بتائی جاتی ہے:- اسکندریہ کی اسلامی فتح کے وقت وہاں ایک عیسائی

---

[۱] ابن عبد الحکم ص۸۳۔

پادری (جان فلوپونس) تھا جس نے فلسفہ میں بڑا کمال حاصل کیا تھا۔ وہ تثلیث سے تائب ہو چکا تھا اور توحید کا پرجوش حامی تھا۔ اس کی علمی اور انسانی خوبیوں سے عمرو بن عاص رضؓ بہت متاثر تھے۔ ایک دن اس نے گورنر سے اسکندریہ کی وہ لائبریری مانگی جس میں ہزارہا کتابیں تھیں اور جس میں سرکاری قفل لگا دیا گیا تھا، عمرو بن عاصؓ نے کہا کہ میں خلیفہ سے پوچھ لوں اگر انہوں نے اجازت دیدی تو لائبریری تمہیں دیدی جائے گی، عمر فاروقؓ نے لکھا:۔

..... رہیں وہ کتابیں جن کا تم نے ذکر کیا ہے تو اگر ان کا مضمون قرآن کے مضمون کے مطابق ہے تب قرآن کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر قرآن کے مضمون سے مختلف ہے تب انہیں کیوں باقی رکھا جائے، لہذا تلف کر دو۔[1]

خط کی عبارت بھی اس کے جعلی ہونے پر شاہد ہے، خط میں عمرو بن عاصؓ لائبریری کے باقی رکھنے یا ضائع کرنے کی اجازت مانگتے دکھائے گئے ہیں حالانکہ انہیں اجازت اس بات کی مانگنا تھی کہ اسے پادری کے حوالہ کر دیں یا نہیں۔

ڈاکٹر اے۔ جے۔ بٹلر نے اپنی مبسوط کتاب THE ARAB CONQUEST OF EGYPT میں اس کہانی اور اس کے متعلقات کی تحقیق کر کے نتیجہ نکالا ہے کہ اسکندریہ کی زیر بحث لائبریری فتح اسلامی سے ایک صدی بلکہ زیادہ پہلے ضائع ہو چکی تھی اور پادری جان فلوپونس عرب حملہ سے بہت پہلے وفات پا چکا تھا۔

۲۴۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

---

[1] قفطی (اخبار العلماء باخبار الحکماء، لیپزگ ۱۹۰۳ء) ص ۳۵۴۔۳۵۷، بغدادی (مختصر اخبار مصر عبداللطیف بغدادی ۱۸۱۰ء) اس کتاب میں عمر فاروقؓ کے حکم سے لائبریری کو ضائع کرنے کی طرف محض اشارہ ہے، کہا جاتا ہے خط اور کہانی کا ذکر قفطی اور بغدادی کے ایک اور ہمعصر ارمینی عیسائی مؤلف ابوالفرج ابن العبری نے اپنی کتاب مختصر الدول (ص ۱۸۰) میں بھی کیا ہے لیکن میرے پیش نظر ایڈیشن (بیروت ۱۸۹۰ء) میں صرف کہانی ہے خط نہیں۔

جب اسکندریہ فتح ہوا تو وہ سارے بزنطی باشندے جو بحری سفر کا انتظام کر سکے گھر بار چھوڑ کر قیصر کی سلطنت میں چلے گئے۔ مسلمانوں کو بہت سے مکان، کوٹھیاں اور محل خالی ملے، عمرو بن عاصؓ نے خلیفہ کو لکھا کہ میں اسکندریہ کو ہیڈ کوارٹر بنانا چاہتا ہوں، جہاں رہائش کا پورا انتظام ہے۔ عمر فاروقؓ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ انہیں یہ بات ناپسند تھی کہ چھاؤنی کسی ایسی جگہ بنائی جہاں پہنچنے کے لئے دریا یا سمندر عبور کرنا پڑے :۔

میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تم مسلمان غازیوں کو ایسی جگہ آباد کرو جس کے اور اور میرے درمیان گرمی یا جاڑے میں کوئی دریا حائل ہو۔[ٹ]

۳۴۳۔ خط کی دوسری شکل۔

اخبار و آثار کے بعض ناقل کہتے ہیں کہ عمر فاروقؓ نے مندرجہ ذیل خط کے تین نسخے لکھوائے اور ایک سعد بن ابی وقاصؓ کو مدائن میں بھیجا، دوسرا البصرہ کے گورنر کو اور تیسرا عمرو بن عاصؓ کو جو اس وقت اسکندریہ میں تھے :۔

اپنے اور میرے درمیان کوئی دریا حائل ہونے دو تا کہ جب میرا جی چاہے اپنے اونٹ پہ سوار ہو کر تمہارے پاس آسکوں۔[لہ]

۳۴۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مذکورہ بالا فرمان کے تحت عمرو بن عاصؓ نے بابلیون کے مشہور تاریخی قلعہ کے پاس نیل کے دائیں کنارہ ایک وسیع میدان اپنی فوجی چھاؤنی کے لئے منتخب کیا، میدان کے وسط میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں اپنی نشست کے لئے ایک منبر بھی بنوایا، معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بعض ساتھیوں کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ وہ اونچی جگہ بیٹھیں انہوں نے خلیفہ سے شکایت کر دی تو یہ حکم آیا :۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک منبر بنوایا ہے جہاں مسلمانوں سے اونچا ہو کر بیٹھتے ہو، کیا (یہ اعزاز) تمہارے لئے کافی نہیں کہ تم (امیر کی حیثیت سے)

ٹ: ابن عبدالحکم ص ۹۱ لہ ایضاً حسن المحاضرہ ۷۸/۱۔

کھڑے ہو کر تقریر کرو، اور باقی مسلمان (رعایا کی حیثیت سے) بیٹھیں اور تمہاری بات سنیں (میری طرف سے تاکید ہے کہ منبر توڑ ڈالو[۱]

۲۴۵ - عمرو بن عاص رض کے نام۔

اسی نوع کی ایک اور شکایت ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بھی قلم بند کی ہے۔ کندی عرب صحابی غرفہ بن حارث[۲] نے مصر کے ایک ذمی مالدار کو اسلام لانے کی دعوت دی، اس نے دعوت قبول نہیں کی اور بات کچھ اتنی بڑھی کہ اس نے رسول اللہ کی شان میں توہین آمیز الفاظ کہے۔ غرفہ نے مشتعل ہو کر مصری کو قتل کر دیا، معاملہ عمرو بن عاص رض کے سامنے پیش ہوا، انہوں نے غرفہ کے فعل کی مذمت کی اور کہا تمہیں ہرگز نہیں بولنا چاہیئے تھا کہ وہ ذمی ہے اور ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت کے ہم ضامن ہو چکے ہیں غرفہ نے کہا، تسلیم، لیکن ذمی کو اس بات کا حق کب ہے کہ وہ اسلام یا ہمارے نبی کی توہین کریں، کچھ اور ترش باتیں ہوئیں اور غرفہ جن کے جذبات مشتعل تھے عمرو بن عاص رض سے بولے آپ ہمارے سامنے تکیہ لگا کر نہ بیٹھا کیجئے ہمیں برا لگتا ہے۔ اگر آپ نے اس طرح بیٹھنا بند نہیں کیا تو میں خلیفہ سے شکایت کروں گا، عمرو بن عاص رض نے اعتراض درخور اعتناء نہ سمجھا اور حسب معمول پھر مجلس میں تکیہ لگا کر بیٹھے۔ غرفہ نے شکایت کر دی، عمر فاروق رض نے لکھا۔

> مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجلس میں اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو جیسا کہ غیر عرب حکام کا طریقہ ہے، ایسا نہ کیا کرو، مجلس میں جب تک رہو سیدھے بیٹھو، جب گھر جاؤ تو جس طرح چاہو تمہیں اٹھنے بیٹھنے کا اختیار ہے[۳]۔

۲۴۶ - خط کی دوسری شکل۔

> رعیت کے ساتھ تم اس طرح پیش آؤ جیسا تم پسند کرو گے کہ تمہارا امیر تمہارے ساتھ پیش آئے، مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم مجلس میں

---

[۱] ابن عبدالحکم ص ۹۲ حسن المحاضرہ ۱/۷، [۲] متن میں غلطی سے عرفہ بن حرب قلمبند ہوا ہے۔
[۳] ابن عساکر ق تم ص

تکیہ لگا کر بیٹھتے ہو، ایسا نہ کیا کرو، اس طرح بیٹھو جس طرح اور لوگ بیٹھتے ہیں[1]

۲۴۷ - عمرو بن عاص رضؓ کے نام -

عمرو بن عاص رضؓ نے نیل کے مشرقی دارالحکومت فسطاط کی بنیاد رکھی تھی جس میں سرکاری دفاتر، گورنر کی قیام گاہ اور فوج کے مکانات کا انتظام کیا گیا تھا۔ جب فسطاط کی تعمیر شروع ہوئی تو عمرو بن عاص رضؓ نے نیل کے مغربی کنارہ ایک عارضی چھاؤنی بنائی جس میں خاص طور پر یمن کے قبیلے اور کچھ حبشی دستے رکھے گئے - یہ اس غرض سے کیا گیا کہ مغرب کی طرف سے کوئی حملہ آور یا مقامی باغی مسلمانوں کو تعمیر فسطاط میں مشغول پاکر حملہ نہ کر دے۔ جب نیا شہر بس گیا تو عمرو بن عاص رحؓ نے اس عارضی چھاؤنی کو فسطاط منتقل کرنا چاہا لیکن وہاں کے لوگوں کو مغربی کنارہ اتنا بھایا کہ وہ آنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ اس چھاؤنی کا نام جیزہ پڑا اور جلد یہ ایک پر فضا شہر بن گیا جس کے ارد گرد باغ ابھر آئے، عمر فاروق رضؓ کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے نیل پار بود و باش اختیار کرلی ہے جو ان کی مرضی کے خلاف تھی تو انہوں نے گورنر کو یہ خط لکھا:۔

"..... تم نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تمہاری فوج تم سے الگ تھلگ رہے؛ یہ بات تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم اپنی فوج کا ایسی جگہ رہنا گوارا کرو جس کے اور تمہارے درمیان دریا ہو کیونکہ تم کو معلوم نہیں کہ ان پر اچانک کیا مصیبت آ پڑے، اس وقت شاید تم ان کی مدد نہ کر سکو اور وہ نقصان اٹھائیں لہٰذا (جو لوگ جیزہ میں بس گئے ہیں) ان کو فسطاط بلا لو اور اگر انہیں وہ جگہ اتنی پسند ہو کہ آنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ان کی بستی کے چاروں طرف سرکاری روپیہ سے ایک قلعہ بنوا دو"[2]

---

[1] ابن عساکر (ق) قلم ۱۶؎ [2] ابن عبدالحکم ۱۲۸، یاقوت ۲/۱۹۲، ابن دقماق (ق) الانتصار واسطۃ عقد الامصار قلمی، رقم ۱۸۴۴، دار الکتب قاہرہ، ۲۶۹/۴، حسن المحاضرہ ۸۱/۱ -

۲۴۸ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

خارجہ بن حذافہؓ مصر میں اسلامی فوج کے ایک ممتاز سالار تھے، نہایت بہادر چست اور خطرات میں گھس پڑنے والے، جب نیا دارالحکومت فسطاط بسا تو عمرو بن عاصؓ نے انہیں اپنا پولیس افسر مقرر کر دیا۔ سب کی طرح انہوں نے بھی رہائش کے لئے مکان بنایا اور ایک نئی بات یہ کی کہ چھت پر ایک کمرہ بھی تعمیر کرایا کہا جاتا ہے کہ نئے فسطاط میں یہ پہلا بالاخانہ تھا۔ لوگوں کو قدرتی طور پر یہ بدعت کھٹکی اور ان کے دل میں اسے مٹانے کا داعیہ پیدا ہوا، عمر فاروقؓ کو یہ شکایت پہنچی کہ اس کمرہ کی کھڑکی یا روشندان سے پڑوسیوں کو جھانکا جاتا ہے۔ انہوں نے فوراً گورنر کو لکھا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خارجہ بن حذافہ نے (چھت پر ایک) مکان بنوایا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ پڑوسیوں کی پوشیدہ باتیں معلوم کی جائیں، میرا خط پاکر کمرہ گروا دو والسلام۔

۲۴۹ - خط کی دوسری شکل۔

ایک چارپائی اس جگہ رکھو جہاں سے جھانکنے کی شکایت کی گئی ہے اور اس پر ایک میانہ قد آدمی کھڑا کرو، اگر اس کے لئے جھانکنا ممکن ہو تو کھڑکی (یا روشندان) کو پٹوا دو۔[1]

۲۵۰ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

جب فسطاط بسا تو مصر کے سابق گورنر مقوقس نے (جو مسلمانوں سے جزیہ اور خراج کے عوض قبطیوں کی طرف سے صلح کر چکا تھا) عمرو بن عاصؓ سے کہا کہ دامن مقطم کی اراضی میرے ہاتھ بیچ دو۔ میں ستر ہزار دینار (ساڑھے تین لاکھ روپے) دوں گا۔ عمروؓ نے کہا کہ مصر کی زمین مسلمانوں کی ملکیت ہے اس کا کوئی بھی حصہ بک نہیں سکتا۔ پھر بھی میں خلیفہ کو لکھتا ہوں اگر انہوں نے اجازت دے دی تو تمہارے ہاتھ فروخت کر دوں گا۔ جب یہ معاملہ عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے لکھا۔

---

۱ ابن عبدالحکم ص۱۴۲ حسن المحاضرہ ۱/۸۱ ۲ ابن عبدالحکم ص۱۰۴

متوقس سے پوچھو کہ وہ اس ناکارہ زمین کی اتنی زیادہ قیمت کیوں دے رہا ہے وہ نہ تو زراعت کے لائق ہے نہ وہاں پانی نکلتا ہے اور نہ کسی مفید کام آتی ہے۔

گورنر مصر نے متوقس سے جب یہ سوال کیا تو اس نے بتایا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہاں جنت کے پودے لگائے جائیں گے (یعنی عیسائیوں کا قبرستان بنے گا) عمر فاروقؓ کو اس جواب سے مطلع کیا گیا تو انہوں نے لکھا۔

میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے علاوہ اور کون جنت کا پودا ہو سکتا ہے لہٰذا فسطاط میں جو مسلمان مریں انہیں مقطم کے دامن میں جگہ دو اور کسی قیمت پر اسے نہ بیچو۔[۱]

۳۵۱۔ خط کی دوسری شکل۔

(متوقس) نے سچ کہا (کہ دامن مقطم میں جنت کے پودے لگائے جائیں گے) اسے مسلمانوں کا قبرستان بنا دو۔[۲]

۳۵۲۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

مصر میں دستور تھا کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈالا جاتا تھا، مصریوں کا عقیدہ تھا کہ ایسا کرنے سے نیل کا پانی اونچا ہو کر کھیتوں میں پہنچنے لگتا ہے۔ بابلیون کی فتح کے بعد جب وسطی اور زیریں مصر پہ اسلامی تسلط قائم ہوا تو مقامی زمینداروں نے عمرو بن عاصؓ کو بتایا کہ ہر سال جون کی بارہ تاریخ کو ہم ایک کنواری لڑکی کو بہترین لباس اور زیور پہنا کر اس میں ڈال دیتے ہیں، ایسا کرنے سے دریا کا پانی بلند ہو جاتا ہے اور ہماری اراضی سیراب ہونے لگتی ہے۔ گورنر نے کہا کہ اسلامی حکومت میں ایسی باطل رسموں کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ کاشتکاروں نے تین ماہ انتظار کیا اور جب نیل کا پانی نہ بڑھا تو وہ جلاوطنی کی تیاری کرنے لگے۔ گورنر مصر

---

[۱] ابن الحکم ص۱۵۱، یاقوت ۸/۱۲۶/۱، ابن دُقماق دق، (فضائل مصر قلمی) ص۳۶، حسن المحاضرہ ۸۲/۱، کنز العمال ۳/۱۵۳ [۲] ابن عبد الحکم ص۱۵۶۔

گھبرائے اور عمر فاروقؓ کو صورتِ حال سے مطلع کیا تو انہوں نے لکھا:۔

تم نے ٹھیک کیا، بلاشبہ اسلام ماضی کی غلط رسموں کو مٹاتا ہے، میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں، جب میرا یہ خط ملے تو اسے دریائے نیل میں ڈال دینا[1]

۳۵۳ - دریائے نیل کے نام۔

واضح ہو کہ اگر تو اپنے اختیار سے بہہ رہا ہے تو رک جا اور اگر اللہ واحد قہار تجھے بہاتا ہے تو ہم اس سے ملتجی ہیں کہ تجھے رواں کر دے[2]۔

یہ رقعہ نیل میں ڈال دیا گیا، دوسرے دن پانی سولہ ہاتھ اٹھ گیا اور زمین سیراب ہونے لگی۔

۳۵۴ - خط کی دوسری شکل۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے نیل مصر کے نام۔ اگر تو مخلوق ہے تو تیرے بس میں نہ تو فائدہ پہنچانا نہ نقصان اور اگر تو ارادے اور اختیار سے رواں ہے تو رک جا ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر تو خدا کی دی ہوئی قوت سے بہہ رہا ہے تو پہلے کی طرح (بفراوانی) بہنے لگ جا[3]۔

۳۵۵ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

۲۱ھ میں مدینہ اور اس کے مضافات میں سخت قحط پڑا، نالے ندیاں جن سے مدینہ کے کھیت اور نخلستان سیراب ہوتے تھے سوکھ گئے، تاجروں نے مدینہ آنا بند کر دیا۔ شہر اور اس کے نواح میں خاک اڑنے لگی، انسان اور مویشی سوکھ کر کانٹا ہو گئے بازار میں کھانے پینے کی چیزیں نہ ملتیں اور اگر ملتیں تو نہایت مہنگی، ساٹھ ہزار بدو عرب

---

[1] ابن عبدالحکم ص۱۵۰ مقدسی (احسن التقاسیم لائڈن ۱۹۰۶ء) ص۲۰۸ [2] ابن عبدالحکم ص۱۵۰، ۱۵۱ ابن الفقیہ (کتاب البلدان لائڈن ۱۳۰۲ھ) ص۶۵، مقدسی ص۲۰۸، دیار بکری (تاریخ الخمیس مصر ۱۳۸۳ھ) ۲۲۲/۲، ابن ایاس (تاریخ مصر) ۳۱/۱، ابن عساکر دق، قلم ۱۹ کنز العمال ۲۲۰/۷، ۱۶۶/۲ باختلاف متن [3] فتوح الشام و مصر منسوب بواقدی (مصر) ۴۰/۲۔

بھوک سے بیتاب ہوکر صحراؤں سے نکل پڑے اور مدینہ کو گھیر لیا[1]۔ عمر فاروقؓ نے عراق شام اور مصر کے گورنروں سے مدد طلب کی۔ سب سے پہلے گورنر شام امیر معاویہؓ نے غلّہ سے لدے ہوئے تین ہزار اونٹوں کا ایک قافلہ بھیجا اور اتنے ہی کپڑے، گورنر کوفہ نے دو ہزار اونٹ اور عمرو بن عاصؓ نے ہزار اونٹ اور چار ہزار کپڑے فراہم کیے۔

عمر فاروقؓ نے مدد کے لیے عمرو بن عاصؓ کو جو خط بھیجا تھا اس کا مضمون اخبار و آثار میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:-

عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک، میری جان کی قسم عمروؓ اگر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا پیٹ بھرا رہے تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی بھوکوں مریں، مدد، مدد[2]۔

۲۵۶۔ خط کی دوسری شکل۔

عاص بن عاصؓ کے نام، میری جان کی قسم، تم اور تمہارے ساتھی (مصری مسلمان) اگر موٹے تازے رہیں تو تمہیں پرواہ نہ ہو اگر میں اور میرے ساتھی (اہل مدینہ و مکہ) سوکھیں، مدد، مدد[3]۔

۲۵۷۔ خط کی تیسری شکل۔

بسم اللہ الرحیم عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں اور مدینہ کے لوگ بھوکوں مریں اور تم اور تمہارے علاقہ کے لوگ زندہ رہیں، مدد، مدد[4]۔

۲۵۸۔ خط کی چوتھی شکل۔

مدد، مدد، عربوں کی مدد! اونٹوں کا ایک قافلہ جس کا اگلا حصہ میرے پاس ہو اور پچھلا تمہارے پاس، عباؤں میں آٹا بھر کر میرے پاس روانہ

---

[1] ابن سعد (لائڈن) جزء ۳، قسم اول ص۲۲۸ - ۲۲۹ [2] ابن عبدالحکم ص۱۶۲ - ۱۶۳ احسن المحاضرہ ۹۳/۱ [3] ابن عبدالحکم ص۱۶۵، ابن زولاق (ق)، ص۱۹ - ۲۰، اس میں مدد مدد کے لفظ خط کے شروع میں ہیں [4] ابن سعد جزء ۳، قسم دوم ص۲۲۳، بلاذری انساب (ف) ۶۲۰/۹ -

کر دو۔[1]

۲۵۹۔ خط کی پانچویں شکل۔

مدد، مدد! میرے پاس آٹے کی بوریاں بھیجو اور ان میں چربی کے ٹکڑے رکھ دو۔[2]

عمرو بن عاصؓ کا جواب۔

امیر المومنین اچھا، بہت اچھا! جلد ہی آپ کے پاس غلہ سے لدے ہوئے اونٹوں کا ایک ایسا کارواں پہنچے گا جس کا اگلا حصہ آپ کے پاس ہوگا اور پچھلا میرے پاس، مجھے امید ہے کہ ایسی صورت بھی نکل آئے گی کہ آپ کے پاس سمندر کی راہ سے غلہ بھیج سکوں گا۔[3]

۲۶۰۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

فراعنہ کے زمانہ میں بابلیون کے قریب ایک نہر نکالی گئی تھی جو دریائے نیل کو بحر قلزم سے ملاتی تھی، اس نہر سے ہو کر کشتیاں بالائی، وسطی اور زیریں نیل سے بحر قلزم کے بندرگاہوں کو تجارتی سامان لاتی لے جاتی تھیں، مدینہ کے جنوب میں جار نامی حجاز کا ایک مشہور بندرگاہ تھا جس کے ذریعہ مصر کا غلہ اور دوسرا سامان مکہ، مدینہ اور یمن پہنچتا تھا، یہ آبی راستہ اس مشہور تاریخی بری گزرگاہ سے چھوٹا اور سستا تھا جو جزیرہ نمائے سیناء سے ہو کر مدینہ جاتا تھا، مناسب دیکھ بھال نہ ہونے سے یہ نہر مصر پر اسلامی قبضہ سے کافی پہلے ریت سے پٹ گئی تھی، عمرو بن عاصؓ مکہ تو گئے پر جب انہوں نے اپنی تجویز کے نشیب و فراز پر غور کیا اور اپنے قبطی مشیروں سے گفتگو کی تو انہیں معلوم ہوا کہ نہر کھودنے سے مصر کا اکثر غلہ مکہ اور مدینہ چلا جایا کرے گا جس سے مصر کو سخت نقصان پہنچے گا، انہوں نے خلیفہ کو لکھا کہ سمندری راستہ کی بات نے بے سوچے سمجھے لکھ دی تھی، یہ کام ایسا دشوار اور اتنا مہنگا ہے کہ اس پر عمل کرنا ممکن نہیں، عمر فاروقؓ ایک مختصر اور سستے بحری راستہ کے خیال سے خوش تھے۔

---

[1] مدونۃ الکبریٰ ۱/۲۲۶ [2] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۵ [3] ابن عبدالحکم ص ۱۶۵۔

انہیں امید تھی کہ اس کے کھلنے سے مدینہ اور مکہ میں قحط و تنگی کے وقت آسانی سے غذا پہنچ سکے گی۔ اگورنر کے مذکورہ بالا مراسلہ نے انہیں سخت مشتعل کردیا اور انہوں نے یہ خط لکھا۔

عاص بن عاص، بحری راستہ کھولنے کے بارے میں تم نے جو پہلے لکھا تھا اب اس کی دشواری کے عذر تراشی رہے ہو۔ خدا کی قسم تمہیں یہ راستہ کھولنا ہوگا ورنہ میں تمہارے کان اکھیڑلوں گا یا کسی کو بھیج کر اکھڑوا لوں گا۔[۱]

۲۶۱ - خط کی دوسری شکل۔

بحری راستہ کھولو اور اس کام میں بہت جلدی کرو، خدا مدینہ کی خوشحالی کے لئے مصر کو برباد کرے۔[۲]

۲۶۲ - خط کی تیسری شکل۔

نیل سے سمندر تک نہر کھدواؤ چاہے اس پر تمہیں مصر کا سارا خراج صرف کرنا پڑے۔[۳]

۲۶۳ - عمرو بن عاص کے نام۔

فتوح الشام و مصر منسوب بہ واقدی کی رو سے عمرو بن عاص نے بابلیون، اسکندریہ اور نیل کا ڈیلٹا (زیریں مصر) فتح کرنے کے بعد خلیفہ سے دریافت کیا کہ اگلی فوج کشی کا ہدف شمالی، افریقہ (مغرب)، کو بنایا جائے یا بالائی مصر (صعید) کو، عمر فاروق نے صحابہ سے مشورہ کیا تو علی حیدر نے رائے دی کہ عمرو بن عاص کو چاہیئے کہ خود پایہ تخت (فسطاط) میں مقیم رہیں تاکہ وہاں کے غیر مسلم باشندوں کو سر اٹھانے کا حوصلہ نہ ہو اور دس ہزار فوج خالد بن ولید (؟) کی سرکردگی میں نئی فتوحات کے لئے بھیجیں عمر فاروق کو یہ رائے پسند آئی اور انہوں نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، عبد اللہ عمر بن خطاب کی طرف سے فسطاط

---

[۱] ابن عبد الحکم ص۱۶۵، ابن زولاق رق، ص۲ تھوڑے فرق کے ساتھ [۲] طبری ۴/ ۲۲۴-۲۲۵

[۳] ابن زولاق ق، ص۱۵

اور اس کے نواحی کے حاکم عمرو بن عاص رضؓ کے نام، سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں اس معبود کا سپاسگزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں، تم پر اور تمہارے ساتھی مہاجرو انصار پر خدا کی رحمت، سلامتی اور برکت ہو، تمہارا خط پڑھا، حالات معلوم ہوئے، میرا خط موصول کر کے خدا سے مدد مانگو اور رسالے تیار کرو اور ہر مفتوحہ شہر میں ایک حاکم بھیجو تاکہ شریعت کی پابندی کرائے اور قانونِ اسلام کی تعلیم دے پھر دس ہزار صحابہؓ کی ایک فوج مرتب کرو جس کے سپہ سالار خالد بن ولیدؓ ہوں، ان کے ساتھ زبیر بن عوامؓ، فضل بن عباسؓ، مقداد بن اسود، نافع بن حیاشؓ، مالک اشترؓ، دوسرے افسروں اور پرچم داروں کو روانہ کرو۔ یہ لوگ شہر شہر گشت کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں جو لوگ اسلام قبول کریں

ان کو وہی منافع اور حقوق حاصل ہوں گے جو ہمیں ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو ہم پر ہیں جو لوگ اسلام لانے سے انکار کریں ان سے جزیہ وصول کیا جائے اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو ان سے جنگ کی جائے۔ مسلمان غازیوں کو تاکید کرو کہ جب کسی شہر کا محاصرہ کریں تو اس کے آس پاس کے دیہاتوں پر چھاپے ماریں مجھے معلوم ہوا ہے کہ مصر میں دو شہر ہیں، ایک اہنساس، بابلیون کے قریب اور دوسرا زیادہ مستحکم بہنسا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہنسا میں بطلیوس نامی ایک بڑا سفاک و ظالم بزنطی جنرل (بطریق) ہے، یہ اَلواحات[1] کا حاکم ہے اور مصر کا سب سے بڑا فوجی افسر جب تک یہ دونوں شہر فتح نہ ہو جائیں تمہاری فوج صعید (بالائی مصر) کا رُخ نہ کرے، ظاہر و باطن میں تم اور تمہارے ساتھی خدا

---

[1] مصر کے جنوب مغرب میں ایک طرف سرحد سوڈان اور دوسری طرف لیبیا تک وسیع سرسبز علاقہ کا نام اَلواحات تھا۔ یہاں کثرت سے نخلستان اور باغ تھے۔ مقدسی ص ۲۰۱، یاقوت ۲/۲۷۰۔

سے ڈرتے رہیں، مظلوم کے ساتھ انصاف کرو اور ظالم سے اس کا
حق دلواؤ۔ نیکی اور راستبازی کی تلقین کرو، برائی اور کج روی سے
روکو اور کمزور کا حق طاقت ور سے دلواؤ، احکام خداوندی کی انجام دہی
میں اگر کوئی تمہیں ملامت کرے تو اس کی پرواہ نہ کرو، تم خود فسطاط
میں رہو اور فوجیں روانہ کردو۔ اگر کمک کی ضرورت پڑے تو مجھے مطلع
کرو اور گو کہ حقیقی مدد وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہوتا ہم میں کمک
تمہارے پاس بھیجوں گا۔ خدا سے دعا ہے کہ تمہاری مدد فرمائے اور
تمہیں کامیابی عطا کرے والحمد للہ رب العالمین[1]

اس مراسلہ میں خالد بن ولیدؓ کا محاذِ مصر پہ ذکر حیرت انگیز ہے، مصر کی فتوحات میں خالدؓ کا حصہ لینا مستند عربی اخبار و آثار سے ثابت نہیں ہے، فتوح الشام و مصر منسوب بواقدی میں بہت سی انوکھی اور حیران کن باتیں ہیں اور خالد بن ولیدؓ کا محاذِ مصر پر ظہور بھی انہیں میں سے ایک ہے۔

۳۶۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عراق و شام کی فتوحات کے بعد جب مرکزی خزانہ میں خمس کے علاوہ لگان اور جزیہ کی لگی بندھی رقمیں جمع ہونے لگیں تو عمر فاروقؓ نے سالانہ وظائف کا ادارہ قائم کیا جس کے ماتحت تمام مسلمان غازیوں، ان کی بیویوں اور بچوں کے لئے وظیفے مقرر کئے گئے، سب سے بڑا وظیفہ بدر کے غازیوں کو دیا گیا، یہ خط عمرو بن عاصؓ اور کچھ دوسرے صحابہ کے وظائف سے متعلق ہے :۔

مصر کے ان صحابہؓ کے لئے جنہوں نے " درخت کے نیچے " رسول اللہ
سے بیعتِ رضوان[2] لی تھی ہزار روپے (دو سو دینار) سالانہ وظیفہ مقرر
کرو، یہی وظیفہ تم خود لو چونکہ تم گورنر ہو اور یہی خارجہ بن حذافہ کو ان

---

[1] فتوح الشام و مصر ۲/۱۳۱ - ۱۳۲ [2] ۶ ھ میں رسول اللہ نے معاہدۂ حدیبیہ کے موقع پر یہ بیعت لی تھی۔

کی ممتاز شجاعت اور عثمان بن ابی العاص (عثمان بن قیس سہمی۔ دوسری روایت) کو ان کی غیر معمولی مہمان نوازی کے لیئے دو۔[1]

۳۶۵۔ خط کی دوسری شکل۔

جن صحابہ نے درخت کے نیچے بیعت کی ہو ان کا وظیفہ ہزار روپیے (دو سو دینار) سالانہ مقرر کردو اور اپنے لئے بھی اسی قدر چونکہ تم گورنر ہو اور خارجہ بن حذافہ کو ان کی غیر معمولی شجاعت کے لئے امتیازی وظیفہ (بارہ سو پچاس روپیے) دو۔[2]

۳۶۶۔ عمرو بن عاص رضؓ کے نام۔

یہ خط بے سیاق و سباق ہے۔ اسے کنز العمال میں ابن سعد مؤلف کتاب طبقات الکبیر کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے لیکن طبقات کے یورپین اڈیشن میں یہ خط موجود نہیں ہے۔

واضح ہو کہ میں نے مدینہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کا سالانہ وظیفہ دفتر وظائف میں مقرر کر دیا ہے، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو جہاد کے لئے مصر یا دوسرے محاذوں کو چلے گئے تھے اور پھر لوٹ آئے، وہ لوگ جو یہاں وظیفہ مقرر ہونے کے بعد مصر جا کر بس گئے ان کا اور ان کے بیوی بچوں کا وظیفہ میری مقرر کردہ شرح کے مطابق بحال رکھو اور جن لوگوں کا وظیفہ یہاں مقرر نہیں ہوا ہے اور وہ مصر میں آباد ہو گئے ہیں ان کا وظیفہ مقرر کردو اس کی شرح وہی ہو جو ان جیسی فوجی خدمت والے دوسرے مسلمانوں کے لئے میں نے مقرر کی ہے، خود اپنا وظیفہ دو سو دینار مقرر کرو، یہ وہ رقم ہے۔ جو جنگ بدر میں شریک ہونے والے مہاجر و انصار کو دی گئی ہے، میں نے اتنا وظیفہ تمہارے کسی ہم رتبہ کو نہیں دیا ہے۔ تمہیں زیادہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ تم

---

[1] ابن عبد الحکم ص۱۴۵، ابن سعد جزء ۷، قسم دوم ص۱۹۰، حسن المحاضرہ ص۹۱۔ [2] بلاذری ص۲۴۳

گورنر ہوا اور کسی گورنر کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ تمہیں دی ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ (سرکاری مصارف کے لئے) تمہیں روپے کی ضرورت ہوگی، ان کے لئے آمدنی بڑھاؤ تحصیل جزیہ ولگان (خراج) انصاف اور حق کے اصُول پر ہو۔ جب خراج جمع ہو جائے تو بغیر خورد برد کئے اس سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری خرچ نکال لو اور باقی مجھے بھیج دو، تمہیں یاد رہے کہ مصری آمدنی سے خمس نہیں لیا جائے گا کیونکہ اسے بذریعہ معاہدہ فتح کیا گیا ہے، مفتوحہ مصر اور اس میں جو کچھ ہے مسلمانوں کی دولت ہے اس کی آمدنی سے پہلے ان لوگوں کو دو جو سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور سرکاری فرائض انجام دیتے ہیں، باقی سے ان لوگوں کی مدد کرو جن کا خدا نے (قرآن میں) نام لیا ہے، یاد رہے عمرو کہ خدا تمہیں اور تمہارے عمل کو دیکھتا ہے، وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:۔ واجعلنا للمتقین اماما۔ ہمیں خدا ترسوں کا لیڈر بنا، وہ چاہتا ہے کہ اسکی بتائی ہوئی راہ پر چلا جائے، تمہیں یہ بھی یاد رہے کہ تمہاری عملداری میں ذمی اور معاہد لوگ ہیں، رسُول اللہؐ نے ان کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے اور قبطیوں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کی سفارش کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے، قبطیوں سے اچھا سلوک کرو، وہ تمہاری حفاظت میں داخل ہوں گے، وہ تمہارے ہم نسب بھی ہیں، ان سے رشتہ یہ ہے کہ پیغمبر اسماعیلؑ کی ماں قبطی تھیں، رسُول اللہؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص معاہد پر ظلم کریگا یا اس کی طاقت سے زیادہ جزیہ لے گا، تو قیامت کے دن میں اس کا گریبان پکڑوں گا۔ خبردار عمرو، رسُول اللہ کہیں تمہارا گریبان نہ پکڑ لیں، رسُول اللہ نے جس کا گریبان پکڑا وہ ذلیل ہو کر ہی رہے گا۔ بخدا اے عمرو، اس قوم کا حاکم بن کر میں بڑی آزمائش میں ڈالا گیا ہوں، مجھے کمزوری کا احساس ہونے لگا ہے میری

رعایا ہر طرف پھیل گئی ہے، میں بہت بوڑھا ہوں۔ خدا سے دعا ہے
کہ مجھے اٹھالے، نہ زیادہ میری تعریف ہو نہ برائی۔ بخدا مجھے ڈر رہتا ہے
کہ اگر کوئی اونٹ تمہاری عملداری کے دور ترین حصہ میں لاپرواہی سے
ضائع ہو جائے تو قیامت کے دن مجھ سے جواب طلب ہو گا۔[1]

یہ خط کئی مختلف مضامین پر مشتمل ہے، تقرر وظائف، خراج، اہل معاہدہ اور قبطیوں کے ساتھ برتاؤ، عمر فاروقؓ کی خلافت سے بددلی، اپنی کمزوری اور بڑھاپے کا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راویوں نے عمر فاروقؓ کے متعدد خطوط سے جو مختلف اوقات میں لکھے گئے تھے بعض چیدہ حصے نکال کر یکجا کر دیئے ہیں، ایسا کرنے میں ان سے کچھ لغزشیں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ مثلاً ان کی یہ تصریح درست نہیں کہ بدر کے مجاہدوں کا سالانہ وظیفہ ایک ہزار درہم تھا۔ مستند اور مشہور ہزار رائے یہ ہے کہ بدر کے غازی مہاجرین کا سالانہ وظیفہ ڈھائی ہزار روپے (پانچ ہزار درہم) اور انصار کا دو ہزار روپے (چار ہزار درہم) تھا۔ خط میں ایک جگہ یہ تصریح ہے کہ مصر چونکہ بزورِ شمشیر فتح نہیں ہوا تھا اس کی حیثیت مالِ غنیمت کی سی نہیں ہے اور دوسری جگہ یہ تصریح کہ سرحدی فوج کو وظیفے (تنخواہیں) دے کر باقی اُن لوگوں میں تقسیم کر دو جن کا قرآن میں ذکر ہے (مساکین یتامیٰ مکاتب وغیرہ) حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا حصہ خمس سے نکلتا اور خمس اسی دولت سے لیا جاتا ہے جو بزورِ شمشیر فتح ہو۔

۳۶۷ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

سنہ ۲۱ھ میں عمر فاروقؓ کے دو لڑکے عبداللہؓ اور عبدالرحمٰنؓ جہاد کے لئے مصر گئے، اس موقع پر عمر فاروقؓ نے گورنر عمرو بن عاصؓ کو لکھا۔

اگر میرے کنبہ کا کوئی فرد تمہارے پاس آئے تو تم اسے کوئی تحفہ نہ دینا
اور نہ اس کے ساتھ خصوصی برتاؤ کرنا ورنہ تمہارے خلاف مناسب
کارروائی کی جائے گی۔

---

[1] کنز العمال ۲/۱۶۲

عمرو بن عاص رضؓ کہتے ہیں کہ اس حکم امتناعی کے باعث میں نے دونوں بھائیوں کی نہ تو آؤ بھگت کی نہ انہیں کوئی تحفہ بھیجا اور نہ ملنے ان کے گھر گیا، کچھ دن گزرے تھے کہ کسی نے آکر مجھ سے کہا کہ عبدالرحمٰن اور ابو سروعہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں، میں نے انہیں اندر بلالیا وہ بہت اداس تھے، انہوں نے کہا۔ ہمارے حد شراب لگائیے، ہم نے رات شراب پی اور مدہوش ہوگئے، میں نے دونوں کو پھٹکارا اور کہا:- امیرالمومنین کے لڑکے اور ایک بدری صحابی کے حد لگاؤں؛ عبدالرحمٰن :- اگر آپ حد نہیں لگائیں گے تو میں مدینہ لوٹ کر امیرالمومنین کو خبر کردونگا اسی اثنا میں عبدالرحمٰن کے بڑے عبداللہ بن عمرؓ بھی آگئے میں ان کے استقبال کو آگے بڑھا خوش آمدید کہا اور صدر مجلس میں بٹھانا چاہا، لیکن انہوں نے انکار کردیا اور بولے :- والد نے مجھے آپ سے ملنے کی ممانعت کردی ہے۔ اِلّا یہ کہ ملاقات کے بغیر چارہ نہ ہو اور اس وقت ایک ایسی ضرورت آن پڑی ہے کہ ملاقات ناگزیر ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کا منظر عام پہ سر نہ مونڈا جائے، حد شراب آپ جہاں چاہیں لگا سکتے ہیں۔ اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ حد کے ساتھ تضحیک و تشہیر کے لئے سر بھی منڈوایا جاتا تھا میں دونوں کو گھر کے صحن میں لایا اور حد لگائی، اس کے بعد عبداللہ بھائی کو لے کر صحن کے ایک کمرہ میں گئے اور ان کا اور ابو سروعہ کا سر مونڈا، بخدا میں نے اس موضوع پہ عمرؓ کو ایک حرف بھی نہیں لکھا لیکن چند ہی دن گزرے تھے کہ یہ توبیخ آمیز خط موصول ہوا:

عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے عاصی بن عاصی کو، سلام علیک ابن عاصی مجھے حیرت ہے تم پر اور تمہاری جرأت پر کہ تم نے میری ہدایت کی خلاف ورزی کی میں نے اصحاب بدر اور تم سے بہتر لوگوں کو نظر انداز کرکے تمہیں منتخب کیا حالانکہ تم گمنام تھے اور تم کو پچھلی صف سے نکال کر اگلی صف میں کھڑا کیا، لوگوں نے مجھ سے کہا تھا

کہ تم جرأت اور مخالفت سے کام لوگے اور میں دیکھ رہا ہوں ویسا ہی ہوا جیسا انہوں نے کہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں بڑی طرح معزول کرنا پڑے گا۔ تمہارا بُرا ہو، عبدالرحمٰن کو اپنے گھر میں حد لگاتے ہو اور اس کا سر بھی گھر میں مونڈتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم تھا کہ یہ بات میری مرضی کے خلاف ہوگی، عبدالرحمٰن تمہاری رعیت کا ایک فرد تھا اور تمہیں اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے تھا جیسا کسی دوسرے مسلمان کے ساتھ لیکن تم نے کہا "امیرالمومنین کا لڑکا ہے (اس کیساتھ رعایت کریں) حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں حقوق اللہ میں کسی کے ساتھ رو رعایت نہیں کرتا، یہ خط پاتے ہی عبدالرحمٰن کو عبا، (موٹے بالوں کا ڈھیلا کوٹ) پہنا کر قتب (چھوٹے تکلیف دہ کجاوہ) پر روانہ کردو تاکہ اپنی بدکرداری کا مزہ چکھے۔

مَیں نے عبداللہ کو ان کے والد کا خط دکھا کر عبدالرحمٰن کو مدینہ روانہ کر دیا اور عمرؓ کو ایک معذرت نامہ لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو گھر کے صحن میں حد لگائی تھی اور بخدا یہ وہی جگہ ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم کو سزا دیتا ہوں، یہ خط عبداللہ بن عمرؓ کے ہاتھ بھیج دیا، عبداللہ بھائی کے ساتھ مدینہ پہنچے، عبدالرحمٰن موٹے بالوں کے کوٹ میں باپ کے سامنے آئے۔ بے گدے کی سواری نے ان کا جسم چُور کر دیا تھا کہ ان کے لئے چلنا دو بھر تھا، عمر فاروقؓ نے عبدالرحمٰن کو بُرا بھلا کہتے ہوئے کوڑا منگوایا۔ ایک بڑے صحابی عبدالرحمٰن بن عوف نے زدوکوب سے باز رہنے کی سفارش کی اور کہا کہ عبدالرحمٰن بن عمرؓ کو شراب نوشی کی سزا پہلے ہی مل چکی ہے۔ مگر عمر فاروقؓ پر اس کا کچھ اثر نہ ہو۔ انہوں نے اتنے ان صحابی کو ڈانٹا، عبدالرحمٰن پر کوڑے پڑنے لگے، وہ چیختے اور کہتے،

ل یہاں سے کہانی روایت عمر فاروقؓ کے آزاد کردہ غلام اسلم کی زبانی شروع ہوتی ہے۔

میں بیمار ہوں۔ بخدا تم مجھے مارے ڈالتے ہو، حد لگنے کے بعد عبدالرحمٰن کو قید کر دیا گیا جہاں ایک[1] ماہ بیمار رہ کر ان کا انتقال ہو گیا[1]۔

۲۶۸ - خط کی دُوسری شکل۔

عبدالرحمٰن کو قتب پر بٹھا کر میرے پاس بھیجدو[2]۔

۲۶۹ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ نے ایک باشہ فوجی کو جس کا تعلق یمن کے قبیلہ تجیب سے تھا غصّہ میں منافق کہہ دیا اس نے خلیفہ سے شکایت کی تو انہوں نے عمرو بن عاصؓ کو لکھا:-

اگر تجیبی گواہ فراہم کر دے کہ تم نے اسے منافق کہا تھا تو اسے حق پہنچتا ہے کہ تمہارے کوڑے مارے[3]۔

۲۷۰ - عمرو بن عاصؓ کے نام۔

صحابی زنباع کا سندر نامی ایک غلام تھا، ایک دن اس نے زنباع کی کنیز کو پیار کر لیا، زنباع نے طیش میں آکر اس کے خصیے، کان اور ناک کاٹ ڈالے سندر نے رسول اللہؐ سے داد فریاد کی۔ انہوں نے زنباع کو طلب کیا اور کہا، غلاموں کے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرنا چاہیئے جو ان کے لئے ناقابل برداشت ہو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ اور ان سے مطمئن ہو تو رکھو ورنہ بیچ ڈالو۔ خلقِ خدا پر ایسے عذاب نہ توڑو، جس غلام کا مُثلہ کیا جائے گا یا اُسے آگ میں جلایا جائے گا۔ وہ آزاد ہو جائے گا۔ رسُول اللہؐ نے سندر کو آزاد کر دیا۔ سندر نے کہا: رسول اللہؐ آپ ہر مسلمان سے سفارش کر دیجئے کہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ رسول اللہؐ نے سفارش کر دی۔ ان کی وفات پر سندر ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا

---

[1] ایک رائے یہ ہے کہ عبدالرحمٰن چھ ماہ قید میں رہ کر اچھے ہو گئے اور پھر بیمار پڑے اور وفات پائی۔
[2] ابن ابی الحدید ۳/۱۲۳، ابن جوزی ص ۱۷۱، ۲۰۱، بلاذری انساب ق، ۹/۳۱۹، ابن عساکر ق، قلم ص ۱۶ کنز العمال ۳/۲۵۱ باختلاف متن [3] بیہقی ۸، ۲۱۲، ۲۱۳ [4] کنز العمال ۳/۱۲۰

اور ان سے کہا کہ میرے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش پوری کیجئے، ابوبکر صدیقؓ جب تک زندہ رہے اس کی کفالت کرتے رہے، ان کے بعد سندر نے عمر فاروقؓ سے کہا کہ میرے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش کیجئے، عمر فاروقؓ نے پوچھا تم مدینہ میں رہنا پسند کروگے یا باہر جانا، سندر: میں مصر میں رہائش اختیار کرنا چاہتا ہوں، عمر فاروقؓ نے عمرو بن عاصؓ کو لکھا:-

سندر کے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش پوری کرو[۱]۔

۲۷۱- عمرو بن عاصؓ کے نام۔

کسی غلام کو جو مٹی کھود رہا تھا ایک گھڑا ملا جس میں اشرفیاں بھری ہوئی تھیں غلام نے اپنی محنت کا ثمرہ سمجھ کر اشرفیاں خود لینا چاہیں اور اس کے مسلمان مالک نے مملوک کی چیز مملوک کے نظریہ کے مطابق کہا کہ اشرفیاں میری ہیں۔ قضیہ عمر فاروقؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے یہ فیصلہ دیا:-

کچھ اشرفیاں غلام کو دیدو، ایسا کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ غلام پائی ہوئی چیزیں اپنے آقاؤں کو دے دیا کریں گے[۲]۔

۲۷۲- عمرو بن عاصؓ کے نام۔

شریک بن سُمیؓ ایک صحابی عمرو بن عاصؓ کے پاس آئے اور کہا کہ حکومت کا وظیفہ میرے لئے ناکافی ہے مجھے زراعت کی اجازت دیجئے۔ گورنر: سرکاری وظیفہ پانیوالوں کو زراعت کرنے کی اجازت نہیں ہے، ان کا کام صرف غیر مسلموں سے جنگ و قتال کرنا ہے۔ ممانعت کے باوجود شریک نے کھیتی باڑی شروع کر دی، گورنر نے شریکؓ کی شکایت خلیفہ کو لکھ بھیجی۔ انہوں نے شریکؓ کو مدینہ طلب کیا اور جب وہ آئے تو ان سے کہا: میں تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ مصر کے لوگ عبرت پکڑیں گے۔ شریکؓ: مجھے معاف کر دیجئے، میں اپنے کئے پر نادم ہوں۔

---

[۱] ابن عبدالحکم ص۱۲۷-۱۲۸، حسن المحاضرہ ۱/۹۱، استیعاب ۱/۵۸۶-۵۸۷، ابن حنبل ۲/۲۲۵؛ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ [۲] ابن عبدالحکم ۱۶۹۔

عمر فاروقؓ نے گورنر کو لکھا:۔

شریکؓ بن سُمّی میرے پاس آئے، اپنے کئے پر پچھتائے اور معذرت کی۔ میں نے ان کی معذرت قبول کرلی ہے[۱]۔

۳۷۳۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

گورنر نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ فسطاط کے ان عیسائی راہبوں کی دولت کس طرح ٹھکانے لگائی جائے جن کا کوئی وارث نہیں ہے، تو یہ جواب آیا۔

صاحبِ اولاد راہبوں کا ترکہ ان کی اولاد کو دے دیا جائے اور جس کے اولاد نہ ہو اس کی میراث بیت المال میں جمع کردو۔ اس کے وارث مسلمان ہیں[۲]۔

۳۷۴۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ نے ایک ایسے مسلمان کے بارے میں خلیفہ کو رپورٹ بھیجی جو کئی بار ترکِ اسلام کرچکا تھا، تو یہ جواب آیا:

اگر وہ مسلمان ہوجائے تو خیر ورنہ اس کی گردن ماردو[۳]۔

۳۷۵۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ کے سیکرٹری نے خلیفہ کے نام ایک مراسلہ میں بسم اللہ کا سین نہیں لکھا۔ سہواً یا بے پرواہی سے، عمر فاروقؓ نے گورنر کو یہ حکم لکھ بھیجا۔

سیکرٹری کے ایک کوڑا مارو[۴]۔

۳۷۶۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

یہ خط لطائف الاخبار الاول فیمن تصرف فی مصر من ارباب الدّول (قلمی) سے ماخوذ ہے۔ اس کے مؤلف محمد بن عبد المعطی اسحاقی لکھتے ہیں کہ جب عمرو بن عاصؓ نے خلیفہ سے اس بات کی شکایت کی کہ مصر کے کاشتکاروں سے بہت سا لگان وصول نہیں ہوا ہے تو

۱؎ ابن عبد الحکم ص ۱۶۲، ابن حجر ۲/۱۵۰، حسن المحاضرہ ۱/۹۳ ۲؎ ابن عبد الحکم ص ۹۰، کنز العمال ۳/۱۵۲، ۳؎ ایضاً ص ۱۶۸، کنز العمال ۳/۱۵۲، ۱/۱۰۹، ۴؎ ابن جوزی ص ۹۶

انہوں نے لکھا :-

گورنر، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب لگان وصول کرنے کا وقت آئے اور اس کی مقدار و شرح پہلے سے رجسٹروں میں مندرج کر دی گئی ہو تو اس (مقدار و شرح) میں کوئی رد و بدل نہ کیا جائے، کاشت کاروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہونی چاہیئے، ہم دنیا میں ان کے ساتھ بے انصافی کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں وہ ہمارا گریبان پکڑیں گے۔ ہر حاکم رعیت کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔ تمہیں معلوم رہے کہ ظلم وہ دروازہ ہے جس میں داخل ہونے والے پر خدا نے لعنت کی ہے، ہمارا عقیدہ عدل و انصاف پر ہے اور اسی کو ہم نافذ کرتے ہیں، ہماری اسی پالیسی پر تم بھی چلو اور ہمارے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو، گو میں تم سے دور رہتا ہوں لیکن خدا تمہارے پاس موجود ہے اور تمہارے عمل سے واقف ہے۔ تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے لکھا ہے کہ کاشت کاروں پر بہت سا لگان باقی رہ گیا ہے۔ اس کے باوجود ان کی کوئی چیز نیلام نہ کرانا ورنہ وہ تباہ ہو جائیں گے اور ان کی فصلوں کا تخمینہ لگانے کے لئے ایماندار لوگ مقرر کرو اور جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ کھیتی پر کوئی آفت نہیں آئی ہے فوا سیھم بشئی من المؤنۃ وجوز الایام تجوز (؟) ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[1]۔

۳۷۷ ۔ عمرو بن عاصؓ کے نام ۔

بالائی اور زیریں مصر میں اسلامی حکومت کی بنیاد ہموار کر کے ۲۲ھ میں عمرو بن عاصؓ مصر کے مغرب میں ساحل سمندر سے متصل وہ وسیع علاقہ مسخر کرنے نکلے جسے

---

[1] اسحاقی (لطائف الاخبار الاول فیمن تصرف فی مصر من ارباب الدول قلمی، محمد بن عبد المعطی اسحاقی دار الکتب قاہرہ)

اس وقت عرب مغرب کے نام سے یاد کرتے تھے اور جو عصر حاضر میں لیبیا کہلاتا ہے اسلامی فوج نے چند ماہ کے اندر یہاں کے دو سب سے بڑے شہروں برقہ اور طرابلس (پایۂ تخت) پر قبضہ کر لیا۔ لیبیا کے مغرب میں ایک اور ملک تھا۔ جسے اُس وقت افریقیہ کہتے تھے اور جو اب تونس۔ الجیریا اور مراکش پر مشتمل ہے۔ عمرو بن عاصؓ اسکندریہ سے سیکڑوں میل دور آ چکے تھے اور ایک ایسی سرزمین میں تھے جہاں سفر بہت مشکل تھا اور پانی سخت کم یاب، تاہم ان کی ہمت میں نہ کوئی کمزوری تھی نہ حوصلہ میں کوئی اضمحلال ان کی نظریں افریقیہ کے افق پر جمی ہوئی تھیں آگے قدم بڑھانے سے پہلے انہوں نے خلیفہ کو لکھا کہ ہم نے طرابلس تک فتح حاصل کر لی ہے، یہاں سے افریقیہ نو دن کی مسافت ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم اوپر کا رُخ کریں۔ عمر فاروقؓ نے لکھا :-

> ایسا نہ کرو، یہ ملک افریقیہ نہیں بلکہ مفرقہ ہے (اختلاف وافتراق کا مرکز) یہاں کے لوگ خود غدار ہیں اور دُوسروں کی غداری کا شکار بھی جب تک میں زندہ ہوں کوئی اس پر فوج کشی نہیں کرے گا۔[1]

بلاذری نے لکھا ہے کہ یہاں کے رؤسا جو بزنطی حکومت کے باجگذار تھے اکثر مقررہ خراج دبا لیتے تھے اور شاہ اسپین بھی ان سے اپنے معاہدے ایفا نہیں کرتا تھا۔ اسی بنا پر عمر فاروقؓ اہل افریقیہ کو غدار اور مغدور بتاتے ہیں۔

۲۷۸۔ خط کی دُوسری شکل۔

> افریقیہ میں قدم نہ رکھو۔ اس ملک کے لوگ کبھی متحد نہیں رہتے وہاں کا پانی سخت دلی پیدا کرتا ہے۔ اسے جو بھی پیئے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا۔[2]

۲۷۹۔ عمرو بن عاصؓ کے نام

مورخین اسلام میں فتوح مصر کے مؤلف ابن عبدالحکم مصری (۱۸۷ - ۲۵۷ھ) سب سے قدیم مورخ ہیں جنہوں نے خراج مصر سے متعلق عمر فاروقؓ اور عمرو بن عاصؓ کی خط وکتابت نقل کی ہے لیکن اس خط وکتابت کو نہ تو مکمل کہا جا سکتا ہے اور نہ

---

[1] ابن عبدالحکم ص۱۷۳، بلاذری ص۲۲۷ [2] یاقوت ا/ ۱۰۳

مستند، اس کی متعدد اہم کڑیاں مفقود نظر آتی ہیں اور اس بات کا پُورا احتمال ہے کہ ایک خط کے بعض حصے دوسرے کے ساتھ گڈمڈ ہو گئے ہوں یا کچھ ضروری اجزاء محذوف کر دیئے گئے ہوں یا کچھ باتیں ناقلوں نے اپنی طرف سے بڑھا دی ہوں۔ پہلے خط کے بارے میں راویوں کا دعویٰ ہے کہ یہ اس وقت لکھا گیا جب عمروبن عاصؓ نے خراج بھیجنے میں دیر کی لیکن خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ شکایت تاخیر کی نہیں، بلکہ تقلیل خراج کی ہے نیز یہ کہ اس موضوع پر خلیفہ اور گورنر کے درمیان پہلے بھی خط و کتابت ہو چکی تھی۔ خط میں مصر کے قدیم بادشاہوں فراعنہ کی زراعت اور نظام آبپاشی سے بڑھی ہوئی دلچسپی کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ تصریح بھی موجود ہے کہ عمروبن عاصؓ نے جو لگان، خراج وصول کیا وہ اس خراج کے آدھے سے بھی کم ہے جو ان سے پہلے بزنطی حکومت کے گورنر مُقوقس نے وصول کیا تھا۔ مقریزی نے مواعظ و الاعتبار (خطط) میں لکھا ہے کہ فراعنہ بڑے زراعت دوست بادشاہ تھے اور انہوں نے آبپاشی کا وسیع اور باضابطہ نظام قائم کیا تھا، سارے ملک کی اراضی تک نہریں اور بمبے نکال کر نیل کا پانی پہنچا دیا تھا، نہروں، پلوں، پانی کے دروازوں اور آبی راستوں کی صفائی اور کھدائی کے لئے ہر وقت ایک بڑا عملہ تیار رہتا تھا۔ اس خاندان کے بعض بادشاہوں نے بغیر ظلم و ستم دس کروڑ سے زیادہ خراج وصول کیا اور اکثر نے نو ساڑھے نو کروڑ، یہ رقم کم ہوتے ہوتے مقوقس کے زمانہ میں دو کروڑ رہ گئی تھی اور مصر پر جب اسلامی تسلط قائم ہوا تو پہلے سال خراج صرف ایک کروڑ وصول ہوا۔ اس غیر معمولی کمی کے عمر فاروقؓ شاکی ہیں :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمروبن عاصؓ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے تمہارے اور مصر کے بارے میں جہاں تم حکمران ہو غور کیا، تمہارا ملک خوب لمبا چوڑا اور زرخیز ہے خدا نے اس کے باشندوں

لے مقریزی ۱/۳۱۶

کو خشکی اور سمندر دونوں میں ہر قسم کا سامان، شجاعت اور قوت عطا کی ہے یہاں فرعون بادشاہوں نے حکومت کی اور سرکش و خدا فراموش ہونے کے باوجود انہوں نے زراعت کی ترقی کے لئے عمدہ کام کئے مجھے اس بات پر تعجب ہے لیکن سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اب مصر سے اس خراج کا آدھا بھی وصول نہیں ہو رہا ہے جو پہلے ہوتا تھا حالانکہ ملک میں کسی قسم کا قحط نہیں ہے خرا[illegible] کے موضوع پر تم سے کافی لمبی خط و کتابت کرنے کے بعد مجھے توقع تھی کہ تم صحیح روش اختیار کرو گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے لیکن تم ایسے بہانے ہی تراشتے رہے جو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں ہیں۔ میں اس خراج سے کم قبول نہیں کر سکتا جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا، میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے خط میں ایسی کیا بات تھی جس نے تمہیں بھڑکایا اور برہم کیا۔ اگر تم کارگزاری دکھاؤ اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی برأت اور بیگناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے لیکن اگر تم نالائق اور خائن ہو تو تمہاری برأت کی کوشش بے سود ہے۔ پچھلے سال میں نے خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہیں سمجھا اور اس امید میں طرح دیتا رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے تمہارے بے ایمان افسر تمہیں باز رکھتے ہیں جن سے تمہاری ملی بھگت ہے۔ انہوں نے تمہیں اپنا ملجا اور ماویٰ بنا لیا ہے لیکن خدا کے فضل سے میرے پاس تمہاری بیماری کا علاج موجود ہے۔ پس ابوعبداللہ تم سے اگر صحیح رقم وصول کی جائے تو تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہیئے، مصر کی گائے خشک نہیں۔ خوب دودھ دینے والی ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے۔ لہٰذا تم اپنے بار بار کے بہانوں سے مجھے معاف رکھو۔ حقیقت کے چہرہ سے پردہ اُٹھ چکا ہے۔ والسلامؑ۔

ابو عبید [illegible] ۱۰۹، مقریزی ۱/۲۴۳، حسن المحاضرہ ۱/۵۵، کنز العمال ۳/۱۵۰ [illegible]

عمرو بن عاصؓ کا جواب ۔

اس سخت مراسلہ سے عمرو بن عاصؓ کی خودداری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ بلبلا گئے اور لکھا :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، عبداللہ عمرؓ امیرالمومنین کو عمرو بن عاصؓ کی طرف سے سلام علیک ۔ میں اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ، آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیرِ خراج کی شکایت کی ہے (خط میں تاخیر خراج کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی شکایت ہے) اور فرعون بادشاہوں کے عمدہ زراعتی کارناموں کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ وصول کرسکے اور میں نہ کرسکا. اس پر اظہارِ تعجب کیا ہے (خط میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے فراوانی خراج پر تعجب ظاہر ہوتا ہو) میری جان کی قسم یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کے زمانہ میں خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیرکاشت زمین اور پیداوار زیادہ تھی ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سرکش و خدافراموش ہونے کے باوجود ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے ۔ آپ نے لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ خشک ہوگئی ہے (خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ میرے اوپر برسے ہیں اور دل کھول کر سب طعن کی ہے اور میری ایمانداری کو بدگمانی کا نشانہ بنایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کدورت ہے میری جان کی قسم آپ نے سخت ناروا اور نامناسب زبان استعمال کی ہے ۔ اگر آپ اپنی گفتگو واقعیت کے دائرہ اور قاعدہ کے حدود میں رکھتے تو اس کا اثر اور فائدہ زیادہ ہوتا ۔ میں رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ کے عہدوں پر فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام لیا ۔ اپنے ائمہ کے فرائض وفاداری کو ہمیشہ پورا کیا ۔ اس وقت میری ایمانداری کا

اعتراف کیا جاتا تھا اور (مالی معاملات میں) میری بات سنی جاتی تھی، خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ غبن، خیانت یا رشوت سے آلودہ ہوں، آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے۔ خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتیٰ کہ اس کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کا خط پا کر جس میں آپ نے مجھے خوب بے آبرو کیا ہے مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کر دیں، ابن خطاب! میری توہین کی جائے تو میری خودداری کو جوش آجاتا ہے اور میں اپنی آبرو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر گرفت ہو سکے۔ جتنی آپ نے میری سرزنش کی ہے یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے، خدا مجھے اور آپ کو معاف کرے۔ مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن کا ذکر کر کے آپ کی توہین کر سکتا ہوں لیکن ایسا نہیں کروں گا کیوں کہ میرا فرض ہے کہ آپ کے اونچے رتبہ کا احترام کروں۔ السلام[1]

۳۸۰ ۔ عمرو بن عاصؓ کے نام۔

عمرو بن عاصؓ کے مذکورہ بالا جواب کو بلحاظ مضمون تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے:۔

۱۔ خراج کی کمی کی توجیہہ۔

۲۔ خیانت و غبن کی تردید۔

۳۔ خلیفہ کی ترش باتوں کا شکوہ اور گورنری سے سبکدوش ہونے کی خواہش۔

رہی تاخیر خراج جو ہمارے راوی موجودہ خط و کتابت کا محرک خاص بتاتے ہیں تو اس موضوع پر خط میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ گورنر کا یہ جواب پا کر عمر فاروقؓ نے لکھا۔

عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حیرت ہے کہ میں نے تمہیں

---

[1] ابن عبدالحکم ص ۱۵۹-۱۶۰، مقریزی ۱/۱۳۶، حسن المحاضرہ ۱/۸۹، کنز العمال ۲/۱۵۰

تاخیرِ خراج کے سلسلہ میں اتنے خط لکھے اور تم ہر خط کے جواب میں بے تکی باتیں ہی کرتے رہے۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ میں خراج کی وہی رقم قبول کر سکتا ہوں جو پوری پوری اور ٹھیک ٹھیک ہو۔ میں نے تمہیں مصر اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اور تمہارا خاندان اسے جائداد سمجھ کر کھائے اڑائے بلکہ اس امید پر بھیجا تھا کہ تم خراج بڑھاؤ گے اور اپنے حسنِ انتظام کے جوہر دکھاؤ گے میرا خط پاتے ہی خراج بھیجدو۔ یہ مسلمانوں کی آمدنی (کا واحد ذریعہ) ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو یہاں کے لوگ سخت تنگ حال ہیں۔ والسلام۔[1]

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا جواب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عمر بن خطاب کو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی طرف سے سلام علیک۔ اس معبود کا سپاسگذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، امیر المومنین آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیرِ خراج کی شکایت کی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ میں سیدھے راستہ سے ہٹ گیا ہوں اور راستبازی سے میں نے منہ موڑ لیا ہے، بخدا میں اسی راستہ پر ہوں جسے آپ صحیح اور سیدھا سمجھتے ہیں، بخدا میں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ہے تاخیرِ خراج کی وجہ یہ ہے کہ زمینداروں نے کھیت پکنے تک مجھ سے مہلت مانگی تھی، میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ مہلت دے دوں، زمینداروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اس سخت اور احمقانہ کارروائی سے بہتر ہے جس کے زیر اثر وہ اپنا ضروری سامان بیچنے پر مجبور ہوں۔ والسلام۔[2]

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ۲۴۹ ان تین اہم حصوں پر مشتمل ہے:۔

۱۔ تاخیرِ خراج کی شکایت۔

---

[1] ابن عبد الحکم ص ۱۶۰، مقریزی ص ۱۲۶، حسن المحاضرہ ۱/۸۹ [2] ابن عبد الحکم ص ۱۶۰، ۱۶۱، مقریزی ۱/۳۳۰، حسن المحاضرہ ۱/۸۹۔

۲۔ صحیح اور پوری مقدار خراج پر اصرار۔

۳۔ گورنر کی ایمانداری پر چھینٹے، ان میں دُوسرا حصّہ جس پر خلیفہ اور گورنر کے درمیان ایک سال سے زیادہ خط و کتابت اور قیل و قال ہوتی رہی تھی، سب سے اہم ہے۔ بایں ہمہ گورنر کے جواب میں اس سے متعلق نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی صفائی بلکہ زبانِ خاموشی سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ رہی تاخیر خراج کی شکایت تو اس کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں پیش کی گئی ہے، ایک سال کی خط و کتابت کے بعد یہ کہنا کہ چونکہ فصلیں پکی نہ تھیں اور زمینداروں نے مہلت مانگی تھی اس لئے دیر ہوگئی سمجھ میں آنیوالی بات نہیں، ایک سال میں اوسطاً تین فصلیں ہوتی ہیں اور تاخیر کسی ایک فصل کی تاخیر خراج چند ماہ کا معاملہ ہے نہ کہ سال بھر اور زیادہ کا اور اگر مان لیا جائے کہ وجہ تاخیر کھیتی کا نہ پکنا تھا۔ تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی سیدھی سادھی اور اپنے بس سے باہر بات کہتے ہوئے گورنر کیوں جھجکتے رہے اور خلیفہ کو بدگمانیوں کا کیوں موقع دیا؟

۲۸۱۔ عمرو بن عاص ؓ کے نام۔

مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے پاس گھوڑے اونٹ، بکریاں، گائیں اور غلام ہوگئے ہیں، جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ گورنری سے پہلے تمہارے پاس یہ چیزیں نہیں تھیں، سچ سچ لکھو کہ یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی[1]

۲۸۲۔ خط کی دُوسری شکل۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس اونٹ، بکریاں، نوکر اور غلام ہوگئے ہیں جو گورنری سے پہلے نہ تھے اور نہ تمہیں تنخواہ میں دیئے گئے ہیں پھر یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ میرے پاس تم سے بہتر ایسے دیرینہ مہاجر تھے جنہیں گورنری کا عہدہ دے سکتا تھا لیکن

---

[1] ابن عبدربہ ۱/۴۶۔ قلقشندی ۶/۳۸۶، بلاذری انساب (ف)، ۹/۶۱۴ خط کا

اگر یہ عہدہ تمہارے فائدہ اور ہمارے نقصان کے لئے ہے تو پھر کیوں نہیں مہاجرین پر ترجیح دی جائے، بہت جلد لکھو یہ دولت تمہارے پاس کہاں سے آئی[۱]

عمرو بن عاص رضؓ کا جواب۔

امیرالمومنین آپ نے میرے قول کے بارے میں جو لکھا صحیح ہے۔ یہاں چیزیں سستی ہیں اور آئے دن لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں (اور مال غنیمت کے برابر حصے برابر ملتے رہتے ہیں) بچے ہوئے روپیہ سے میں نے یہ سامان جمع کر لیا ہے، اگر آپ کی خیانت درست ہوتی تب بھی ایسا نہ کرتا کیونکہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔... رہا آپ کا یہ کہنا کہ میرے پاس تم سے بہتر ایسے مہاجرین اولین تھے تو آپ نے انہیں عہدہ کیوں نہیں دیا؟ میں نے اس کے لئے آپ کا دروازہ تو نہیں کھٹکھٹایا تھا۔ والسلام[۲]۔

۳۸۳ - عمرو بن عاص رضؓ کے نام۔

گورنر کی صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کو تشفی نہیں ہوئی بلکہ غبارِ خاطر کچھ اور بڑھ گیا۔ اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی خبر سن کر اور اس سے پہلے خراج کی کمی دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ عمروؓ ناجائز طریقہ سے روپیہ کماتے ہیں، انہوں نے یہ خط دے کر اپنا ایک معتمد مصر بھیجا اور عمرو بن عاص رضؓ کی آدھی دولت ضبط کرالی:-

مجھے اپنے افسانوں اور بے تکی باتوں سے معاف رکھو، تمہارا خود کو دیانتدار ظاہر کرنا بے سود ہے، میں محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں انہیں اپنی آدھی دولت دے دو۔ گورنرو! تم دولت کے چشموں پر بیٹھ گئے اور (جب تمہاری گرفت کی جاتی ہے تو) بہانے بناتے ہو۔ اپنی اولاد کے لئے دولت جمع کرتے ہو اور اپنے عہدہ سے مستقبل کی خوش حالی کی بنیادیں ہموار

---

[۱] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴ و ۱/۵۸ باختلاف متن، ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۲ [۲] ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴۔

کرتے ہو، بلاشبہ تم سامانِ رسوائی جمع کر رہے ہو اور آتشِ جہنم کا لقمہ بنو گے۔ والسلام[1]۔

۳۸۴۔ خط کی دوسری شکل۔

بد دیانت حاکموں کی حرکتوں کا حال مجھے خوب معلوم ہے۔ تمہارا خط اس شخص کا سا ہے جسے مواخذۂ حق نے بوکھلا دیا ہو۔ تمہاری دیانت میری نظر میں مجروح ہے، محمد بن مسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمہاری آدمی دولت بحقِ بیت المال ضبط کر لیں، اپنا سارا مال و متاع انہیں نوٹ کرا دو اور وہ جو کچھ مانگیں دیدو اور اگر سختی سے پیش آئیں تو انہیں معاف کر دو، بات صاف ہے (کہ تم نے ناجائز طریقہ سے دولت کمائی ہے[2])

۳۸۵۔ خط کی تیسری شکل۔

سرکاری عہدہ دارو، تم دولت کے سوتوں پر بیٹھ گئے ہو۔ حرام طریقوں سے دولت کماتے ہو، حرام مال کھاتے ہو اور اپنی اولاد کو حرام دولت کا وارث بناتے ہو۔ میں محمد بن مسلمہ انصاری کو تمہاری آدھی دولت ضبط کرنے بھیج رہا ہوں۔ انہیں اپنا سارا مال و متاع دکھا دو[3]۔

---

[1] ابن عبدربہ ۲/۴۷، ابن ابی الحدید ۳/۱۰۴ باختلاف متن [2] بلاذری ص۲۲۱، بلاذری انساب (ف)، ۹/۶۱۴ باختلاف متن [3] ابن عبدالحکم ص۱۴۶۔

متفرق خطوط

ذیل میں عمر فاروق رض کے وہ خط پیش کئے جاتے ہیں جن

(۱) مخاطبوں کی ہمارے ماخذوں میں تصریح نہیں کی گئی۔

(۲) جن کے مخاطب اور ان کے عہدے معلوم و مشخص نہ ہو سکے۔

(۳) جن کا وقت نگارش متعین نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) جو کسی چھاؤنی صدر مقام یا محاذِ جنگ کے مسلمانوں کے نام تھے۔

(۵) جو سرکاری فرامین کی حیثیت سے صوبائی گورنروں (عمال) اور چھاؤنیوں کے کمانڈروں (امراء اجناد) کو بھیجے گئے تھے۔

۳۸۶۔ گورنروں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ ہر پانچ اونٹوں پر چوبیس تک ایک بکری زکاۃ میں لی جائے گی، پچیس سے پینتیس تک ایک بنت مخاض[1]، (زکاۃ دینے والے کے پاس اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون[2] دیا جائے، چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حقہ[3]، اکسٹھ سے پچھتر تک ایک جذعہ[4] چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون، اکیانوے سے ایک سو بیس ایک دو حقے، ایک سو بیس کے بعد ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ، بکریوں پر چالیس سے ایک سو بیس تک ایک

---

[1] دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ [2] تیسرے سال میں اونٹ کا بچہ [3] چوتھے سال والی جوان اونٹنی [4] پانچویں سال والا جوان اونٹ۔

بکری زکاۃ میں لی جائے۔ ایک سو اکیس (۱۲۱) سے دو سو (۲۰۰) تک دو بکریاں، دو سو اکیس سے تین سو تک تین بکریاں، تین سو کے بعد ہر سو پہ ایک بکری۔ زکاۃ میں بوڑھا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور نہ (محصل زکوٰۃ) نر بکرا (جس کا نسل کشی کے لئے زکوٰۃ گزار کے پاس رہنا ضروری ہے) لینے پر اصرار کرے الا یہ کہ زکوٰۃ گزار خوشی سے اسے دے۔ الگ الگ واجب الزکوٰۃ جانور (جو دو یا زائد مالکوں کی ملک ہوں) الگ الگ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے یکجا کرنا جائز نہیں، اسی طرح ایک گلہ کو جو فرد واحد کی ملک ہو زکوٰۃ سے بچنے کے لئے کئی فرضی مالکوں کے) الگ الگ حصوں میں بانٹنا بھی ممنوع ہے، (اونٹوں یا بکریوں کے) دو شریک حساب سے زکوٰۃ آپس میں بانٹ لیں گے۔ جب کسی کے پاس پانچ آونس چاندی (دو سو درہم) ہو جائے تو اسے ڈھائی فی صد زکوٰۃ دینا ہوگی[1]

۲۸۷۔ ایک گورنر کے نام

(جب تم اونٹ اور بکریوں کی زکوٰۃ لو تو) کل زکوٰۃ کی وصولی تک لوگوں کو روکے نہ رکھو (بلکہ جو زکوٰۃ ادا کر دے چلا جائے) اس لئے کہ مویشیوں کو ایک جگہ دیر تک ٹھہرنا شاق گزرتا ہے بلکہ ان کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے اور جب کوئی شخص بکریاں لے کر زکوٰۃ دینے آئے تو اس کی سب سے بڑھیا یا گھٹیا بکریاں زکوٰۃ میں نہ لو اور جب کسی پر ایک خاص عمر کا اونٹ زکوٰۃ میں واجب ہو لیکن اس کے پاس نہ ملے تو اس کے دوسرے اونٹوں سے اسی عمر کا اونٹ لے سکتے ہو یا اسی عمر والے کی قیمت۔ خوب دودھ دیتی ہوئی اور عنقریب بیانے والی اونٹنیاں زکوٰۃ میں نہ لی جائیں کیونکہ بستی والوں کا یہ منفرد سہارا ہوتی ہیں۔[2]

---

[1] موطا ص ۱۰۹-۱۱۰، شافعی ۲/۲، ابن ماجہ (سنن دہلی) ص ۱۳۰، ابن سلام ص ۳۵۸، ۳۸۶، تھوڑے فرق کے ساتھ، ازالۃ الخفاء ۲/۹۹، کنز العمال باختلاف متن، سنن داری (کانپور) میں بکری اور چاندی سے متعلق زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ [2] ازالۃ الخفاء ۲/۲۰۶۔

۳۸۸ - امرائے اجناد کے نام۔

مسلمانوں کو مت مارو ورنہ وہ ذلیل ہو جائیں گے۔ ان کے حقوق سے انہیں محروم مت کرو ورنہ وہ اسلام چھوڑ دیں گے۔ انہیں گھر سے دور دشمن کے علاقہ میں زیادہ عرصہ تک نہ روکو ورنہ وہ بغاوت پر اتر آئیں گے انہیں جنگلوں میں نہ ٹھہراؤ ورنہ وہ بیمار ہو کر ہلاک ہو جائیں گے[1]۔

۳۸۹ - شام کے مسلمانوں کے نام۔

اپنے بچوں کی تیراکی، تیر اندازی، گھوڑے سواری اور درختوں کی شاخوں (یا نشانوں) کے بیچ میں چھپنے کی مشق کراؤ[2]۔

۳۹۰ - صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام۔

اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑے سواری سکھاؤ اور انہیں عمدہ اشعار اور مشہور ضرب الامثال کہنے کی مشق کراؤ[3]۔

۳۹۱ - ایک صدر مقام کے مسلمانوں کے نام۔

ننگے پیر چلنے، تہبند پنڈلیوں سے اوپر باندھنے اور تیر اندازی کی مشق کرو[4]۔

۳۹۲ - گورنر شام کے نام۔

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ جوتے پہننے اور ننگے پیر رہنے کی عادت ڈالیں[5]۔

۳۹۳ - شام کے مسلمانوں کے نام

لوگو، تیر اندازی اور گھوڑے سواری کی مشق کرو، مجھے تیر اندازی گھوڑے سواری سے زیادہ پسند ہے، میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا ہے کہ خدا اس شخص کو جنت میں جگہ دے گا جو اس کی خاطر ایک تیر چلائے یا جسے جہاد میں تیر اندازی سے قوت حاصل ہو[6]۔

۳۹۴ - مسلمانوں کے نام۔

---

[1] ابن سعد ۳/۲۸۱ [2] ایضاً ۲/۱۹۲ [3] ازالۃ الخفاء ۲/۱۹۳، بلاذری انساب رف، ۹/۶۱۰ [4] کنز العمال ۲/۲۹۲ [5] سرخسی ۱/۴۴ [6] کنز العمال ۲/۲۹۲۔

شلواریں اتار دو اور تہبند باندھو[۱]

۲۹۵۔ گورنروں کے نام۔

جب دشمن کے علاقہ میں ہو تو ناخن بڑھا لو کیونکہ یہ بھی ایک قسم کے ہتھیار ہیں[۲]

ایک صدر مقام کے مسلمان کے نام۔

گھوڑے سدھاؤ، تمہارے سامنے صلیبیں نہ اٹھائی جائیں اور نہ تمہارے پڑوس میں سور رہیں[۳]

۲۹۶۔ خط کی دوسری شکل۔

کوئی سور تمہارے پڑوس میں نہ رہے نہ تمہارے سامنے صلیبیں اٹھائی جائیں اس دسترخوان پر کھانا نہ کھاؤ جہاں شراب پی جاتی ہو۔ گھوڑے سدھاؤ اور دو نشانوں کے بیچ چلنے کی مشق کرو[۴]

۲۹۷۔ امرائے اجناد کے نام۔

عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر صرف بالغ مردوں پر جزیہ لگاؤ[۵]

۲۹۸۔ امرائے اجناد کے نام۔

عورتوں اور بچوں پر جزیہ نہیں ہے۔ صرف بالغ مردوں پر جزیہ لگاؤ، ان کی گردن میں مہریں ڈلواؤ، اگر ان کے بال ماتھے پر لٹکیں تو انہیں کٹوا دو، وہ کپڑوں کے اوپر کمر کے گرد ڈوری باندھیں اور زین پر ایک طرف پیر کرکے سواری کریں اور مسلمانوں کی طرح زین کے دونوں طرف پیر لٹکا کر سوار نہ ہوں[۶]

۲۹۹۔ گورنروں کے نام۔

ذمیوں سے کہو کہ گردن میں سیسہ کی مہریں ڈالیں پٹکے باندھیں اور

---

۱ کنز العمال ۸/۶۰ ۲ سرخسی ۱/۹، ۳ بیہقی ۹/۲۱۰ ۴ ازالۃ الخفاء ۱/۱۸۶۔
۵ مغنی ۱۰/۵۸۲ ۶ کنز العمال ۲/۲۹۶۔

مسلمانوں سے ملتا جلتا لباس نہ پہنیں[1]

۴۰۰۔ گورنروں کے نام۔

ذمیوں کی پیشانی کے بال کٹوا دیئے جائیں اور وہ کپڑوں کے اوپر کمر کے گرد ڈوری باندھیں تاکہ ان کی ہئیت مسلمانوں سے ممتاز ہوجائے[2]

۴۰۱۔ ایک گورنر کے نام۔

تین کام گناہ کبیرہ ہیں۔ بلا عذر دو نمازوں کو جمع کرنا، دشمن کی فوج سے بھاگنا اور مالِ غنیمت کی لوٹ مار[3]

۴۰۲۔ فیروز دیلمی کے نام۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہیں عمدہ خالص غذائیں جو تم شہد کے ساتھ کھاتے ہو یہاں آنے سے باز رکھے ہوتے ہیں، یہ خط پاکر میرے پاس آجاؤ اور غیر مسلموں سے جنگ و قتال کے لئے جبل کھڑے ہو[4]

۴۰۳۔ گورنروں کے نام۔

اگر مہاجر مسافروں کی کسی جماعت کو گاؤں کے ذمی رات میں ٹھہرانے اور کھانا کھلانے سے انکار کردیں تو وہ ہماری امان سے خارج ہوجائیں گے[5]

۴۰۴۔ کوفہ کے گورنر کے نام۔

ہم نے سواد (عراق کے دیہاتوں) کے ذمیوں پر مسلمان مسافر کا ایک دن رات کا کھانا لازم کردیا ہے، اگر کسی مسافر کو بارش یا بیماری کی وجہ سے زیادہ رکنا پڑے تو اسے اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑیگا[6]

۴۰۵۔ مسلمانوں کے نام۔

سواد (عراق کے دیہاتوں) کا ایک ذمی شراب کی تجارت سے خوب مالدار

---

[1] سرخسی ۱/۹۲ [2] ابن سلام ص۵۳ [3] کنز العمال ۴/۲۴۲ [4] کنز العمال ۷/۸۳
[5] ابن سلام ص۱۴۵، کنز العمال ۲/۲۹۶ [6] ایضاً

ہو گیا۔ اس کی شکایت عمر فاروق رضؓ سے کی گئی تو انہوں نے لکھا :-

اس کی جو چیز تمہارے ہاتھ آئے توڑ ڈالو، اس کے سارے جانور ہانک لے جاؤ اور کوئی مسلمان اس کی کوئی امانت اپنے گھر نہ رکھے[1]

۳۰۶ - ابو الدرداءؓ کے نام۔

ابو الدرداء انصاریؓ نے دمشق میں ایک خوبصورت پل بنوایا۔ اس کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے یہ پر عتاب خط بھیجا :-

عُوَیمر بن ام عُوَیمر، فارسیوں اور بزنطیوں کی بنوائی ہوئی عمارتیں کیا تمہارے لئے کافی نہ تھیں کہ تم مزید عمارتیں بنا رہے ہو، اصحاب محمدؐ، تم جو مثال قائم کروگے اس کی تقلید کی جائے گی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ابو درداءؓ نے حمص میں ایک خوبصورت بالاخانہ بنوایا۔ اس کی خبر خلیفہ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا۔

اے عُوَیمر کیا تمہارے لئے وہ خوبصورت عمارتیں کافی نہ تھیں جو بزنطیوں نے اس دُنیا میں جسے تباہ ہونا ہے بنوائی تھیں، جو تم نے ایک حسین بالاخانہ تعمیر کرایا ہے[2]۔

۳۰۷ - گورنروں کے نام

ان دو (چھوٹے) بھائیوں کو جو غلام بن کر مسلمان کے قبضہ میں آگئے ہوں ایک دوسرے سے الگ نہ کیا جائے اور نہ کسی ماں کو اس کے بچہ سے[3]۔

۳۰۸ - خط کی دوسری شکل۔

بیچتے وقت (غلام) ماں کو اس کے بچہ اور ایک (غلام) بھائی کو اس کے دوسرے بھائی سے جدا نہ کیا جائے[4]۔

۳۰۹ - ایک گورنر کے نام۔

جو لوگ قرآن پڑھیں انہیں مال عطیے دو۔

---

[1] کنز العمال ۹۶۰ [2] کنز العمال ۸/ ۶۲ [3] سرخسی ۲/ ۲۴۲ [4] مغنی ۱۰/ ۴۰۰

گورنر نے حکم کی تعمیل کی، نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگوں نے محض عطیات کی خاطر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ گورنر نے خلیفہ کو اس کی اطلاع دی تو یہ فرمان آیا۔
مالی عطیے ان لوگوں کو دو جن میں انسانی خوبیاں موجود ہوں اور رسول اللہ کی صحبت سے مشرف ہو چکے ہوں۔[1]

۴۱۰۔ مسلمانوں کے نام۔
خیانت اور غداری سے کام نہ لو، نہ کسی غیر مسلم بچہ کو قتل کرو اور کاشت کاروں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو۔[2]

۴۱۱۔ امرائے اجناد کے نام۔
میدانِ جنگ میں جو بالغ مرد ہاتھ آئیں انھیں قتل کر دو اور کسی بیٹھے کٹے غلام کو ہمارے پاس (مدینہ) نہ بھیجو۔[3]

۴۱۲۔ نافع بن عبد الحارث کے نام۔
نافع نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ اس شخص سے کیا تاوان لیا جائے جو کسی کا پہنچا توڑ دے تو یہ جواب آیا: پہنچا توڑنے والے سے چوتھے سال والے دو جوان اونٹ بطور تاوان لئے جائیں۔[4]

عراق میں لشکرِ اسلام کے نام۔
جب تم (دشمن کے کسی فرد سے) کہو:۔ مترس (مت ڈر بزبان فارسی) یا لاتذہل (مت ڈر بزبان نبطی) تو اسے امان مل جائے گی کیونکہ خدا سب زبانیں جانتا ہے۔[5]

۴۱۳۔ ایک فوجی کمانڈر کے نام۔
مجھے معلوم ہُوا ہے کہ تمہاری فوج کے بعض غازی کسی غیر مسلم کا تعاقب کرتے ہیں۔ اور جب وہ پہاڑ پر چڑھ کر محفوظ ہو جاتا ہے تو ان میں سے کوئی کہتا ہے: مترس (ڈر مت) اور جب اسے پا لیتا ہے تو اسے قتل کر دیتا ہے جس خدا کے ہاتھ میں

---

[1] ابن سلام ص۲۶۰ [2] کنز العمال ۲/۲۹۶ [3] سرخسی ۱/۹۶ [4] کنز العمال ۷/۲۰۸۔
[5] سرخسی ۱/۱۸۹۔

میری جان ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے آئندہ معلوم ہوا کہ کسی نے یہ حرکت کی تو اس کا سر کاٹ لوں گا۔[۱]

۴۱۴۔ گورنروں کے نام۔

فوج کا سالار اعلیٰ یا کسی دستے کا کمانڈر مسلمان مجرم کے اس وقت تک کوڑے نہ مارے جب تک کہ وہ دشمن کے علاقہ سے نکل کر اپنی سرحد میں نہ آجائے، تاکہ شیطانی جوش میں بھر کر مجرم دشمن سے نہ جا ملے۔[۲]

۴۱۵۔ گورنروں کے نام۔

بَراء بن مالک (برادر انس بن مالک صحابی) کو کسی فوج کا سالار نہ بناؤ وہ بڑے بیباک آدمی ہیں، مسلمان غازیوں کو آگے بڑھا کر موت کے خطرات میں مبتلا کر دیتے ہیں۔[۳]

۴۱۶۔ امرائے اجناد کے نام۔

ان فارسی غلاموں کو جنہیں مسلمانوں نے آزاد کر دیا ہو اور وہ اسلام لے آئے ہوں ان کے آزاد کنندگان سے بطور موالی وابستہ کر دو، ان کے حقوق و ذمہ داریاں آزاد کنندگان کی طرح ہوں گی اور اگر وہ اپنا الگ قبیلہ بنا کر رہنا چاہیں (تو انہیں اس کا بھی اختیار ہے) اس صورت میں انہیں وہی وظیفے دیئے جائیں جو ان کے ہم مرتبہ عربوں کو دیئے گئے ہوں گے۔[۴]

۴۱۷۔ گورنروں کے نام۔

مکہ کے کچھ لوگ ایک حاملہ عورت کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس نے زنا کی ہے، کچھ دوسرے لوگوں کی رائے تھی کہ عورت پاکباز ہے، اسے

---

[۱] موطا ص۶۹۸، شافعی ۷/۲۲۴ [۲] سرخسی ۴/۱۰۸ [۳] ابن سعد ۷/۱۶، استیعاب ۱/۱۵۸، سرخسی ۱/۸۴، ابن جوزی صفوۃ الصفوۃ حیدر آباد ہند ۱۳۵۵ھ) ۱/۱۵۶ [۴] ابن سلام ص۲۳۵، کنز العمال ۲/۲۱۵۔

عمر فاروقؓ کے پاس لایا گیا تو اس نے انہیں بتایا کہ ایک رات جب وہ نماز پڑھ کر سو گئی تو کوئی اجنبی آیا اور اس سے اپنی جنسی پیاس بجھا کر چلا گیا۔ عمر فاروقؓ نے یہ فرمان گورنروں کو بھیجا۔

بغیر میری اجازت کسی کو قتل نہ کیا جائے[1]۔

۴۱۸۔ گورنروں کے نام۔

ایک عرب ہر سال عمر فاروقؓ کو اونٹ کی ران بطور ہدیہ دیا کرتا تھا، اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا اور وہ فریقِ ثانی کو لے کر خلیفہ کے پاس آیا اور بولا، امیرالمومنین ایسا فیصلہ کیجئے کہ حق باطل سے اس طرح الگ ہو جائے جیسے ران اونٹ سے، عمر فاروقؓ اشارہ پا گئے۔ تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہو گئی۔ انہوں نے گورنروں کو یہ فرمان بھیجا،

تحفے قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت کی ایک شکل ہے[2]۔

۴۱۹۔ کثیر بن شہاب کے نام۔

اپنے علاقہ کے مسلمانوں سے کہو کہ تازہ روٹی پنیر کے ساتھ کھایا کریں کیونکہ وہ پیٹ میں زیادہ دیر تک ٹھہرتی ہے[3]۔

۴۲۰۔ مسلمانوں کے نام۔

جو شخص کسی بنجر زمین کو قابلِ کاشت بنا لے گا وہ اس کی ملک ہو جائے گی[4]۔

۴۲۱۔ گورنروں کے نام۔

مجھے خط تحریر کرتے وقت تاریخ بھی لکھا کرو[5]۔

۴۲۲۔ کوفہ کے مسلمانوں کے نام۔

سورۃ نسا، سورۃ احزاب اور سورۃ نور یاد کرو اور ان کے معانی و مطالب سمجھو[6]۔

---

[1] کنزالعمال ۳/ ۸۰، [2] بیہقی ۱۰/ ۱۳۸، ابن جوزی ۹۵، ازالۃ الخفاء ۲/ ۹۸، [3] کنزالعمال ۸/ ۵۱
[4] قرشی ص ۸۹، [5] سرخسی ۴/ ۶۳، [6] کنزالعمال ۱/ ۲۲۴۔

۴۲۳۔ گورنروں کے نام

(غروب آفتاب کے بعد) افطار میں دیر نہ کی جائے اور نہ نماز مغرب کے لئے ستاروں کے گھنے ہونیکا انتظار[1]

۴۲۴۔ امرائے اجناد کے نام۔

خدا کے مطیع بندوں کی زبان سے جو باتیں سنو انہیں یاد کرو کیونکہ ان پر سچی باتیں (امورِ صادقہ) روشن ہوتی ہیں[2]

۴۲۵۔ مسلمانوں کے نام۔

عمر فاروقؓ جب کسی چھاؤنی میں گورنر بھیجتے تو وہاں کے مسلمان غازیوں کو لکھتے۔ جب تک گورنر تمہارے ساتھ انصاف سے پیش آئے اس کی اطاعت کرتے رہو[3]

۴۲۶۔ گورنروں کے نام۔

ان لوگوں کے اقوال قلمبند کر لیا کرو جو دنیا سے بے نیاز ہیں کیونکہ خدا نے ایسے فرشتے ان پر مامور کر دیئے ہیں جو ان کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھے رہتے اور انہیں صرف وہی بات کہنے کی اجازت ہوتی ہے جو خدا ان سے کہلانا چاہتا ہے[4]

۴۲۷۔ امرائے اجناد کے نام۔

دین کے قاعدے ضابطوں سے واقفیت حاصل کرو کیونکہ غلط بات کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھنے والا معذور نہیں رکھا جا سکتا[5]

۴۲۸۔ ایک گورنر کے نام۔

دو دوست تھے الف اور ب، ب نے الف سے کہا کہ میں رات ایک عورت کے ساتھ ہم بستر ہوا تھا۔ وہ کون عورت تھی؟ الف نے پوچھا۔ ب: میری میزبان،

---

[1] ازالۃ الخفاء ۲/۱۰۲ [2] ایضاً ۲/۱۶۷، کنز العمال ۴/۳۳۰ [3] کنز العمال ۷/۲۳ [4] ابن جوزی ص۹۸۔ ازالۃ الخفاء ۴/۱۹۸ میں ہے کہ عمر فاروقؓ نے یہ باتیں زبانی کہی تھیں [5] کنز العمال ۲/۷

جس کے پاس میں ٹھہرا ہوا تھا، الف۔ تب تو تم مارے گئے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ زنا حرام ہے؟ ب۔ بخدا مجھے اس کا مطلق علم نہ تھا، معاملہ کی رپورٹ عمر فاروقؓ کو کی گئی تو انہوں نے لکھا۔

زانی اگر قسم کھائے کہ مجھے زنا کی حرمت کا علم نہ تھا تو اسے چھوڑ دیا جائے۔[1]

۴۲۹۔ خط کی دوسری شکل۔

اگر اسے حرمتِ زنا کا علم تھا تب تو اس کے حد لگائی جائے اور اگر علم نہ تھا تو اسے بتاؤ (کہ زنا حرام ہے) اور اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کے حد لگائی جائے۔[2]

۴۳۰۔ ایک گورنر کے نام۔

کسی گورنر نے عمر فاروقؓ سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ آیا دار الحرب میں مسلمان غازیوں کو مالِ غنیمت سے اشیائے خوردنی کھانے پینے کی اجازت ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا:۔

(تقسیم سے پہلے) فوج کو مالِ غنیمت سے اشیائے خوردنی کھانے اور اپنے جانوروں کو کھلانے کی اجازت ہے لیکن تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت کا کوئی حصہ اگر بیچا جائے تو اس سے خمس اور غازیوں کا حصہ نکالنا ضروری ہے۔[3]

۴۳۱۔ سائب بن اقرع کے نام۔

سائب مدائن کے گورنر تھے، انہوں نے کسریٰ کے محل میں ایک مورتی دیکھی جو انگلی سے ایک جگہ اشارہ کر رہی تھی، انہیں خیال ہوا کہ اشارہ کسی دفینہ کی طرف ہے، انہوں نے وہ جگہ کھدوائی تو گراں قدر خزانہ نکلا، انہوں نے خلیفہ کو خزانہ کی اطلاع دی اور لکھا کہ چونکہ وہ بغیر جنگ و قتال حاصل ہوا ہے اس میں فوج کا کوئی حق نہیں ہے اور میں کلیتہً اس کا حقدار ہوں، عمر فاروقؓ نے یہ فرمان بھیجا:۔

---

[1] غریب الحدیث (ق)، ص۹۲ [2] کنز العمال ۳/۸۷ [3] سرخسی ۲/۲۵۸

تم مسلمان غازیوں کے سالار ہو اس لئے یہ دولت ان میں تقسیم ہونی چاہیئے[۱]

۴۲۲ - ایک گورنر کے نام -

کسی گورنر کے پاس ایک وفد آیا جس میں عرب اور موالی (غیر عرب مسلمان) دونوں تھے، گورنر نے وفد کے عرب ارکان کو انعامات دیئے اور موالی کو نظر انداز کر دیا، اس کی خبر عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انہوں نے لکھا۔

یہ بہت بُری بات ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے[۲]

۴۲۳ - خط کی دوسری شکل -

تم نے سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ کیوں نہیں کیا[۳]

۴۲۴ - صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام -

نرکل سے خلال نہ کیا کرو اور اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو خلال کرتے وقت اس کا چھلکا اتار دیا کرو[۴]

۴۲۵ - گورنر مکہ کے نام -

طارق بن مرتع نامی[۵] ایک عرب نے ایک غلام آزاد کیا، اس کا انتقال ہوا تو اس نے کچھ دولت چھوڑی جسے طارق نے لینے سے انکار کیا، گورنر مکہ نے خلیفہ کو صورتِ حال سے مطلع کیا تو یہ جواب آیا:-

دولت بیچ کر کے طارق کو دو۔ اگر وہ نہ لیں تو اس سے غلام خرید کر آزاد کر دو[۶]

---

[۱] کنز العمال ۳۰۵/۲ [۲] ابن سلام ۲۳۶ [۳] ایضاً [۴] کنز العمال ۴۵/۸ [۵] اصابہ (۲/۱۲۱-۲۲۲) میں نام طارق بن مُریغ (مرتع کی جگہ) قلمبند ہوا ہے اور کنز العمال کے مبانیہ سعدمنہ خط میں مختلف تصریحات ہیں، ان کی رُو سے طارق خود مکّہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے کئی غلام سائبہ کر دیئے تھے یعنی انہیں آزاد کر کے چھوڑ دیا تھا اور ان سے اپنا کوئی کام نہیں لیتے تھے اس کے بعد ان کا انتقال ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد ان کا ایک سائبہ غلام بھی کافی مال چھوڑ کر مر گیا۔ عمر فاروقؓ نے اس کی میراث طارق کی اولاد کو دلا دی [۶] کنز العمال ۲۵۲/۵ -

۴۳۶ ۔ مجاہد بن جبر کے نام

امیرالمومنین دو شخص ہیں۔ ایک گناہ سے اس لئے کنارہ کش رہتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور دوسرا خواہش کے باوجود اس سے محترز رہتا ہے، بتایئے ان دونوں میں کونسا بہتر ہے؟

عمر فاروقؓ نے جواب دیا:۔

گناہ کی خواہش کے باوجود اس سے دور رہنے والے وہ لوگ ہیں جن کی خدا بذریعہ تقویٰ آزمائش کرتا ہے۔ ان کی مغفرت ہوگی اور وہ عمدہ انعام پائیں گے[۱]

۴۳۷ ۔ ایک گورنر کے نام ۔

کسی مسلمان نے بیت المال سے روپیہ چرا لیا۔ اس کی اطلاع خلیفہ کو کی گئی تو انہوں نے لکھا:۔

اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، کیونکہ بیت المال میں اس کا بھی حق ہے[۲]

۴۳۸ ۔ مسلمانوں کے نام ۔

دُنیا لذیذ ترکاری کی طرح ہے۔ جائز طریقہ سے دنیا کمانے والا اس بات کا مستحق ہے کہ دُنیا اس کے لئے باعثِ برکت ثابت ہو اور ناجائز طریقہ سے دُنیا کمانے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا پیٹ نہیں بھرتا چاہے وہ کتنا ہی کھائے[۳]

۴۳۹ ۔ یمن کے گورنر کے نام ۔

یمن کے دو دیہاتوں وَداعہ اور خَیوان کے درمیان ایک شخص مرا ہوا پایا گیا۔ گورنر نے اس کی اطلاع خلیفہ کو دی تو جواب آیا:۔

ناپ کر دیکھو کہ مقتول دونوں دیہاتوں میں کس سے زیادہ قریب تھا، جس دیہات سے زیادہ قریب ہو وہاں کے پچاس (معزز) آدمی قسم

---

[۱] منتخب کنز ۱/۲۶۵ [۲] ایضاً ۴/۱۱۵ [۳] ازالۃ الخفاء ۲/۱۴۸۔

کھائیں کہ ہم نے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے پھر یہ لوگ مقتول کے خونبہا کا ذمہ لیں[1]۔

۴۴۰۔ مسلمانوں کے نام

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ایسی سرزمین میں (مصروفِ جہاد) ہو جہاں پنیر نامی کھانا کھاتے ہو اور جانوروں کی سمور پہنتے ہو، اس بات خیال رکھو کہ کھانا حلال ہو اور سمور مُردہ یا غیر ذبیحہ جانور کی نہ ہو[2]۔

۴۴۱۔ مسلمانوں کے نام۔

پنیر نامی کھانا صرف مسلمانوں یا اہلِ کتاب کا تیار کیا ہُوا کھاؤ[3]۔

۴۴۲۔ امرائے اجناد کے نام۔

جب (متحارب) قبیلے ایک دوسرے کو (جاہلی دستور کے مطابق) مدد کے لئے پکاریں (یال فلاں یال فلاں کہہ کر) تو تلوار سے ان کی خبر لو اور انہیں مجبور کرو کہ وہ اسلامی طریقہ سے اپنے جھگڑے تصفیے طے کریں[4]۔

۴۴۳۔ گورنروں کے نام۔

تمہیں ایسی جو مہر ملے جس پر عربی عبارت کندہ ہو تو اسے توڑ ڈالو[5]۔

۴۴۴۔ گورنروں کے نام۔

گورنرو، رعیت پر تمہارے اور رعیت کے تم پر حقوق ہیں، خدا بُردبار حاکم کو بہت پسند کرتا ہے اور کوئی نفع اس نفع کے برابر ہمہ گیر اور علم نہیں ہوتا جو بردبار اور مہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے، اسی طرح متشدد حاکم خدا کو سخت ناپسند ہے اور کوئی نقصان اتنا دُور رس نہیں ہوتا جتنا وہ نقصان جو ایک احمق اور نامہربان حاکم سے رعیت کو پہنچے اور جو شخص طالبِ عافیت ہوتا ہے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ خدا اسے عافیت سے

---

[1] ابو یوسف آثار (کتاب الآثار مصر ۱۳۵۵ھ) ص ۲۲۱-۲۲۲ [2] کنز العمال ۸/۵۱ [3] ایضاً
[4] کنز العمال ۳/۱۶۷ [5] ایضاً ۳/۳۲۵

شاد کام کر سکے۔[1]

۴۴۵ - عُروہ (بن عیاض) بارقی کے نام

ہم چوپائے کی آنکھ کا تاوان انسان کی آنکھ کے برابر دلواتے تھے پھر ہم نے طے کیا کہ اس کا تاوان انسان کی آنکھ کے مقابلہ میں ایک چوتھائی ہونا چاہیئے۔[2]

۴۴۶ - کوفہ کے گورنر کے نام

مسلمان قاتل کو مقتول ذمی کے ورثاء کے حوالہ کر دو۔ چاہیں وہ اسے قتل کر دیں اور چاہیں معاف کر دیں۔

یہ خط گورنر کو موصول ہوا تو ایک وفد کوفہ سے خلیفہ کے پاس آیا اور اس نے سفارش کی کہ چونکہ قاتل ایک ممتاز غازی ہے اسے قتل کی سزا نہ دی جائے بلکہ اس سے مقتول ذمی کا خونبہا دلوا دیا جائے۔ عمر فاروقؓ نے گورنر کو لکھا۔ خزانہ سے خونبہا دے کر قاتل کی جان بچالو۔[3]

۴۴۷ - گورنروں کے نام۔

حق و انصاف کے معاملہ میں سب کے ساتھ یگانہ ہو یا بیگانہ ایک سا برتاؤ کرو، رشوت نہ لو، مقدمہ فیصل کرنے میں ذاتی خواہش یا رجحان سے کام نہ لو، غصہ کی حالت میں کسی سے مواخذہ نہ کرو، ہر روز انصاف کیا کرو چاہے ایک ہی گھنٹے کے لئے ہو۔[4]

۴۴۸ - گورنروں کے نام۔

رسول اللہ کے بعد کوئی شخص میثہ کرامت نہ کرے اور نابالغ غلطی سے قتل کرے یا جان بوجھ کر، دونوں حالتوں میں کفارہ دینا ہوگا اور جو عورت اپنے غلام سے شادی کرے اسے حد زنا لگاؤ۔[5]

---

[1] ابن جوزی ۱۰۵ [2] کنز العمال ۷/۳۰۸ [3] خوارزمی جامع مسانید ابی حنیفہ، حیدرآباد ہند ۱۳۳۲ھ، ۱/۱۷۷، [4] بیہقی ۱۰/۱۳۵-۱۳۶ [5] کنز العمال ۷/۲۹۹۔

۴۴۹ - شام کے گورنر کے نام -
گورنر نے خلیفہ سے دریافت کیا کہ شام کے یہودی فرقہ سامرہ کا ذبیحہ مسلمان کھا سکتے ہیں یا نہیں تو یہ جواب آیا۔
سامرہ اہل کتاب (یہود) کا ایک فرقہ ہے اس کا ذبیحہ ویسا ہی حلال ہے جیسا اہلِ کتاب[۱] کا۔

۴۵۰ - صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام -
جو عورت ولی کی عدم موجودگی میں یا اس کی بلا اجازت شادی کرے وہ زانیہ ہے[۲]۔

۴۵۱ - صدر مقاموں کے مسلمانوں کے نام -
جو عورت اپنے غلام سے شادی کرے یا بغیر گواہوں کے یا بلا اجازت ولی، تو اسے حدِ زنا لگاؤ[۳]۔

۴۵۲ - مسلمانوں کے نام -
جب تفریح کو تمہارا جی چاہے تو تیر اندازی کیا کرو اور جب باتوں کو جی چاہے تو قانونِ وراثت پر گفتگو کیا کرو[۴]۔

۴۵۳ - ایک گورنر کے نام -
جو پابندیاں خونی رشتہ کے باعث دو افراد پر عاید ہوتی ہیں وہی پابندیاں ان دو افراد پر بھی عاید ہونگی جنہوں نے کسی عورت کا باہم دودھ پیا ہو[۵] (مثلاً وہ ایک دوسرے سے شادی نہیں کر سکتے)

۴۵۴ - امرائے اجناد کے نام -
زکاۃ فطر میں ایک صاع[۷] (چار پونڈ) جو یا چھوارے یا دو مُد (چار پونڈ) گیہوں ادا کرو، نابالغوں کی طرف سے جو ہو سکے دیدو[۸]۔

۱؎ کنز العمال ۲/۲۴۲ و ۲/۲۴۱ باختلاف متن ۲؎ ازالۃ الخفاء ۲/۱۱۰ ۳؎ کنز العمال ۸/۳۰۰ ۴؎ بیہقی ۶/۲۰۹ ۵؎ کنز العمال ۶/۶ مخاطب ابو موسیٰ اشعری ۶؎ کنز العمال ۳/۲۴۷ ۷؎ مقدمے میں لکھا ہے (ص ۹۶ - ۹۸) کہ عمر فاروق کا صاع آٹھ پونڈ یا چار سیر کے بقدر تھا، بنو امیہ کے ابتدائی زمانہ میں گورنر مدینہ سعید بن عاص نے اسے کم کر کے ۵ پونڈ کر دیا اور یہی وزن رائج ہو گیا ۸؎ ابن زنجویہ (کتاب الاموال قلمی رقم ۷، جزء ۴، دار الکتب قاہرہ)

مکتوباتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خطوط، بین الاقوامی سیاسی معاہدے،
تشریعی فرامین اور آبادکاری کے احکام کا عظیم الشان ذخیرہ

تالیف و ترتیب

مولانا سید محبوب رضوی

قیمت: مجلد ۲۴/۰۰

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط

ڈاکٹر خورشید احمد فارق

پروفیسر دہلی یونیورسٹی

قیمت: مجلد ۱۵/۰۰

ملنے کا پتہ:- ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی - لاہور

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سرکاری خطوط

ڈاکٹر خورشید احمد فارق

قیمت: مجلد ۱۵/۰۰

حیات شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ

تاج العلماء سراج الفقہاء زبدۃ الکاملین قدوۃ العارفین خاتم المحدثین

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی کے حالات و کمالات پر مستند کتاب

مؤلفہ

العارف الربانی مولانا الحاج حضرت میاں صاحب سید اصغر حسین رحمہ اللہ تعالیٰ

محدث دار العلوم دیوبند

قیمت مجلد: ۱۸/۰۰

ملنے کا پتہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی- لاہور

Marfat.com